مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ
الحمد للہ والمنہ کہ کتاب نافع طلّاب مشتمل بر فوائد نحویہ
موسوم بہ
تَوضِیحُ النَّحَو
باجراء
قواعِدُ النَّحو
التركيب لِشَرحِ مِأته عامِل للمُقدّمة والنّوع الاوّل
مع
الشرح المقبول لتسهيل درس الحاصل والمحصول
تألیف
العبد الضعیف مُحمّد حسَن عفا اللہ عنہ وعافاہ
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور و اُستاذ جامعہ مُحمّدیہ لیک روڈ، لاہور
جامعہ مدنیہ جدید و جامعہ عبداللہ بن عمرؓ جامعہ مُحمّد موسیٰ البازیؒ
إدارۂ محمّدیہ
لاہور ۔ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب .... توضیح النحو باجراء قواعد النحو

مع

الشرح المقبول لتسہیل درس الحاصل والمحصول

تالیف .... العبد الضعیف محمد حسن عفا اللہ عنہ وعافاہ

قیمت ....

معاون

إدارہ محمدیہ

جامعہ محمدیہ لیک روڈ چوبرجی، لاہور، پاکستان

(۰۲۲)۷۲۲۷۲۵۰ E-mail : muhammadia@yahoo.com

ناشر

عبد القدیر

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

042-7241355, 0300-4339699

ماشاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله والمنة کہ کتاب نافع طلاب مشتمل بر فوائد نحویہ

موسوم بہ

توضیح النحو

با جراء

قواعد النحو

مع

الترکیب لشرح مأتہ عامل للمقدمۃ والنوع الاول

تالیف

العبد الضعیف **محمد حسن** عفا اللہ عنہ وعافاہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور واستاذ جامعہ محمدیہ لیک روڈ، لاہور

جامعہ مدنیہ جدید وجامعہ عبداللہ بن عمرؓ جامعہ محمد موسیٰ البازی

ادارہ محمدیہ

لاہور ٥ باکستان

سَلامٌ عَلیٰ خَیرِ الْاَنامِ وَسَیّدِ حَبِیْبِ اِلٰہِ العٰلَمِیْنَ مُحَمَّدِ

بَشِیرٍ نَذِیرٍ ہَاشِمِیٍّ مُکَرَّمٍ عَطُوفٍ رَؤُفٍ مَّنْ یُّسَمّٰی بِاَحْمَدِ

انتساب

رحمت کائنات فخر موجودات سرورِ دو عالم آنحضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تسلیما کثیرا کثیرا کی عالی چان اور بے پایاں عظمت، محبت، شفقت اور تاج ختم نبوت کے طفیل

تمام

انبیاء کرام علیہم السلام

کے نام

جنہوں نے اپنے اپنے دور میں دین حق کا بول بالا کیا۔

فہرست

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد! بندہ محض اللہ پاک کی مہربانی اور اسکی توفیق کیساتھ ان طلباء کرام کو جنہوں نے گزشتہ سال صرف ونحو کی بنیادی کتابیں پڑھی ہیں ان کو سال کی ابتداء میں تقریباً تین ماہ تک مختصر القدوری کے ابتدائی حصہ میں اجراء کرواتا ہے تاکہ صرف ونحو کے وہ مسائل جو انھوں نے بنیادی کتابوں میں پڑھے ہیں انکی افادیت واضح ہوکر سامنے آجائے کہ ہمارا صرف ونحو پڑھنے کا مقصد دینی کتابوں کو سمجھنا ہے۔الحمدللہ اجراء کا یہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ اس ٹوٹے پھوٹے نیک سلسلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماوے۔آمین

ساتھ ہی بندہ کی ایک عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ اجراء کے اس حقیر انداز کو مدارس عربیہ دینیہ میں خدمت کرنے والے اپنے ان نیک ومخلص اساتذۂ کرام کی خدمت میں پیش کرے جو شب وروز مہمانان رسول ﷺ کی خدمت میں مشغول ہیں تاکہ انکو ضرورت کے وقت اجراء کے انداز کو سمجھنے میں آسانی ہو۔بالآخر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وہ نیک گھڑی لائے جس میں اس حقیر سی سعی کو طالبین ومحبین ومخلصین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔اور اجراء کی اس حقیر سعی کو ابتداً ۲۵ اسباق میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ معلمین اور متعلمین کیلئے اجراء کے سبق کی مقدار معلوم کرنے میں آسانی ہو۔لیکن ہمارے نیک اساتذہ کرام طلباء کرام کے ذہنی معیار اور وقت کی فرصت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان اسباق کی مقدار میں کمی بیشی کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔اور ان ۱۲۵ اسباق کے بعد آہستہ آہستہ سبق کی مقدار بڑھادی جائے اور اس عبارت کے ساتھ جو فوائد متعلق ہیں ان کو بیان کردیا جائے اور یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس اجراء کو اسباق کے اندر قرآن پاک سے اور احادیث نبویہ کی مثالوں سے منور اور روشن کیا جائے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔اور ترکیب میں مزید آسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے شرح مائۃ عامل کی نوع اول کی ترکیب بمع مختصر تشریح آخر میں لکھ دی گئی ہے۔

﴿اجراء کروانے کا طریقہ﴾

اجراء کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء میں تمام طلباء سے جہاں مضمون ختم ہو رہا ہے چند ایام کی اکٹھی عبارت سن لی جائے مثلاً قدوری میں الحمدلله سے لیکر اجمعین تک ایک ہی دن میں تمام طلباء سے عبارت سن لی جائے اور پھر قال الشیخ سے لیکر المعروف بالقدوری تک ایک دن میں تمام طلباء سے عبارت سن لی جائے پھر دعائیہ جملہ رَبِّ یسّر وَلَا تُعَسِّر .... الخ سے آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ پر اجراء شروع کر دیا جائے مثلاً پوچھا جائے ربِ اصل میں کیا تھا مختلف طلباء سے پوچھا جائے اگر چہ کوئی طالب علم صحیح جواب بھی دیدے پھر بھی اُسکے جواب پر چشم پوشی کر کے دوسرے طلباء سے سوالات کیے جائیں پھر صحیح جواب کی تصدیق کی جائے۔ کہ یا ربِّ اصل میں یا ربّی تھا پھر ان سے پوچھا جائے یا ربیّ کے آخر سے یائے متکلم کو کیوں حذف کیا ہے؟ اس سوال کا فی الحال بجائے خود جواب دینے کے طالب علم کو مطالعہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے اُسکو حوالہ دے دیا جائے کہ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کیلئے آپ کافیہ صفحہ ۳۰ کی آخری سطر میں والمضاف الی یاء المتکلم سے لیکر وبالهاء وقفاً تک لکھی ہوئی عبارت کا مطالعہ کریں۔ اور مزید وضاحت کیلئے شرح جامی صفحہ ۹۸ پر اس عبارت کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ کیونکہ دو چیزیں ہیں ایک ہے مطالعہ اور ایک ہے تکرار یہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ مطالعہ سے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور تکرار سے سمجھانے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اسی لیے خوب محنت سے مطالعہ کریں۔

مطالعہ کی تعریف یہ ہے کہ مطالعہ طلوع سے ہے اور طلوع کا معنی ہے روشنی اور مطالعہ بھی ایک ایسی استعداد کا نام ہے جسکے ذریعے کتاب کے نقوش سے معانی اور مفاہیم کا نور نکل کر سینے کو روشن کر دے چاہے ایک لفظ سمجھ میں آئے یا ایک بھی نہ آئے کیونکہ اللہ پاک محنت کوشش اور فکر پر ہی اپنی رحمت کے فیصلے فرماتے ہیں اور اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول فرما لیتے ہیں۔

بس اس انداز سے ہر روز ایک ایک لفظ پر نوک جھونک کی جائے۔ پھر جب اجراء واصحابه اجمعین تک پہنچ جائے پھر قال الشیخ سے لیکر المعروف بالقدوری تک ایک ایک طالب علم سے عبارت سنی جائے (اور اصل عبارت کا آغاز یہیں سے ہوگا۔ کیونکہ خطبہ کی عبارت تو طلباء کرام خطباء حضرات سے عام طور پر سنتے رہتے ہے۔ لہذا خطبہ کی عبارت وہ صحیح پڑھ لیں گے) ایک ایک زبر زیر کی غلطی پر نظر رکھی جائے۔ مثلاً بعض دفعہ طلباء عبارت میں الفاظ کے آخر میں سکون پڑھتے ہیں ابو الحسنُ احمدُ بنُ محمّدُ بنُ جعفرُ البغدادیُ گویا کہ اُن کے نزدیک ایک ہی عامل ہے جو سب کو آخر میں جزم دیتا ہے الغرض ایسی غلطیوں پر شفقت کی نظر رکھ کر شروع میں ہر روز آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو غلطیوں کی اصلاح کی جائے

پھر جب اجراء کے ذریعے مثلاً قال الشیخ سے لیکر المعروف بالقدوری تک عبارت کی اصلاح ہوگئی پھر دوبارہ روانگی کے ساتھ عبارت سنی جائے۔ الحمد للہ اس طریقہ سے بہت جلد صحیح عبارت پڑھنے اور سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائیگی۔ اور اسی طرح کتاب الطھارۃ میں اجراء کے اس سلسلے کو جاری رکھا جائے۔ پھر اجراء کیساتھ جتنا سبق پڑھا ہے، جمعرات کو سبق کا ناغہ کر کے پیچھے سے صرف عبارت سنی جائے عبارت کے درمیان میں روکا نہ جائے بلکہ جب عبارت مکمل سنا لیں پھر جہاں غلطی کی ہے وہاں سے دوبارہ عبارت پڑھوائی جائے اسمیں صحیح یا غلط پڑھنے کی وجہ پوچھی جائے۔ اور اجراء کا یہ انداز باب التیمم تک اختیار کیا جائے۔ پھر باب التیمم سے آگے طلباء کو جتنا سبق پڑھانا ہو ان سے اتنی ہی عبارت سنی جائے اور مطالعہ سننے پر توجہ دی جائے۔ یعنی حتی الامکان خود ان سے سبق حل کروایا جائے۔ جو کمی بیشی رہ جائے اُسکو اُستاذ بیان فرمادیں اور مدارس میں اجراء کے اس انداز کو اپنانے کے لئے مدرسے میں صرف ونحو سے شغف رکھنے والے ایک استاذ کے ذمے مستقل اجراء کا سبق مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ قدوری کے ابتدائی حصے سے طلباء کو اجراء کروائے۔ اور باقی کتاب (مثلاً کتاب الصلوٰۃ سے آگے) کی تکمیل کسی دوسرے استاذ کے ذمہ مقرر کردی جائے تاکہ اجراء کروانے والے استاذ اطمینان کے ساتھ اجراء کرواسکیں۔ انشاء اللہ اجراء کے اس انداز سے طلباء کرام کو خوب فائدہ پہنچے گا اور دینی علوم کی صحیح فہم کا ذریعہ بنے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اساتذہ کرام کی نیک محنت کو اور طلباء کرام کی نیک طلب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور اپنی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور قیامت کے دن اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت کا اور جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت باسعادت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیٰ حبیبہ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.

عبدِ ضعیف
محمد حسن عفی عنہ
مدرس جامعہ محمدیہ، لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور
جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد، رائے ونڈ روڈ، ٹبہ پاجیاں لاہور
جامعہ عبداللہ بن عمرؓ، سوا گجومتہ، فیروز پور روڈ، لاہور
جامعہ محمد موسیٰ البازیؒ، عقب گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿سبق نمبر۱﴾

ربّ یسّر ولا تعسّر وتمّم بالخیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

قال الشیخ الامام الاجل الزاھد ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر البغدادی المعروف بالقدوری

استاذ: رَبِّ اصل میں کیا تھا؟ (رَبّ لغت میں مطلق پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ھو الخالق ابتداءً والمربّی وسطاً والغافر انتہاءً)

شاگرد: اصل میں یا ربّی تھا۔

استاذ: یاء ضمیر متکلم کو کیوں حذف کیا؟

شاگرد: خاموش!

استاذ: میرے عزیز اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے کافیہ صفحہ ۳۰ کی آخری سطر میں والمضاف الیٰ یاء المتکلم سے لے کر وبالھاء وقفا تک لکھی ہوئی عبارت کا مطالعہ کریں۔ اور مزید وضاحت کے لئے شرح جامی صفحہ ۹۸ پر اس عبارت کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

شاگرد: استاذ جی! ابھی تو میرے دوسرے سال کی کتابوں کی ابتداء ہے۔ بڑے درجوں کی کتابوں کو میں کیسے سمجھوں گا۔

استاذ: میرے عزیز طلباء! آپ سب تشریف لے جائیں اور بڑے درجے کے ساتھیوں سے کافیہ اور شرح جامی کی کتابیں لے کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو کر تقریباً آدھ گھنٹہ یکسوئی کے ساتھ اس مقام کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی اُمید ہے کہ کچھ نہ کچھ بات ضرور سمجھ میں آئے گی۔

وقفہ برائے مطالعہ

شاگرد: استاذ جی! آپ کی نیک اور پُر شفقت رہنمائی اور توجہ سے پہلے کافیہ سے اس مقام کا مطالعہ کیا کچھ نہ کچھ بات اس

سے سمجھ میں آگئی لیکن کافیہ کی یہ عبارت وبالھاء وقفا کا مطلب سمجھ میں نہیں آرہا تھا الحمدللہ پھر جب شرح جامی سے اس مقام کا مطالعہ کیا تو اس عبارت کا مطلب بھی سمجھ میں آگیا۔ استاذ جی آپ ارشاد فرمائیں تو میں اس عبارت کا مفہوم اور مطلب بیان کروں۔

استاذ:۔ میرے عزیز ٹھہریں۔ پہلے میں کمزور طلباء کا مطالعہ سن لوں۔ کیونکہ تمام طلباء میری روحانی اولاد اور بیٹے ہیں اور والد کو سب سے زیادہ فکر اپنی کمزور اولاد کی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو بھی باصلاحیت اولاد کی طرح اپنے مبارک دین کی خدمت کے لئے قبول فرمالے۔

شاگرد: استاذ جی! مجھے صرف والمضاف الی یاء المتکلم کا ترجمہ سمجھ میں آیا ہے۔ یعنی یاء متکلم کی طرف کوئی چیز مضاف ہو لیکن یہ معلوم نہیں کہ مضاف کیا چیز ہے۔

استاذ: المضاف پر بین السطور میں کیا لکھا ہے؟

شاگرد: المنادیٰ لکھا ہے۔

استاذ: کیوں لکھا ہے؟

شاگرد: استاذ جی! مجھے معلوم نہیں۔

استاذ: (باقی طلباء سے) آپ بتلائیں۔

شاگرد: خاموش!

استاذ: ایک منٹ کیلئے کھڑے ہو جائیں اور اس سوال کا جواب سوچیں۔ میرے عزیز آپکو کھڑا کرنے سے مقصود العیاذ باللہ آپ کی توہین کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ آپ مہمانانِ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ بلکہ اس سے مقصود مزید تھوڑی سی قربانی لینا ہے کیونکہ محنت اور قربانی کے بعد جو چیز حاصل ہوتی ہے۔ اس کی قدر بھی ہوتی ہے اور ذہن نشین بھی ہوتی ہے۔

قیـــــــام   بـــــــرانـــــــے   وقـــــــفـــــــه

استاذ: میرے عزیز اب آپ بیٹھ جائیں الحمدللہ آپ کو اس کھڑے ہونے کا اور سوچنے کا ثواب مل گیا۔ اب بندہ اپنے بیٹوں کی خدمت میں اس سوال کا جواب عرض کرتا ہے کہ المضاف صیغہ صفت کا ہے اور ہر صیغہ صفت کا اپنے

موصوف کو چاہتا ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف لہٰذا اس سے پہلے المنادیٰ موصوف محذوف ہے۔ میری بات یاد رکھنا کہ بین السطور عبارت لکھنے کی کئی اغراض ہوتی ہیں مثلاً۔ا۔ کسی لفظ کا لغوی معنیٰ بیان کرنا۔۲۔ کسی لفظ کا اصطلاحی معنیٰ بیان کرنا۔۳۔ کسی لفظ کی ترکیب بیان کرنا۔۴۔ ضمیر غائب کا مرجع بیان کرنا۔۵۔ کسی دعوے کی دلیل بیان کرنا۔۶۔ کسی دلیل کے دعوے کو ذکر کرنا۔۷۔ جواب سوال مقدر کی طرف اشارہ کرنا۔

میرے عزیز! جب آپ کو المضاف کے ساتھ بین السطور میں المنادیٰ لکھنے کی وجہ معلوم ہوگئی تو اب آپ آسانی سے بتلادیں گے کہ یائے ضمیر متکلم کی طرف کونسی چیز مضاف ہے۔

شاگرد: استاذ جی! آپ کی شفقت سے اب میں آسانی سے بتلاسکتا ہوں کہ یائے ضمیر متکلم کی طرف منادیٰ مضاف ہے۔

استاذ: (دیگر کمزور طلباء سے) میرے عزیزو! آپ نے بھی اس عبارت کا کچھ نہ کچھ مطلب سمجھ لیا ہوگا۔ اور نہیں تو کم از کم حروف جارہ کا معنیٰ تو سمجھ ہی لیا ہوگا انشاء اللہ۔

شاگرد: استاذ جی! آپ کی دعاؤں سے الحمد للہ کافی حد تک اس عبارت کا مطلب سمجھ میں آ گیا ہے۔

استاذ: میرے عزیزو! اسی انداز سے پوری توجہ اور محنت کے ساتھ مطالعہ کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے عزیزوں کی فہم میں برکت عطا فرمائیں گے۔ اب ان طلباء میں سے ایک طالب علم اس عبارت کا مطلب بیان کرے۔ جنہوں نے اس عبارت کا پورا مطلب سمجھ لیا ہے۔

شاگرد: استاذ جی! میری ناقص فہم کے مطابق اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو منادیٰ مضاف ہو یائے ضمیر متکلم کی طرف اس میں آٹھ وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔ا۔ یا کے سکون کے ساتھ۔ جیسے یا غلامیْ ۲۔ یا کے فتحہ کے ساتھ۔ جیسے یا غلامیَ ۔۳۔ یا کے حذف کے ساتھ جیسے یا غلامِ ۔۴۔ یا کو الف سے بدلنے کیساتھ۔ جیسے یا غلاما۔ اور ان چاروں صورتوں کے آخر میں حالت وقف میں "ہ" لگادیں جیسے یا غلامیہْ ، یا غلامیَہ ، یا غلامِہ ، یا غلاماہ۔ اس طرح یہ آٹھ وجہیں بن جائینگی۔

استاذ: میرے عزیز! ماشاء اللہ آپ نے صحیح مطلب سمجھا۔ اب یہ بتلائیں کہ ربِّ میں ان آٹھ وجھوں میں سے کونسی وجہ پائی گئی ہے

شاگرد: تیسری وجہ پائی گئی ہے۔ یعنی جب منادیٰ مضاف ہو یاء ضمیر متکلم کی طرف تو وہاں یا کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے ربِّ دراصل یا ربِّیْ تھا

﴿سبق نمبر۲﴾

استاذ: "یا" حرف نداء کو کیوں حذف کیا؟

شاگرد: خاموش!

استاذ: میرے عزیزو! اس سوال کا جواب معلوم کرنے کیلئے کافیہ صفحہ نمبر ۳۳ پر **ویجوز حذف حرف النداء** (الخ) سے متن کی عبارت اور صفحہ نمبر ۳۴ پر حاشیہ نمبر ۱ کا مطالعہ فرمائیں اور تقریباً یہی حاشیہ والی عبارت شرح جامی صفحہ ۱۰۴ پر سطر نمبر ۷ سے لے کر سطر نمبر ۱۳ تک واضح طور پر مذکور ہے وہاں سے بھی مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

وقفہ برائے مطالعہ

شاگرد: استاذ جی! میں نے کافیہ سے متن اور حاشیہ کا مطالعہ کیا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

استاذ: میرے عزیز! آپ کا یہ کہنا کہ "مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا" یہ آپ کی کسر نفسی تو ہو سکتی ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اچھا! آپ یہ بتلائیں کہ کافیہ کے متن میں آپ نے **ویجوز حذف حرف النداء** کا مطلب سمجھا ہے یا نہیں۔

شاگرد: استاذ جی! اس کا مطلب تو بالکل آسان ہے وہ یہ کہ حرف نداء کو حذف کرنا جائز ہے۔

استاذ: جب آپ نے پورے ایک جملے کا مطلب سمجھ لیا تو آپ نے کیسے کہہ دیا کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ لہٰذا اس خلاف واقعہ بات کہنے پر استغفار پڑھیں۔

شاگرد: **استغفر اللہ ربّی من کل ذنب و اتوب الیہ۔**

استاذ: اسی طرح آپ بتلائیں کہ حاشیہ کے اندر کچھ الفاظ کا معنیٰ سمجھا ہے یا نہیں؟

شاگرد: استاذ جی! اگرچہ پورا حاشیہ تو حل نہیں کر سکا لیکن الحمدللہ آپ کی توجہات کی برکت سے حاشیہ کے اندر بھی کئی الفاظ کا معنیٰ سمجھ میں آ گیا۔ مثلاً **فبقی بعد ھذہٖ ۔ یجوز فیھا حذف حرف النداء ۔ کلفظ اللہ** ۔ وغیرہ

استاذ: میرے عزیز! مطالعہ کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ کلمات کے درمیان موٹا موٹا اور مختصر ترکیبی تعلق معلوم کیا جائے پھر ہر لفظ کا علیحدہ علیحدہ معنیٰ معلوم کیا جائے پھر ان الفاظ کے معانی کو جوڑ کر ان کا صحیح مفہوم اور مطلب نکالنے کی کوشش کی جائے۔ جیسے قاعدہ پڑھنے والا بچہ ابتداء میں ہر لفظ کے جوڑ (ہجے) کرتا ہے۔ پھر روانی سے پڑھنے کی کوشش

کرتا ہے۔ بس میرے عزیز! طالبعلم کے مطالعہ کرنے کا مطلب یہی ہے۔ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنا کہ جب بھی طالبعلم محنت اور کوشش کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے تو کچھ نہ کچھ بات ضرور سمجھ لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے۔ لہٰذا آپ اسی انداز سے خوب محنت کے ساتھ مطالعہ کرتے رہیں اور اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی دعائیں لیتے رہیں اور کمزور طلباء کی خدمت کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ اللہ پاک کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ خود بھی یہ دعاء کرتے رہیں کہ یا اللہ! ہماری اس ٹوٹی پھوٹی محنت کو قبول فرما اور اپنے دین کی خدمت کے لئے شرح صدر نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی اُمید ہے کہ وہ اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے مہمانوں کو خوب برکتوں سے مالا مال فرمائینگے۔

میرے عزیز! اب بندہ اللہ کی توفیق سے اصل سوال (یا حرف نداء کو کیوں حذف کیا ہے؟) کا جواب عرض کرتا ہے۔ جو بندے نے اسی عبارت سے اخذ کیا ہے جس عبارت کا مطالعہ کرنے کے لئے آپ سے عرض کیا گیا تھا وہ جواب یہ ہے کہ چار مقامات میں حرف نداء کا حذف کرنا جائز ہے۔ ۱۔ منادیٰ علم ہو آگے حرف نداء کے حذف کرنے سے مراد عام ہے خواہ اس کے بدلے میں کوئی حرف لائیں یا نہ لائیں۔ مثال لانے کی جیسے اللّٰھم اصل میں یا اللہ تھا یا حرف نداء کو حذف کر کے اس کے بدلے میں آخر میں میم مشدد لے آئے۔ مثال نہ لانے کی جیسے یوسف اعرض عن ھذا اصل میں یا یوسف اعرض عن ھذا تھا۔ ۲۔ جب ایّ کالفظ موصوف ہو معرف باللام کے ساتھ۔ جیسے ایھا الرجل اصل میں یا ایّھا الرجل تھا۔ ۳۔ جب منادیٰ مضاف ہو کسی معرفہ کی طرف۔ جیسے ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وّ فی الاٰخرۃ حسنۃ وّ قنا عذاب النّار اصل میں یا ربّنا تھا۔ ۴۔ جب منادیٰ اسم موصول ہو۔ جیسے من لایزال محسنا احسن الیّ اصل میں یا من لایزال محسنا احسن الیّ تھا۔ اب آپ بتلائیں کہ ربِّ میں یا حرف نداء کو حذف کرنے کا کونسا مقام پایا گیا ہے؟

شاگرد: تیسرا مقام پایا گیا ہے یعنی منادیٰ مضاف ہے معرفہ کی طرف۔

﴿سبق نمبر۳﴾

استاذ: ربِّ معرب ہے یا مبنی؟

شاگرد: مبنی ہے۔

استاذ: مبنی الاصل ہے یا مشابہ بالاصل ہے؟

شاگرد: مبنی الاصل ہے۔

استاذ: مبنی الاصل کتنی چیزیں واقع ہوتی ہیں؟

شاگرد: مبنی الاصل تین چیزیں واقع ہوتی ہیں۔۱۔فعل ماضی۔۲۔امر حاضر معلوم۔۳۔تمام حروف۔

استاذ: ربِّ ان تین میں سے کیا ہے؟

شاگرد: یہ امر کا صیغہ ہے۔رَبّٰی یُرَبِّی تَرْبِیَۃً سے

استاذ: میرے عزیز یہ امر کا صیغہ نہیں کیونکہ دعاء کے مقام میں اور مدح وثناء کے مقام میں جہاں بھی ربِّ (جلیل) کا لفظ آئے گا اس سے مراد اللہ پاک کا صفاتی نام ہوگا جو صفت ربوبیت پر دال ہوگا۔اور دعاء کے مقام میں ربِّ امر کا صیغہ شرعاً اور عقلاً استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ دعاء کا مقام سوال کا مقام ہوتا ہے اور دعاء میں اللہ پاک کی ذات سے ایسی نعمت کا سوال ہوتا ہے جسکا ظہور ہمارے اوپر نہ ہوا ہو اور وصف ربوبیت اللہ پاک کی ایسی عظیم الشان صفت ہے جو کائنات پر برسنے والی ایسی بے شمار نعمتوں کا سرچشمہ ہے جنکا ظہور ہمارے اوپر ہر آن اور ہر لمحہ ہو رہا ہے۔لہٰذا جب ربِّ (جلیل) کا لفظ امر کا صیغہ نہیں ہے تو اب آپ بتلائیں کہ یہ کیا ہے؟

شاگرد: معرب ہے۔

استاذ: معرب دنیا میں کتنی چیزیں واقع ہوتی ہیں؟

شاگرد: دو چیزیں۔

استاذ: کون کونسی؟

شاگرد: اسم متمکن۔جو ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

استاذ: اب یہ بتاؤ رَبِّ ان دونوں میں سے کونسی قسم ہے؟

شاگرد: اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو۔ اور ربِّ (جلیل) کا لفظ بھی یہاں ترکیب اضافی میں واقع ہوا ہے۔

استاذ: جب آپ نے تسلیم کرلیا کہ ربِّ معرب ہے تو اب چار سوالات آپ پر مسلط ہو گئے۔

۱۔ معرب کیوں ہے؟ ۲۔ اعراب کیا ہے؟ ۳۔ محلِ اعراب کیا ہے؟ ۴۔ عامل اعراب کیا ہے؟

اگر چہ محل اعراب کا سوال یہاں پر نہیں ہو سکتا کیونکہ محل اعراب کا سوال اعراب بالحرکت لفظی میں ہوتا ہے اور یہاں اعراب بالحرکت تقدیری ہے۔ لہٰذا آپ باقی تین سوالوں کا جواب پیش فرمائیں۔

شاگرد: ۱۔ استاذ جی ربِّ معرب اس لیے ہے کہ اسم متمکن ترکیب میں واقع ہوا ہے۔ ۲۔ اس کا اعراب نصب فتحہ تقدیری کیساتھ ہے (کیونکہ ہر منادیٰ مفعول بہ ہوتا ہے کیونکہ وہ ادعوک کی کاف ضمیر کی جگہ پر واقع ہوتا ہے۔)

۳۔ عامل اعراب اَدْعُوْ فعل ناصب محذوف ہے۔

استاذ: ربِّ کا اعراب نصب فتحہ تقدیری کیساتھ کیوں ہے؟

شاگرد: کیونکہ ربِّ اسم متمکن کے اعراب کی سولہ قسموں میں سے غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ہے اور اس کا اعراب نصب فتحہ تقدیری کیساتھ آتا ہے۔

استاذ: اَدْعُوْ فعل ناصب کیوں محذوف ہے اور کس قاعدے کے تحت اس کو حذف کیا؟

شاگرد: استاذ جی! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مفعول بہ کے فعل ناصب کو چار مقامات میں حذف کرنا واجب ہے۔ ان میں سے ایک منادیٰ ہے۔

(ان چار مقامات میں سے ایک سماعی ہے اور باقی تین قیاسی ہیں۔ جیسے اِمرأ و نفسہ ای اترک امرا و نفسہ چھوڑ مرد کو سمیت اس کے نفس کے۔ انتھوا خیر الکم ای انتھوا عن التثلیث و اقصدوا خیر الکم تم تین خداؤں کے ماننے سے باز آجاؤ اور اپنے لئے بھلائی کا ارادہ کرو۔ ۱۔ باب اضمار یعنی اسم کے مابعد فعل کی تفسیر کرنے کی وجہ سے ماقبل کسی فعل کو حذف کرنا جیسے زیدا ضربتہ۔ اصل میں ضربت زیدا ضربتہ تھا۔ ۲۔ تحذیر یعنی ڈرانے کے مقام میں وقت کی تنگی کی وجہ سے کسی فعل کو حذف کرنا جیسے ایاک والاسد اسکی مختصر اصل اتقک والاسد یا بعّدک والاسد ہے۔ ۳۔ منادیٰ۔ یا زید ای ادعو زیدا)

استاذ: ربِّ یسّر ولا تعسّر وتمم بالخیر کی ترکیب کریں؟

شاگرد: ربِّ سے پہلے یاحرف نداء قائم مقام ادعو فعل کے محذوف ہے۔ ادعو فعل انا ضمیر فاعل۔ ربِّ مضاف یاء ضمیر متکلم محذوف مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ادعو فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ (صورتاً خبریہ، معنًا انشائیہ) ہوکر نداء۔ یسّر فعل انت ضمیر مستتر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لائے نہی، تعسّر فعل انت ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف اوّل، واؤ عاطفہ، تمم فعل انت ضمیر مستتر فاعل، با جار، الخیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے تمم فعل کے ساتھ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف ثانی، یسّر معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر جواب نداء ۔ نداء اپنے جواب نداء سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ۔

﴿سبق نمبر ۴﴾

اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالعَاقِبَةُ لِلمُتقِینَ وَالصَّلٰوةُ وَالسلامُ عَلٰی رَسُولِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

استاذ: اَلْحَمْدُ پر ضمہ کیوں پڑھا ہے؟

شاگرد: یہ مبتداء ہے۔ اور مبتداء مرفوع ہوتا ہے.

استاذ: مرفوع کا کیا معنٰی ہے؟

شاگرد: مرفوع کا معنٰی ہے رفع دیا ہوا.

استاذ: کس کو رفع دیا گیا ہے؟

شاگرد: اسم کو رفع دیا گیا ہے.

استاذ: یہ اسم کا لفظ کہاں سے معلوم ہوا؟

شاگرد: مرفوع اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اور اسم مفعول کا صیغہ صفت کا صیغہ ہے اور ہر صیغہ صفت کا اپنے موصوف کو چاہتا ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف۔ لہٰذا یہاں مرفوعٌ سے پہلے اسمٌ محذوف ہے۔ ای اسمٌ مرفوعٌ ۔ اب مرفوع سے مراد وہ اسم ہوگا جس پر رفع پڑھا جائے۔ اسی طرح منصوبٌ اصل میں اسمٌ منصوبٌ تھا۔ اسی طرح

مجرورٌ اصل میں اسمٌ مجرورٌ تھا۔اوراسی طرح مرفوع،منصوب اورمجزوم اگرافعال کےاندر پائے جائیں تو وہاں ان کی اصل یوں ہوگی فعلٌ مرفوعٌ، فعلٌ منصوبٌ، فعلٌ مجزومٌ

استاذ: مبتداء میں عامل کون ہے؟

شاگرد: ابتداء ہے.

استاذ: ابتداء کامعنٰی ہےشروع ہوناتو الحمدُ کا لفظ شروع میں تونہیں بلکہ شروع میں تواس سے پہلے بِسْمِ اللہ لکھی ہے

شاگرد: یہاں عوامل کے بیان میں ابتداء کامعنٰے شروع میں ہونانہیں بلکہ یہاں ابتداء کاوہ معنٰی مراد ہے جومیر سیدؒ نے اپنی کتاب نحو میر میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ خلوّ اسم ازعوامل لفظی مبتداء وخبررارفع کند یعنی اسم کاعوامل لفظیہ سے خالی ہونا بھی مبتداءاورخبرکورفع دیتا ہے.

استاذ: للہ ترکیب میں کیاواقع ہورہاہے؟

شاگرد: للہ ثَبتَ یاثَابِتٌ کےساتھ متعلق ہوکرظرف مستقرخبر ہے.

استاذ: رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ترکیب میں کیاواقع ہورہاہے؟

شاگرد: اللہ اسم جلیل کی صفت واقع ہورہاہے.

استاذ: صفت بحالہٖ ہے یاکہ صفت بحال متعلقہٖ ہے؟

شاگرد: صفت بحالہٖ ہے.

استاذ: صفت بحالہٖ کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: صفت بحالہٖ اس صفت کوکہتے ہیں جواپنے موصوف کے حال کوبیان کرے. یہاں بھی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اپنے موصوف اللہ اسم جلیل کی صفت بیان کررہاہےلہٰذاترجمہ اسطرح ہوگاایسااللہ جوتمام جہانوں کوپالنےوالا ہے.

استاذ: قدوری کےبعض نسخوں میں الحمدُ کے نیچےبین السطور اللام للاختصاص لکھاہواہےاس کاکیامطلب ہے؟

شاگرد: اس عبارت کے ساتھ لام کے معنٰی کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں لام اختصاص کے لئے ہے.اورلام اختصاص کاوہ ہوتا ہے کہ جس کے مدخول کے ساتھ کوئی چیز خاص کردی گئی ہو یہاں پربھی حمد کااختصاص اللہ پاک کی ذات کے ساتھ بیان کرنامقصود ہے.لہٰذااب معنٰی اس طرح ہوگاجنسِ حمد یا ہرفردحمد کاثابت ہےخاص اللہ تعالٰی کیلئے جوتمام جہانوں کاپالنےوالا ہے.

﴿سبق نمبر ۵﴾

استاذ: والعاقبة للمتقين کے نیچے بین السطور حسن العاقبة لکھا ہوا ہے. اس کا کیا مطلب ہے؟

شاگرد: اس عبارت کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ العاقبة میں الف لام مضاف کے عوض میں ہے اس سے پہلے یہاں پر مضاف محذوف ہے اور وہ حسن یا خیر کا لفظ ہے. اب معنٰی یہ ہوگا کہ اچھا اور بہترین انجام ثابت ہے پرہیزگاروں کیلئے.

☆ فائدہ:۔ جہاں بھی صلوٰۃ و سلام کا لفظ مبتداء ہو اُس کے بعد خبر کے مقام میں علٰی کا لفظ آجائے تو وہاں اسکا متعلق نَزَلَتْ یا نَازِلَةٌ مقدر نکالیں گے.

استاذ: علٰی رسوله محمدٍ اس عبارت میں محمد کے نیچے زیر کیوں پڑھا ہے؟

شاگرد: بدل ہونے کی وجہ سے.

استاذ: بدل کی تعریف کیا ہے؟

شاگرد: ماقبل کی طرف سے جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہو اس سے مقصود متبوع نہ ہو بلکہ تابع ہو جیسے جاء نی زید اخوک اب یہاں اصل مقصود تابع اخوک ہے یعنی وہ زید آیا ہے جو تیرا بھائی ہے کوئی دوسرا زید نہیں آیا.

فائدہ: جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام اپنے مبارک لقب سے بدل بن رہا ہو یا اللہ پاک کا مبارک نام ماقبل اپنے کسی مبارک صفاتی نام سے بدل بن رہا ہو یا بالعکس ہو تو وہاں تابع اور متبوع دونوں ہمارے دل کا سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے یعنی وہاں دونوں مقصود ہوں گے عظمتِ شان اور احترام کی وجہ سے. الغرض ادب اور تعظیم کے مقام میں بدل اور مبدل منہ کا استعمال ہو تو وہاں دونوں مقصود ہوں گے۔

استاذ: محمدٌ کا لفظ ترکیب میں اور کیا واقع ہو سکتا ہے؟

شاگرد: عطف بیان بھی بن سکتا ہے کیونکہ عطف بیان کی تعریف یہ ہے کہ جو صفت تو نہ ہو لیکن اپنے متبوع کو واضح اور روشن کردے کیونکہ یہاں رسوله میں تھوڑا سا ابہام تھا کہ یہاں رسول سے مراد کون سی ہستی ہیں تو جب رسوله کے بعد اسم محمد ﷺ کو ذکر کیا گیا تو اس نے ابہام کو دور کر کے اپنے متبوع کو واضح اور روشن کر دیا.

استاذ: محمدٍ و اٰلہ میں اٰلہ کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: اس کا عطف الصلوۃ والسلام پر ہے.

استاذ: یہ عطف صحیح نہیں ہے کیونکہ عطف کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ پر رکھنا صحیح ہو یعنی جو کچھ ترکیب میں معطوف علیہ واقع ہو رہا ہے وہی کچھ ترکیب میں معطوف واقع ہو سکے اور یہاں الہ کو الصلوۃ والسلام کی جگہ پر رکھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر الہ کو الصلوۃُ و السلامُ کی جگہ پر رکھیں تو پھر عبارت یوں بن جائے گی الہٗ علی رسولہٖ لہٰذا اب اس عبارت میں الہ مبتدا بن جائے گا علی رسولہٖ الی اخرہ خبر بن جائے گا اور نعوذ باللہ معنٰی یہ ہوگا کہ ال نازل ہوا اس کے رسول پر اور اس معنٰی کا غلط ہونا عقلاً اور شرعاً بالکل ظاہر ہے۔

شاگرد: الہ کا عطف محمدؐ پر ہے.

استاذ: یہ عطف بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ محمدؐ کے اوپر عطف کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے الہ کے لفظ کو محمدٌ کی جگہ پر رکھ دیا ہے پھر ماقبل کے لئے جو کچھ (مثلاً بدل) ترکیب میں محمدٌ کا لفظ واقع ہو رہا تھا وہی کچھ (مثلاً بدل) الـہ کا لفظ واقع ہوگا اب معنٰی یہ ہوگا کہ صلوۃ وسلام نازل ہو اسکے رسولؐ پر یعنی آپؐ کی آل پر اور یہ معنٰی بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس معنٰی کے مطابق آپ نے پوری آل کو رسول بنا دیا ہے اور یہ معنٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت کے خلاف ہے.

شاگرد: الہ کا عطف صرف رسولہ پر ہے؟

استاذ: یہ عطف بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ صرف رسولہ پر عطف کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے الہ کے لفظ کو رسولہ کی جگہ پر رکھ دیا ہے تو عبارت یوں بن جائے گی الـہ محمدٍ اور یہ عطف صحیح نہیں ہے۔ عطف کے صحیح ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جو عبارت ترکیبی اعتبار سے ماقبل اور مابعد کی طرف سے معطوف علیہ کے ساتھ لگ رہی ہے وہی عبارت ماقبل اور مابعد کی طرف سے معطوف کے ساتھ بھی لگ سکے اور یہاں لفظ محمدٍ کو لفظ الہ سے بدل بنانا صحیح نہیں ہے کیونکہ پھر معنٰی یہ ہو جائیگا کہ صلوۃ وسلام نازل ہو آپ کی آل پر جو کہ محمدؐ ہے اور یہ معنٰی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس معنٰی کے مطابق آپ نے پوری آل کو محمد بنا دیا ہے حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک آل کا نام نہیں ہے بلکہ

اس برگزیدہ اور چنی ہوئی ہستی کا نام ہے جن کے مبارک سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا ہے.

شاگرد: الہ کا عطف رسولہ محمد پر ہے.

استاذ: شاباش یہ عطف صحیح ہے کیونکہ آلہ کو ماقبل رسولہ محمد کی جگہ پر رکھیں تو ترکیب اور معنیٰ صحیح ہو جائے گا لہٰذا اب معنیٰ یہ ہوگا کہ صلوۃ وسلام نازل ہو آپ کی آل پر. اب آپ یہ بتائیے کہ اصحابہ کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: اسی طرح اصحابہ کے عطف میں بھی چار احتمال ہیں۔ اصحابہ کے عطف میں صحیح احتمال باعتبار قرب اور بعد کے دو ہیں نمبرا:۔ اس کا عطف الہ کے اوپر بھی ہوسکتا ہے.

نمبر۲:۔ اور رسولہ محمد کے اوپر بھی ہوسکتا ہے۔

فرق یہ ہے کہ اگر الہ پر عطف کریں تو معطوف علیہ قریب ہوگا اور رسولہ محمدؐ پر عطف کریں تو معطوف علیہ بعید (ذرا دور) ہوگا.

استاذ: اجمعین کا لفظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: یہ اصحابہ مؤکد کیلئے تاکید ہے.

استاذ: تاکید لفظی ہے یا تاکید معنوی ہے؟

شاگرد: تاکید معنوی ہے کیونکہ تاکید معنوی چند گنے چنے الفاظ کے ساتھ آتی ہے ان میں سے ایک لفظ اجمع بھی ہے اور اجمعین یہ اجمع کی جمع ہے.

﴿سبق نمبر ۶﴾

استاذ: عبارت پڑھیں.

شاگرد: قَالَ الشیخُ الامامُ الاجلُ الزاھدُ ابوالحسن احمد بن محمدْ بن جعفر البغدادی المعروف بالقدوری

استاذ: اب میری عبارت سنو قَالَ الشیخِ الامامُ یا قَالَ الشیخَ الامامَ یہ عبارت میں نے صحیح پڑھی ہے یا غلط پڑھی ہے ؟

شاگرد: استاذ جی انتہائی ادب کے ساتھ عرض ہے کہ آپ نے ہمیں سمجھانے کیلئے یہ عبارت قصداً غلط پڑھی ہے.

استاذ: اگر میں نے یہ عبارت غلط پڑھی ہے تو غلطی کی وجہ بیان کریں انشاء اللہ میں اپنی غلطی سے رجوع کرلوں گا کیونکہ ہم نے اپنے اکابر سے غلطی پر اڑنا اور جمنا نہیں سیکھا بلکہ غلطی سے پھرنا اور رجوع کرنا سیکھا ہے اور اگر آپ نے غلطی کی وجہ بیان نہیں کی تو پھر آپ کا قال الشیخُ (بضم الخاء) پڑھنا محض اندازے سے اور اٹکل سے پڑھنا ہوگا نہ کہ کسی دلیل کے ساتھ اس لئے اگر آپ نے عبارت صحیح پڑھی ہے تو صحیح پڑھنے کی وجہ بیان کریں اور میں نے عبارت غلط پڑھی ہے تو غلط پڑھنے کی وجہ بیان کریں کیونکہ آدمی ڈرائیور تب ہی بنتا ہے جب وہ گاڑی چلانا بھی جانتا ہو اور اگر گاڑی خراب ہوجائے تو اسے ٹھیک کرنا بھی جانتا ہو یعنی عبارت پڑھنا بھی جانتا ہو اور اگر کوئی عبارت میں غلطی کرے تو اس کی اصلاح کرنا بھی جانتا ہو.

شاگرد: استاذ جی آپ کے فیض صحبت اور چند دن آپ کی زیر شفقت رہنے کی برکت سے عرض کرتے ہیں کہ قال الشیخِ (بکسر الخاء) اس لئے غلط ہے کہ اس میں قال مضاف اور الشیخ مضاف الیہ ہے حالانکہ فعل کبھی مضاف نہیں ہو سکتا ہاں تاویل کے ذریعے مضاف الیہ ہوسکتا ہے جیسے یوم ینفع الصّٰدقین اس کی تاویل یوم نفع الصّٰدقین کے ساتھ کی جاتی ہے اور قال الشیخَ (بفتح الخاء) اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں قال کا فاعل ھو ضمیر ہوگا اور اس کا معنیٰ ہوگا اس نے شیخ کو کہا حالانکہ العلامات النحویہ میں جملہ فعلیہ کی بحث میں ہم نے پڑھا ہے کہ پہلا اور چوتھا صیغہ کلام کے شروع میں ہو تو ان کا فاعل ظاہر ہوگا نہ کہ ضمیر اور قال الشیخُ (بضم الخاء) اس لئے پڑھا ہے کہ الشیخ قال کیلئے فاعل ہے.

استاذ: الامامُ کے اوپر ضمہ کیوں پڑھا ہے؟

شاگرد: الشیخ کا تابع اور صفت ہونے کی وجہ سے.

استاذ: آپکو کیسے معلوم ہوا کہ یہ موصوف صفت ہیں؟

شاگرد: استاذ جی ہم نے موصوف صفت کی علامات میں پڑھا تھا کہ دو اسم ہوں اور دونوں پر الف لام ہو اور موصوف صفت والا معنیٰ بھی صحیح ہو تو وہ آپس میں موصوف صفت بنیں گے۔

طلباء کرام: استاذ جی آپکی خدمت میں عرض ہے کہ تابع اور متبوع کو کسی خارجی اور حسی مثال کے ذریعے سمجھائیں تو آپکی بڑی نوازش ہوگی

استاذ: اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے شریعت نے روحانی فیوضات کوایک ذات سے دوسری ذات کی طرف منتقل کرنے کیلئے شیخ اور مرید کا سلسلہ رکھا ہے اسی طرح نحویوں نے اعراب کا فیض ایک لفظ سے دوسرے لفظ کی طرف منتقل کرنے کے لئے شیخ اور مرید کا سلسلہ جاری کیا ہے لہذا الفاظ کے اندر پانچ شیخ ہیں اور پانچ مرید ہیں صفت مرید ہے موصوف کی اور موصوف اس کا شیخ اور پیر ہے، تاکید مرید ہے مؤکد کی، بدل مرید ہے مبدل منہ کا، معطوف مرید ہے معطوف علیہ کا اور عطف بیان مرید ہے مبین کا اصلی شیخ کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ جب اصلی شیخ کسی کے ہاں مہمان بنے تو جو کچھ کھانے کیلئے شیخ کو ملے گا اس کھانے میں سے کچھ حصہ بلکہ زیادہ ہی اپنے مریدین کو بھی عنایت کرے گا اسی طرح الفاظ کے اندر موصوف، مبدل منہ، مؤکد وغیرہ یہ اصلی شیخ اور پیر ہیں لہذا موصوف، مبدل منہ، مؤکد وغیرہ کو جو کچھ ملے گا وہی کچھ اپنے مریدین صفت' بدل' تاکید وغیرہ کی طرف منتقل کردیں گے مثلاً قال الشیخ میں الشیخ لفظوں میں بھی شیخ ہے اور عام اور خاص لوگوں کے اندر بھی شیخ ہے اور نحویوں کے نزدیک بھی شیخ ہے یہ اتنا بڑا شیخ اپنے مریدین کو ساتھ لے کر مہمان بنا قال (عامل) کا اور قال نے الشیخ (موصوف) کی ابتدائی مہمان نوازی یوں کی کہ ایک مالٹا (ضمہ) الشیخ کی خدمت میں پیش کیا یہاں الشیخ موصوف چونکہ اصلی شیخ ہے اس لئے' اس مالٹے میں سے کچھ حصہ خود کھالیا اور باقی حصہ مریدین کی طرف منتقل کردیا الغرض قال (عامل) کی مہمان نوازی سے سب فیض یاب ہوئے فرق یہ ہے کہ الشیخ (موصوف) بلاواسطہ فیض یاب ہوا اور مریدین بالواسطہ پھر جس طرح روحانی سلسلے میں کسی شیخ کا ایک مرید بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی ہوتے ہیں اسی طرح الفاظ کے اندر ایک شیخ (مثلاً موصوف) کا ایک مرید بھی ہوسکتا ہے (مثلاً موصوف کی ایک ہی صفت ہو) اور زیادہ بھی مثلاً ایک موصوف کی کئی صفات ہوں جیسے الشیخ الامام الاجل الزاھد یہ تینوں لفظ الشیخ کی صفت ہیں۔

﴿سبق نمبر ۷﴾

استاذ: ابن کا لفظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: ہم نے العلامات النحویہ کے اندر مضاف مضاف الیہ کی علامات میں پڑھا تھا کہ جب بھی ابن کا لفظ علمین کے درمیان واقع ہو تو یہ ماقبل کیلئے صفت ہوتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے لہذا یہاں پر ابن کا لفظ ماقبل والے

علم کیلئے صفت ہے اور مابعد والے علم کی طرف مضاف ہے.

استاذ: البغدادی ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: احمد کی صفت ہے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جب کئی ناموں کے بعد کوئی اسم منسوب آجائے تو وہ پہلے نام کی صفت بنتا ہے ہاں اگر کوئی قرینہ موجود ہو مثلاً باپ اور دادا دونوں کی پیدائش اسی علاقے کی ہے تو پھر یہ اسم منسوب ان دونوں کی بھی صفت واقع ہو سکتا ہے اور اسی طرح المعروف بالقدوری یہ بھی احمد کی صفت ہے اور حدیث کی عبارت تلاوت کرتے وقت اسم منسوب کو پہلے نام کی صفت بنائیں گے کیونکہ مقصود بالذکر پہلے نام والے راوی ہیں

استاذ: ابن اور اسم منسوب کے اعراب کو مزید واضح کرنے کے لئے بخاری شریف کی پہلی حدیث کی سند کی تلاوت کریں۔

شاگرد: **و بہ قال حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفین قال حدثنا یحیی ابن سعید الانصاری قال اخبرنی محمد بن ابراهیم التیمی انه سمع علقمة ابن وقاص اللیثی.**

استاذ: یہ حدثنا سے پہلے ''وبہ قال'' کا ذکر کیوں کیا؟

شاگرد: تاکہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ہماری سند متصل ہو جائے۔ ای و بِالسَّنَدِ المُتَّصِل... یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سندِ متصل کے ساتھ فرمایا حدثنا الحمیدی ---------------- الخ۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخاری شریف کے ہر سبق کی ابتداء میں سند کا اتصال ہر قاری سے (خواہ حضرت خود ہوں یا کوئی طالب علم) ان مبارک کلمات سے کرواتے:۔

'' و بِالسَّندِ المُتَّصل مِنّا اِلٰی الامام الحافظِ الحُجّة امیرِ المؤمنینَ فی الحدیثِ اَبی عبدِ الله مُحمدِ بنِ اسمٰعیلَ بن ابراهیمَ بن المغیرة بن بَردِزبَة الجُعفِی البُخارِی رَحِمَهُ الله تعالٰی وَ نَفَعَنَا بِعلُومِهٖ. امین قال حدثنا.....الخ ''۔

استاذ: الحُمَیدِیُ پڑھیں گے یا اَلْحُمَیدِیّ ؟

شاگرد: الحُمَیدِیُ پڑھیں گے کیونکہ یہ اسم منسوب ہے اور اس کے آخر میں یائے نسبت کی مشدد ہوتی ہے اور یہ اعراب کی سولہ قسموں میں سے جاری مجرٰی صحیح ہے لہذا یہاں اعراب بالحرکت لفظی کو ظاہر کر کے پڑھیں گے اور وقف کی

حالت میں ایک یا کو تخفیف کے لئے حذف کردیں گے جیسا کہ مکّی اور مدنی۔

استاذ: اس حدیث میں جتنے بھی اسم منسوب ہیں اور ابن کے لفظ ہیں سب کا اعراب ظاہر کرکے حدیث کی تلاوت کریں۔

شاگرد: و بہ قال حدثنا الحُمَیدِیُّ قال حدثنا سُفینُ قال حدثنا یَحییَ ابنُ سعیدنِ الانصاریُّ قال اخبرنی محمدُ بنُ ابراھیمَ التیمیُّ اَنّہ سَمِعَ عَلْقَمَۃَ ابنَ وَقّاصِ اللیثیَّ.

استاذ: سعیدِ الانصاری میں نون تنوین کو نون متحرک کی شکل میں کیوں لکھا ہے؟

شاگرد: التقائے ساکنین کو دور کرنے کے لئے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نون تنوین کا کسی آئندہ ساکن کے ساتھ اجتماع ہو جائے تو اس نون تنوین کو نون متحرک کی شکل میں لکھتے ہیں۔اور کبھی کبھی تخفیف کے لئے اس نون کو حذف کردیتے ہیں جیسا کہ قدوری کے مقدمے میں ہے۔احمد بنُ محمد بنِ جعفرِ البغدادیُّ۔

استاذ: اللیثیَّ پر نصب کیوں پڑھا ہے؟

شاگرد: پہلے نام علقمۃ کی صفت ہونے کی وجہ سے اور علقمۃ پر نصب پڑھا ہے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے۔اور اسی طرح ابن پر فتحہ پڑھا ہے علقمۃ کی صفت اوّل ہونے کی وجہ سے۔

فائدہ: جہاں قال ہو وہاں تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔قال کا قائل یعنی لفظ قال کو کہنے والا ۲.قال کا فاعل ۳.قال کا مقولہ

استاذ: یہاں قال الشیخ میں قال کا قائل کون ہے؟

شاگرد: الشیخ ہے.

استاذ: اگر قال کا قائل شیخ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ خود شیخ نے کہا کہ میں تمہارا شیخ بھی ہوں امام بھی ہوں (الخ) تو یہ مطلب بالکل غلط ہے کیونکہ ایسا شیخ جو خود اپنے منہ سے اپنی تعریف کرے وہ شیخ چلی تو ہوسکتا ہے لیکن اصلی شیخ نہیں ہوسکتا.

فائدہ:۔ قرآن کریم میں جہاں قال کا فاعل اللہ پاک کی ذات ہے وہاں قال کا فاعل اور قال کا قائل ایک ہی ہوگا اور وہ اللہ پاک کی ذات بابرکات ہوگی اور اسی طرح کسی کتاب کے مقدمے میں قال کے بعد مصنف کے نام کے بعد عاجزی

والے القاب ذکر ہوں وہاں قال کا فاعل اور قائل ایک ہی ہوگا اور وہ خود مصنف ہوگا جیسے :۔

امابعد فیقول العبدالضعیف

شاگرد: **قال** کا قائل شیخ کا شاگرد ہے.

استاذ: ہاں ماشاءاللہ آپ نے درست جواب دیا اب آپ بتائیں **قال** کا فاعل کون ہے؟

شاگرد: **قال** کا فاعل **الشیخ الامام**...الخ ہے.

استاذ: **قال** کا مقولہ کیا ہے یعنی فاعل کی کہی ہوئی بات یعنی شیخ نے کیا کہا ہے.

شاگرد: **قال** کا مقولہ **کتاب الطهارة**...الخ ہے.

استاذ: **قال الشیخ** سے لیکر **کتاب الطهارة** تک اس عبارت کی مکمل ترکیب کریں پھر لفظی اور ترکیبی ترجمہ کریں.

شاگرد: اس عبارت کی ترکیب یہ ہے.

قال فعل **الشیخ** موصوف **الامام** صفت اول **الاجل** صفت ثانی **الزاهد** صفت ثالث. **الشیخ** موصوف اپنی تینوں صفتوں سے مل کر مبدل منہ ، **ابو الحسن** مبین **احمد** موصوف **ابن** مضاف **محمد** موصوف **ابن** مضاف **جعفر** مضاف الیہ **ابن** مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہوا **محمد** کی پھر **محمد** موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا **ابن** کیلئے اور **ابن** مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت اول ہوا **احمد** کیلئے **البغدادی** صفت ثانی **المعروف بالقدوری** صفت ثالث **احمد** موصوف اپنی تینوں صفتوں سے مل کر عطف بیان ہوا **ابو الحسن** کیلئے **ابو الحسن** مبین اپنے عطف بیان سے مل کر بدل ہوا **الشیخ**...الخ کیلئے **الشیخ** مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل ہوا **قال** کیلئے اور **کتاب الطهارة**....الخ مقولہ ہو کر مفعول بہ (کیونکہ **قال یقول** فعل کے بعد ہر مقولہ مفعول بہ ہوتا ہے) تو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا اور اس عبارت کا لفظی اور ترکیبی ترجمہ یہ ہے کہ" کہا (فرمایا) شیخ نے ایسے شیخ جو امام ہیں بزرگ ہیں زاہد (دنیا سے بے رغبت ہونے والے) ہیں یعنی ابوالحسن ہیں (یعنی شیخ سے مراد ابوالحسن ہیں) جو کہ احمد ہیں ایسے احمد جو بیٹے ہیں محمد کے ایسے محمد جو بیٹے ہیں جعفر کے ایسے احمد جو کہ بغداد کے رہنے والے ہیں ایسے احمد جو قدوری کے ساتھ معروف ومشہور ہیں"۔

﴿سبق نمبر۸﴾

كتاب الطهارة

استاذ: قال الله تعالٰی یاایھاالذین امنوا (الایۃ) کے نیچے بین السطور میں لکھی ہوئی اس عبارت ابتدا بالآیۃ تیمناً وتبرّکا کا کیا مطلب ہے؟

شاگرد: استاذ جی میں نے بین سطور والی عبارت کا مطالعہ نہیں کیا میں نے تو متن کی موٹی اور واضح عبارت کا مطالعہ کیا ہے۔

استاذ: میرے عزیز بین السطور کی عبارت بے فائدہ نہیں لکھی جاتی بلکہ اس کے لکھنے کی بہت سی اغراض ہوتی ہیں جیسا کہ آپ نے ماقبل پڑھا ہے۔اب ذرا سوچ کر بتلائیں کہ یہاں بین السطور عبارت لکھنے کا کیا مقصد ہے؟

شاگرد: یہاں بین السطور والی عبارت کی غرض ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ مصنفؒ نے کتاب الطہارۃ کو قرآن کریم کی آیت کیساتھ کیوں شروع کیا ہے۔اور اس سوال مقدر کا جواب یہ ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب کو قرآن پاک کی آیت کے ساتھ شروع کیا ہے برکت حاصل کرنے کیلئے۔

استاذ: عبارت پڑھیں ۔

شاگرد۱: فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غسل الاعضاء الثلثه ومسح الراس........الخ

شاگرد۲: فَفَرَضَ الطَّهَارَةُ (یعنی الطهارۃُ فاعل ہو)

شاگرد۳: فَفَرَضَ الطَّهَارَةَ (یعنی الطهارۃَ مفعول بہ ہو)

شاگرد۴: فَفُرِضَ الطَّهَارَةُ (یعنی الطهارۃُ نائب فاعل ہو)

استاذ: فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: مضاف مضاف الیہ

استاذ: آپ کا فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ پڑھنا تب صحیح ہوگا جب آپ اپنے باقی تین ساتھیوں کی عبارت میں غلطی کی اصلاح کر سکیں۔

شاگرد: فَفَرَضَ الطَّهَارَةُ اس لئے غلط ہے کہ اس ترکیب میں فرض فعل ہے اور الطھارۃ فاعل ہے اب معنٰی یہ ہوگا کہ پس طہارت نے فرض کیا اور یہ معنٰی غلط ہے کیونکہ طہارت میں فرض کیلئے فاعل بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کو فرض کرنا یہ طہارۃ کا کام نہیں ہے بلکہ شارع کا کام ہے آگے شارع سے مراد عام ہے خواہ شارع حقیقی ہو جو اللہ پاک کی ذات ہے یا شارع مجازی ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے (شارع مجازی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے والے)۔ اور فَفَرَضَ الطَّهَارَةَ اس لئے غلط ہے کہ فرض فعل کلام کے شروع میں آ رہا ہے اور شروع میں فعل کا فاعل ظاہر ہوتا ہے اور یہاں آپ فاعل کے اندر ضمیر لا رہے ہیں اور فَفُرِضَ الطَّهَارَةُ اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں اگرچہ معنٰی (طہارت فرض کی گئی ہے) صحیح ہے لیکن یہ معنٰی متکلم کے مقصود کے خلاف ہے کیونکہ یہاں پر طہارت کی فرضیت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ طھارۃ (وضو) کے فرائض بیان کرنا مقصود ہے۔

استاذ: میری عبارت سنیں۔
فَفَرَضُ الطُّهَارَةِ غَسْلِ الاَعضاءِ الثَّلٰثَةِ اور اس عبارت میں میں نے کونسی غلطی کی ہے اس غلطی کو بیان کر کے میری اصلاح کریں۔

شاگرد: استاذ جی آپکی عبارت میں الطُّهَارَةِ غَسْلِ الاَعضَاءِ میں غلطی واقع ہوئی ہے کیونکہ اس میں الطُّهَارَةِ مضاف بن رہا ہے اور غَسْلِ الاَعضَاءِ مضاف الیہ بن رہا ہے حالانکہ ہم نے "العلامات النحویہ" میں پڑھا ہے کہ الف لام والا اسم مضاف نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا درست عبارت یہ ہے فَفَرْضُ الطُّهَارَةِ غَسْلُ الاَعْضَاءِ الثَّلٰثَةِ.

استاذ: میرے عزیز! عام استعمال میں تو الف لام والا اسم مضاف نہیں ہوتا البتہ ایک قلیل الاستعمال صورت میں مضاف ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ اضافت لفظی ہو اور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر کے مضاف کے اندر مستتر کرنا جیسے الحسنُ الوَجہِ ۔اصل میں الحسن وجھہٗ تھا پھر وجھہٗ کی ۂ ضمیر کو حذف کر کے الحسن میں مستتر کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس کے عوض میں وجہ پر الف لام داخل کر دیا تو الوجہ ہوگیا تو پھر اس کی طرف الحسن کو مضاف کر دیا تو الحسنُ وجھِہٖ ہوگیا۔

شاگرد: استاذ جی! ہمارے سامنے اضافت کی کچھ اقسام بیان فرمادیں۔

استاذ: اضافت دو قسم پر ہے۔ لفظی اور معنوی

اضافت لفظی:۔ صیغہ صفت کا اپنے معمول کی طرف مضاف ہو (صیغہ صفت سے مراد تین چیزیں ہیں اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ، اور معمول سے مراد دو چیزیں ہیں فاعل اور مفعول بہ) جیسے ضارب زید عمرواً.

اضافت معنوی:۔ کہ صیغہ صفت کا اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو۔ نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

ا:۔مضاف صیغہ صفت کا ہی نہ ہو جیسے غلام زید۔

۲:۔مضاف صیغہ صفت کا تو ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو جیسے کریم البلد (شہر کے معزز آدمی)۔

اضافت لفظی صرف تخفیف کا فائدہ دیتی ہے آگے تخفیف سے مراد عام ہے خواہ مضاف کے اندر ہو یا مضاف الیہ کے اندر۔ مضاف کے اندر تخفیف کی تین صورتیں ہیں۔

ا:۔نون تنوین کا گرنا۔ ۲:۔نون تثنیہ کا گرنا۔ ۳:۔نون جمع کا گرنا

اور مضاف الیہ کے اندر تخفیف کی ایک ہی صورت ہے کہ مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر کے مضاف کے اندر مستتر کرنا جیسے ابھی مثال گزری ہے۔

اور اضافت معنوی تین چیزوں کا فائدہ دیتی ہے۔

ا:۔تعریف کا (اگر مضاف الیہ معرفہ ہو) جیسے غلام زید ۔

۲:۔تخصیص کا (اگر مضاف الیہ نکرہ ہو) جیسے غلام رجل ۔

۳:۔تخفیف کا جیسے نون تنوین وغیرہ کا گرنا۔

اضافت لفظی تعریف اور تخصیص کا فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اضافت لفظی انفصال کے حکم میں ہوتی ہے یعنی اضافت لفظی میں مضاف مضاف الیہ کے اندر اس درجے کا اتصال نہیں ہوتا جو اضافت معنوی کے اندر ہوتا ہے۔ کیونکہ اضافت لفظی کے اندر مضاف الیہ لفظاً مجرور ہوتا ہے لیکن معناً مرفوع ہوتا ہے فاعل ہونے کی وجہ سے یا منصوب ہوتا ہے مفعول ہونے کی وجہ سے ۔(مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح جامی بحث مجرورات)

استاذ: الاعضاء الثلثة آپس میں ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت کیونکہ ہم نے العلامات النحو یہ میں پڑھا ہے کہ اگر دو اسم ہوں اور ان دونوں پر الف لام داخل ہو تو وہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہوں.

استاذ: موصوف صفت کے درمیان مطابقت نہیں کیونکہ الاعضاء جمع مذکر ہے اور الثلثة مفرد مؤنث ہے اگرچہ معنیٰ جمع ہے۔

شاگرد: جمع کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر جمع ماسوا جمع مذکر سالم کے بتاویل جماعة کے مفرد مؤنث ہوتی ہے تاویل کا مطلب یہ ہے کہ گویا کہ یہاں اعضاء کی جگہ جماعة (ای جماعة الاعضاء) کا لفظ ذکر ہے اور جماعة کا لفظ مفرد مؤنث ہے (اگرچہ معناً جمع ہے) لہٰذا صفت کے ساتھ مطابقت ہوگی.

﴿سبق نمبر ۹﴾

استاذ: عبارت پڑھیں.

شاگرد نمبر ۱: وَمَسْحُ الرَّأْسِ

شاگرد نمبر ۲: وَمَسْحِ الرَّأْسِ

شاگرد نمبر ۳: وَمَسْحَ الرَّأْسِ

استاذ: وَمَسْحُ الرَّأْسِ میں واؤ کونسی ہے؟

شاگرد: یہ واؤ استینافیہ ہے.

استاذ: اگر یہ واؤ استینافیہ ہے تو پھر تو مسح الراس مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء بن جائیں گے پھر ان کی خبر کہاں ہے.

شاگرد: اس کی خبر والمرفقان والکعبان ہے اور المرفقان کے شروع میں یہ واؤ زائدہ ہے.

استاذ: اپنی ترکیب کے مطابق معنیٰ کریں تاکہ آپ کی عقل ٹھکانے آئے۔

شاگرد: استاذ جی (ڈرتے ہوئے) میری ترکیب کے مطابق تو معنیٰ یہ ہے کہ.........سر کا مسح دو کہنیاں اور دو ٹخنے ہیں.

استاذ: آپ کے معنے سے تو یہ مطلب نکلا کہ سر کے مسح میں سر پر ہاتھ پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں بس لوگوں کو دو کہنیاں اور دو ٹخنے دکھا دو بس سر کا مسح ہو گیا کیا آپ ایسے ہی سر کا مسح کرتے ہیں.

شاگرد: نہیں استاذ جی بلکہ میں سر کا مسح سر پر ہاتھ پھیر کر کرتا ہوں نہ کہ لوگوں کو کہنیاں اور ٹخنے دکھا کر استاذ جی آپ کی اس گرفت سے ہوش ٹھکانے آ گئی ہے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ واؤ استینافیہ نہیں ہے بلکہ یہ واؤ عاطفہ ہے.

استاذ: کس لفظ پر عطف ہے؟

شاگرد: فَرْضُ الطَّهَارَةِ پر عطف ہے.

استاذ: آپ نے مسح الراس کا عطف فرض الطهارة پر کر کے سر کے مسح کو وضو کے فرائض سے ہی نکال دیا ہے کیونکہ جب آپنے مسح الراس کا عطف فرض الطهارة پر کیا تو گویا آپ نے مسح الراس کو فرض الطهارة کی جگہ پر رکھ دیا اور فرض الطهارة کو نیچے دبا دیا اور اسکا تعلق مسح الراس کے ساتھ ختم کر دیا اور اس عطف کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے عطف کا قاعدہ یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو کچھ ترکیب میں معطوف علیہ واقع ہوتا ہے وہی کچھ ترکیب میں معطوف واقع ہوتا ہے لہٰذا جب آپنے مسحُ الراس کا عطف فرض الطهارة پر کیا تو فرض الطهارة مبتداء ہے تو مسح الراس بھی مبتداء بن جائیگا کہ جس طرح غسل الاعضاء الثلاثة ، ففرض الطهارة کیلئے خبر بن رہی ہے اس طرح مسح الراس کیلئے بھی یہ خبر بن جائے گی تو پھر معنٰی یہ ہوگا کہ سر کا مسح تین اعضاء کے دھونے کا نام ہے تو اس معنٰی سے تو یہ مطلب نکل رہا ہے کہ سر کے مسح میں سر پر ہاتھ پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ سر کے مسح کیلئے وضوء میں دھونے والے اعضاء کو ایک مرتبہ مسح کی نیت سے دوبارہ دھونا پڑے گا کیا آپ ایسے ہی مسح کرتے ہیں. لہٰذا مزید مطالعہ کریں اور سوچیں .

استاذ: میرے عزیز! آپ نے وَمَسْحِ الرَّاسِ پڑھا ہے اس میں بتلائیں کہ یہ واؤ کونسی ہے؟

شاگرد: یہ واؤ قسم کیلئے ہے.

استاذ: پھر تو مسح الراسِ مُقسم بہ بن جائیگا اور المرفقان والکعبان تدخلان فی فَرْضِ الغُسْلِ جواب قسم بن جائے گا پھر تو معنٰی اور مطلب یہ ہوگا مصنف جناب کے سر کے مسح کی قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں دو کہنیاں اور دو ٹخنے دھونے کے فرض میں داخل ہیں. کیا یہ مطلب ٹھیک ہے؟

شاگرد: استاذ جی اب مجھے کچھ سمجھ آئی ہے کہ یہ واؤ قسمیہ نہیں بلکہ عاطفہ ہے.

استاذ: کس لفظ پر عطف ہے؟

شاگرد: الاعضاءِ الثّلثة پر ہے.

استاذ: اگر الاعضاء الثلثه پر عطف کریں تو یہ عطف صحیح نہیں کیونکہ پھر جو عبارت معطوف علیہ کے ساتھ لگ رہی ہے وہی معطوف کے ساتھ لگ جائے گی اور عبارت یوں بن جائے گی ففرض الطهارةِ غسلُ مسح الراس اب معنٰی یہ ہوگا طہارۃ یعنی وضوء کا ایک فرض سر کے مسح کو دھونا ہے تو اس معنٰی سے تو یہ مطلب نکلا کہ سر کے مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کا مسح کرو پھر پانی کا ایک لوٹا لے کر سر پر بہاؤ حالانکہ یہ مطلب تو بالکل غلط ہے.

شاگرد: الطہارۃ پر عطف ہے.

استاذ: یہ عطف بھی صحیح نہیں کیونکہ پھر عبارت یوں بن جائیگی ففرض مسح الراس غسل الاعضاء الثلثه کیونکہ جو عبارت ماقبل اور مابعد سے معطوف علیہ کے ساتھ لگ رہی تھی وہی معطوف کے ساتھ لگ جائیگی لہٰذا اب معنٰی اور مطلب یہ ہوگا کہ سر کے مسح کا فرض تین اعضاء کا دھونا ہے حالانکہ تین اعضاء کا دھونا سر کے مسح کا فرض نہیں ہے بلکہ طہارۃ یعنی وضوء کا فرض ہے لہٰذا جب مسح الراس کو مجرور پڑھنے کی صورت میں ماقبل کسی لفظ پر عطف صحیح نہیں تو اس کو مجرور پڑھنا بھی صحیح نہیں ہے. لہٰذا مزید غور و فکر کریں۔

استاذ: میرے عزیز! آپ نے وَمَسْحَ الرَّاْسِ پڑھا ہے اس میں بتلائیں کہ یہ واؤ کونسی ہے؟

شاگرد: واؤ عاطفہ ہے.

استاذ: کس لفظ پر عطف ہے؟

شاگرد: وجوهَكُمْ وايديَكُمْ پر.

استاذ: آپ نے مسح الراس کا عطف قرآن کریم کی آیۃ کے ایک لفظ (وجوهكم) پر کر کے قدوری کے ایک لفظ کو قرآن کریم میں داخل کر دیا ہے حالانکہ قرآن کریم ایسی کامل اور مکمل کتاب ہے جو ایک نقطہ کی کمی بیشی کا احتمال نہیں رکھتی لہٰذا آپ کا یہ عطف صحیح نہیں. دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وجوهكم پر عطف کرلیں تو معنٰی غلط ہوگا کیونکہ اب عبارت یوں بن جائے گی فاغسلو مسح الراس تو اب معنٰی یہ ہوگا کہ تم دھوؤ سر کے مسح کو۔

اس معنے کا شرعاً غلط ہونا بالکل ظاہر ہے. لہٰذا مسح الراس کو منصوب پڑھنے کی صورت ما میں قبل کسی لفظ پر عطف صحیح نہیں تو اس کو منصوب پڑھنا صحیح نہیں. لہٰذا پوری توجہ سے سوچیں کہ مسح الرأس کا عطف کس لفظ پر صحیح ہے۔

وقفہ برائے مطالعہ

سب شاگردوں کی مشترکہ عرض: استاذ جی آپ کی اس باریک اور فکر مندانہ گرفت نے ہمیں کچھ سوچنے اور مطالعہ کرنے پر مجبور کردیا ہے ورنہ ہمارا تو اسطرف خیال بھی نہیں تھا کہ یہ بھی کوئی سوچنے کی چیز ہے۔ الحمد للہ ہم نے اپنی ہمت کے مطابق خوب غور سے مطالعہ کیا تو اللہ پاک نے اپنے فضل سے ومسح الراس کی یہ ترکیب القاء فرمائی کہ ومسح الرأس کے شروع میں یہ واؤ عاطفہ ہے اور مسحُ الرأس کا عطف غسل الاعضاء الثلاثة پر ہے اور اب معنٰی اور مطلب یہ ہوگا کہ وضوء کے فرض تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے. استاذ جی کیا یہ مطلب صحیح ہے؟

استاذ: الحمد للہ یہ مطلب صحیح ہے۔

﴿سبق نمبر ۱۰﴾

استاذ: عبارت پڑھیں۔

شاگرد: والمرفقان والكعبان تدخلان في فرض الغسل عندعلمائناالثلثه خلافالزفر

استاذ: والمرفقان میں کونسی واؤ ہے؟

شاگرد: یہ واؤ عاطفہ ہے.

استاذ: کس لفظ پر عطف ہے؟

شاگرد: مسح الراس پر

استاذ: اگر اس کا عطف مسح الراس پر کریں تو پھر جس طرح مسح الراس غسل الاعضاء الثلثه پر عطف کے واسطے سے خبر بن رہا ہے ففرض الطهارة کے لئے اسی طرح المرفقان والكعبان بھی خبر بن جائیں گے ففرض الطهارة کیلئے کیونکہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا پھر وضوء کے فرض چار نہیں رہیں گے بلکہ پانچ ہوجائیں گے کیونکہ اب معنٰی یہ ہوگا کہ طہارۃ یعنی وضوء کے فرض تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا اور دو

کہنیاں اور دو ٹخنے ہیں پھر مطلب یہ ہوجائیگا کہ وضوء کے چار فرض پورے کرنے کے بعد پانچواں فرض یہ ہے کہ لوگوں کو دونوں کہنیاں اور ٹخنے دکھاؤ تا کہ وہ دیکھ کر بتلائیں کہ یہ دھل گئے ہیں یا ابھی خشک ہیں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ وضوء کے فرض چار ہیں نہ کہ پانچ لہٰذا یہ عطف صحیح نہیں پھر جب یہ عطف صحیح نہیں ہے تو واؤ عاطفہ نہیں بلکہ واؤ استینافیہ ہے. المرفقان والكعبان معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتداء تدخلان فعل الف ضمیر فاعل عند مضاف، علمائنا مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف الثلثه صفت، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ عند کیلئے، عند مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ تدخلان کیلئے، تدخلان فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. خلافا لزفر. خلافا مفعول مطلق خالف فعل کیلئے۔ لزفر جار مجرور مل کر متعلق ہوئے خلافا کے ساتھ یا خالف فعل محذوف کے ساتھ (کیونکہ جب مفعول مطلق کا فعل ناصب محذوف ہوتو وہاں دونوں کو عمل دینا جائز ہے یعنی فعل محذوف کو بھی اور مفعول مطلق یعنی مصدر کو بھی۔ اور اگر مفعول مطلق کا فعل ناصب مذکور ہوتو پھر فعل کو عمل دینا واجب ہے (کیونکہ فعل عامل قوی ہے)۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف هذا القول کے لئے پھر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا.

﴿سبق نمبر ۱۱﴾

استاذ: عبارت پڑھیں۔

شاگرد: والمفروض في مسح الراس مقدار الناصية وهو ربع الراس

استاذ: المفروض میں الف لام کونسا ہے؟

شاگرد:۔ یہ الف لام اسمی بمعنٰی الذی کے اسم موصول ہے۔

استاذ: الف لام کی اقسام بیان کریں۔

شاگرد: استاذ جی! الف لام کی اقسام تفصیلا مجھے معلوم نہیں ہیں اسلئے از راہ شفقت ایک مرتبہ آپ بیان فرمادیں۔

استاذ: الف لام دو قسم پر ہے۔ ا۔الف لام اسمی ۲:۔الف لام حرفی

ا:۔الف لام اسمی وہ ہوتا ہے جو باعتبار ذات کے اسم ہو اور یہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو کر چھ معنوں میں شریک

ہوگا۔اگر واحد مذکر کا صیغہ ہے تو اَلَّذِی کے معنٰی میں ہوگا۔اگر تثنیہ مذکر کا صیغہ ہے تو اَلَّذَان کے معنٰی میں ہوگا۔ اگر جمع مذکر کا صیغہ ہے تو اَلَّذِینَ کے معنٰی میں ہوگا۔اور اگر واحد مؤنث کا صیغہ ہے تو اَلَّتِیْ کے معنٰی میں ہوگا۔اگر تثنیہ مؤنث کا صیغہ ہے تو اَللَّتَان کے معنٰی میں ہوگا۔اگر جمع مؤنث کا صیغہ ہے تو اللّاتِیْ کے معنٰی میں ہوگا۔اور اسم فاعل ماضی معلوم یا مضارع معلوم کے معنٰی میں ہوگا (بشرطیکہ وہ اسم فاعل حدوث والے معنٰی پر دلالت کرے۔اور حدوث کا معنٰی ہے وجود بعد العدم اور اگر ثبوت والے معنٰی پر دلالت کرے تو وہ الف لام حرفی ہوگا جیسا کہ الخالق، الرازق)۔جیسے الضارب بمعنٰی اَلَّذِی ضَـرَبَ اَوْ یَـضْـرِبُ۔اور اسم مفعول ماضی مجہول یا مضارع مجہول کے معنٰی میں ہوگا (بشرطیکہ وہ اسم مفعول حدوث والے معنٰی پر دلالت کرے)۔جیسے المضروب بمعنٰی الّذی ضُرِبَ اَوْ یُضْرَبُ اور صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ الف لام اسمی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ الف لام حرفی ہے۔

۲۔الف لام حرفی:۔

الف لام حرفی وہ ہوتا ہے جو باعتبار ذات کے حرف ہو۔

الف لام حرفی دو قسم پر ہے۔ ۱۔زائدہ (جو مفید معنٰی کا نہ ہو یعنی اس کے گرانے سے معنے میں کوئی خلل واقع نہ ہو)

۲۔غیر زائدہ (جو مفید معنٰی کا ہو)

الف لام حرفی زائدہ دو قسم پر ہے۔

۱۔عوضی ۲۔غیر عوضی

الف لام حرفی زائدہ عوضی دو قسم پر ہے۔ ۱۔لازم ۲۔غیر لازم

الف لام حرفی زائدہ غیر عوضی دو قسم پر ہے۔ ۱۔لازم ۲۔غیر لازم

اس طرح کل چار اقسام بن گئیں:۔

۱۔ الف لام حرفی زائدہ عوضی لازم :۔

مثال:۔ اللہ اس کے شروع میں الف لام حرفی ہے کیونکہ یہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل نہیں ہے۔زائدہ ہے کیونکہ یہ

مفید معنے کا نہیں ہے۔ عوضی ہے کیونکہ یہ الـلّٰہ کے ہمزے سے بدل کر آیا ہے۔ لازم ہے کیونکہ الف لام کے بغیر لہ کا کلمہ نثر کلام میں نہیں پایا گیا۔

۲۔ الف لام حرفی زائدہ عوضی غیر لازم

مثال:۔ النّـاس ۔ اسکے شروع میں الف لام حرفی ہے کیونکہ یہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل نہیں ہے۔ زائدہ ہے کیو نکہ یہ مفید معنے کا نہیں ہے۔ عوضی ہے کیونکہ یہ اُنَاسٌ کے ہمزے سے بدل کر آیا ہے۔ غیر لازم ہے کیونکہ الف لام کے بغیر نَاسٌ کا کلمہ نثر کلام میں پایا گیا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے وَقَالَ النّبی ﷺ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِی لِیْ حُبًا نَّاس یَکُوْنُوْنَ بَعْدِی یَوَدُّ اَحَدُ هُمْ لَوْ رَانِی بِاَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ (مسلم)۔

۳۔ الف لام حرفی زائدہ غیر عوضی لازم

مثال:۔ اَلنَّجْمُ ۔ اسکے شروع میں الف لام حرفی ہے کیونکہ یہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل نہیں ہے۔ زائدہ ہے کیونکہ یہ مفید معنے کا نہیں ہے۔ غیر عوضی ہے کیونکہ یہ کسی سے بدل کر نہیں آیا۔ لازم ہے کیونکہ اَلـنَّجْمُ علم ہے اور اعلام بقدر الامکان تغیر و تبدل سے محفوظ ہوتے ہیں۔

۴۔ الف لام حرفی زائدہ غیر عوضی غیر لازم

یہ صرف تحسین کلام کے لئے آتا ہے اور دو چیزوں پر داخل ہوتا ہے۔

ا۔ اعلام پر جیسا کہ الحسن ۔ ۲۔ مصادر پر جیسا کہ القتل ، الضرب۔

الف لام حرفی غیر زائدہ چار قسم پر ہے۔ ا۔ جنسی ۲۔ استغراقی

۳۔ عہد ذہنی ۴۔ عہد خارجی

ا۔ الف لام جنسی

هُوَ الَّذِی یُشَارُبِهٖ اِلٰی مَاهِیَّتِ الْمَدْخُوْلِ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنِ الْاَفْرَادِ ۔ یعنی الف لام جنسی وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کیا جائے۔ لیکن اس میں افراد کا لحاظ نہ ہو۔ جیسا کہ الـرّجـل خیر مّن المراۃ ۔ یعنی جنس رجل بہتر ہے جنس عورت سے۔ اب الرّجل پر الف لام جنسی ہے اور اس کے ساتھ

اشارہ ہے رجل کی ماہیت کی طرف لیکن اس میں افراد کا لحاظ نہیں ہے کیونکہ افراد میں بہت سی نیک سیرت پاکباز عورتیں ایسی ملیں گی جو لاکھوں کروڑوں اور بے شمار مردوں سے افضل ہیں جیسے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔اور رجل کی ماہیت (تعریف) یہ ہے ھو ذکر من بنی آدم یتجاوز عن حد الصغر الیٰ حد الکبر۔یعنی رجل حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے ایک مذکر انسان ہوتا ہے جو چھوٹے پن (بچپن) سے بڑے پن (بچپن) کی طرف بڑھتا ہے۔

۲۔الف لام استغراقی

هُوَ الَّذِی یُشَارُبِهٖ اِلٰی مَاهِیَّتِ الْمَدْخُوْلِ مَعَ قَصْدِ جَمِیْعِ الْاَفْرَادِ۔یعنی الف لام استغراقی وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کیا جائے۔لیکن اس میں افراد کا لحاظ ہو۔جیسا کہ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ ۔قسم ہے عصر کی۔بے شک انسان خسارے میں ہے۔اب یہاں الانسان پر الف لام استغراقی ہے اور اس کے ساتھ اشارہ ہے مدخول (انسان) کی ماہیت (حیوان ناطق) کی طرف اور اس میں افراد کا لحاظ ہے۔کیونکہ انسان کی ماہیت تو خسارے میں نہیں ہے بلکہ اس کے افراد خسارے میں ہیں۔اور اس پر قرینہ آگے استثناء (الا الّذین امنوا۔الایۃ) ہے۔اور استثناء افراد سے ہوتا ہے ماہیت سے نہیں۔

۳۔الف لام عہد ذہنی

هُوَ الَّذِی یُشَارُبِهٖ اِلٰی مَاهِیَّتِ الْمَدْخُوْلِ الْمَوْجُوْدَةِ فِیْ ضِمْنِ فَرْدٍ غَیْرِ مُعَیَّنٍ ۔یعنی الف لام عہد ذہنی وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کیا جائے۔اور وہ ماہیت ایک غیر معیّن فرد کے ضمن میں موجود ہو۔جیسا کہ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ ۔اب الف لام جو الذِّئْبُ پر داخل ہے عہد ذہنی ہے کیونکہ اس کے ساتھ اشارہ ہے مدخول (الذِّئْبُ) کی ماہیت (حیوان مفترس چیرنے پھاڑنے والا جانور) کی طرف۔اور یہ ماہیت غیر معیّن فرد کے ضمن میں موجود ہے۔

۴۔الف لام عہد خارجی

هُوَ الَّذِیْ یُشَارُبِهٖ اِلٰی مَاهِیَّتِ الْمَدْخُوْلِ الْمَوْجُوْدَةِ فِیْ ضِمْنِ فَرْدٍ مُعَیَّنٍ ۔یعنی الف لام عہد خارجی وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کیا جائے۔اور وہ ماہیت ایک معین فرد کے ضمن میں موجود ہو۔جیسا کہ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ ۔اب الف لام جو الرَّسُوْلَ پر داخل ہے عہد خارجی ہے کیونکہ اس کے ساتھ اشارہ ہے مدخول (الرَّسُوْلَ) کی ماہیت (هو انسان بعثهُ اللهُ الی الخلقِ لتبلیغ الاحکام الشرعیة) کی طرف۔اور یہ ماہیت ایک معین فرد (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے ضمن میں موجود ہے اور اس پر قرینہ ماقبل فرعون کا ذکر ہے۔

استاذ: اب عبارت (والمفروض فی مسح الراس مقدار الناصیة وهو ربع الراس) کا لفظی ترجمہ کریں۔

شاگرد: وہ چیز جو فرض کی گئی ہے سر کے مسح میں پیشانی کی مقدار ہے اور وہ سر کا چوتھائی حصہ ہے.

استاذ: آپ نے 'وہ چیز' اور 'جو' کس لفظ کا معنیٰ کیا ہے؟

شاگرد: وہ چیز المفروض پر داخل ہونے والے الف لام کا معنیٰ ہے۔

استاذ: وهو ربع الراس یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد: یہ جملہ مبینہ ہے اور جملہ مبینہ کی تعریف یہ ہے کہ ماقبل کلام میں کسی لفظ کے اندر ابہام ہو اور یہ جملہ مبینہ اس ابہام کو دور کردے اسی طرح یہاں بھی ماقبل کلام کے اندر مقدار الناصیہ کی مراد میں ابہام تھا کہ اس سے کیا مراد ہے اور هو ربع الراس اس جملے نے اس کی مراد کو واضح کر دیا کہ مقدار الناصیہ سے مراد سر کا چوتھائی حصہ ہے.

﴿سبق نمبر ۱۲﴾

استاذ: عبارت پڑھیں۔

شاگرد: لَمَّا رَوٰی المغیرة بن شعبه ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی سباطة قوم فبال وتوضاء ومسح علی الناصیه و خفیه

شاگرد۲: لَمَارَوٰی المغیرة بن شعبه ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی سباطة قوم فبال وتوضاء ومسح علی الناصیه و خفیه

شاگرد۳: لِمَارَوٰی المغیرة بن شعبه ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی سباطة قوم فبال وتوضاء ومسح علی الناصیه و خفیه

استاذ: لَمّارَوٰی، لَمَارَوٰی ، لِمَارَوٰی ان تینوں احتمالات میں سے کون سا احتمال صحیح ہے؟

شاگرد: ان تینوں احتمالات میں سے لِمَاوالا احتمال صحیح ہے.

استاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ لِمَا رَوٰی والا احتمال صحیح ہے؟

شاگرد: استاذ جی! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ دلیل اور علت کے مقام میں ہمیشہ لِمَا آتا ہے نہ کہ لَمّا اور لَمَا۔ کیونکہ لَمّا عام طور پر مقام شرط میں استعمال ہوتا ہے اور لَمَا عام طور پر مقام جزا میں استعمال ہوتا ہے۔

استاذ: لِمَارَوٰی میں یہ مَا کونسا ہے؟

شاگرد: لِمَا میں ما موصولہ بھی بن سکتا ہے اور مصدریہ بھی۔

استاذ: اگر مَا موصولہ بنائیں تو پھر یہ روٰی معلوم کا صیغہ ہے یا مجہول کا ہے؟

شاگرد: معلوم کا اور آگے المغیرة بن شعبة اسکا فاعل ظاہر ہے۔

استاذ: آپ نے العلامات النحویہ کے اندر جملہ فعلیہ کے حل میں پڑھا تھا کہ پہلا اور چوتھا صیغہ اگر صلہ کے مقام میں آجائے تو اس کا فاعل ضمیر ہوگا۔ یہاں تو فاعل ظاہر ہے۔

شاگرد: استاذ جی ہم نے وہاں یہ شرط پڑھی تھی کہ بعد میں کوئی اور ضمیر فاعل کی ضمیر کہ علاوہ، مبتداء، موصول، وغیرہ کی طرف لوٹنے والی نہ ہو۔ اور یہاں تو فاعل کی ضمیر کے علاوہ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر موجود ہے اور وہ ۂ ضمیر مفعول کی ہے جو روٰی فعل کے بعد محذوف ہے۔ کیونکہ لمارویٰ اصل میں لمارواہُ تھا۔

استاذ: روٰی کے بعد اس ضمیر کو کیوں حذف کیا گیا؟

شاگرد: آپ نے ہدایۃ النحو اور کافیہ وغیرہ کتابوں کے حوالے سے ارشاد فرمایا تھا کہ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر مفعول

کی ہوتو اسکوحذف کرنا جائز ہے۔اس قاعدہ کی بناء پر یہاں ضمیر کوحذف کیا گیا ہے۔

استاذ: اَنّ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم.........الخ . اس جملہ کا ماقبل کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

شاگرد: یہ جملہ رواہ کی ہ ضمیر سے بدل واقع ہے۔

استاذ: جملہ نکرہ کے حکم میں واقع ہوتا ہے۔اور قاعدہ یہ ہے کہ جب بدل نکرہ ہوتو اسکوکسی صفت کیساتھ موصوف کرنا ضروری ہے تا کہ مقصود (کیونکہ بدل خود مقصود بالنسبت ہوتا ہے) کا انقص ہونا لازم نہ آئے۔

شاگرد: یہ قاعدہ اس وقت جاری ہوگا جب بدل مفرد ہولیکن بدل اگر جملہ ہوتو اسکی صفت لانا کوئی ضروری نہیں کیونکہ جملہ کی طوالت قائم مقام صفت کے ہوجائیگی کیونکہ جملہ حکم پر مشتمل ہوتا ہےاور حکم صفت ہوتا ہے۔

استاذ: کیا یہ جملہ رواہُ کی ہٗ ضمیر سے عطف بیان بن سکتا ہے؟

شاگرد: یہ عطف بیان بھی نہیں بن سکتا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ضمیر نہ مبین بن سکتی ہےاور نہ عطف بیان بن سکتی ہے.

استاذ: کیا یہ جملہ رواہُ کی ہٗ ضمیر سے حال بن سکتا ہے؟

شاگرد: یہ حال نہیں بن سکتا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حال جملہ اسمیہ ہو وہاں رابطے کی تین صورتوں میں سے ایک صورت کا پایا جانا ضروری ہے وہ تین صورتیں یہ ہیں۔ا:۔رابطہ واؤ اور ضمیر دونوں ہوں۔۲۔رابطہ فقط واؤ ہو۔۳۔رابطہ فقط ضمیر ہو۔لیکن ضمیر کالانا ضعیف ہے۔یہاں رابطے کی ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہیں پائی گئی۔

استاذ: لما روی کا ما موصولہ کے اعتبار سے لفظی ترجمہ کریں۔

شاگرد: یہ مسح کی فرضیت والا حکم ثابت ہے بوجہ اس چیز کے۔

استاذ: 'چیز' آپ نے کس لفظ کا معنٰی کیا ہے؟

شاگرد: لما کے اندر ما کا۔

استاذ: ما کا معنٰی چیز وہاں کیا جاتا ہے جہاں ما کے اندر عموم مقصود ہوتا ہے جیسے للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (اللہ ہی کیلئے ثابت ہے وہ چیز جو آسمانوں میں ہےاور وہ چیز جو زمین میں ہے) لیکن جہاں ما کے اندر خصوص مقصود ہوتو وہاں سیاق وسباق یعنی اگلی پچھلی کلام کو دیکھ کر اسکے خاص مصداق کو ترجمہ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

آگے اسکے مصداق کومعلوم کرنے کیلئے چند قرائن اور علامات بھی ہیں۔مثلاً لما کے بعد روی کا لفظ آجائے تو وہاں ما سے مراد حدیث ہوگی اور اگر تلونا کا لفظ آجائے تو وہاں ما سے مراد آیت ہوگی۔اور اگر بینا کا لفظ آجائے تو ما سے مراد دلیل ہوگی جیسے ہدایہ وغیرہ کتابوں میں دلیل کے مقام میں ماقبل گزری ہوئی آیت، حدیث اور عقلی دلیل کی طرف اشارہ کرنے کیلئے یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔لہٰذا میرے عزیز ما کے مصداق کوظاہر کرکے دوبارہ ترجمہ کریں۔

شاگرد: یہ مسح کی فرضیت والاحکم ثابت ہے بوجہ اس حدیث کے جسکو روایت کیا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک قوم کے ڈھیر پر پھر آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور وضو کیا اور مسح کیا پیشانی کی مقدار سر مبارک کے بالوں پر اور اپنے موزوں پر۔

استاذ: 'جس کو' کس لفظ کا معنیٰ کیا ہے ؟

شاگرد: ہٗ ضمیر کا جو روی فعل کے بعد محذوف ہے ۔

﴿سبق نمبر ۱۳﴾

استاذ: ما مصدریہ کے اعتبار سے ترکیب کریں۔

شاگرد: ما مصدریہ روی فعل المغیرۃ موصوف ابن مضاف شعبۃ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر المغیرۃ کی صفت' موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا روی کا ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم ورافع الخبر النبی اسم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ دعائیہ معترضہ۔(جملہ معترضہ وہ ہوتا ہے جو کلامین متلازمین کے درمیان میں واقع ہو لیکن ترکیبی اعتبار سے اس کا نہ ماقبل سے تعلق ہو اور نہ مابعد سے مثلاً مبتداء خبر کے درمیان میں واقع ہو. لا محل لھا من الاعراب یعنی یہ جملہ اعراب کے محل (جگہ) میں واقع نہیں ہے کیونکہ اعراب کے محل میں یہ جملہ تب واقع ہوتا جب اس جملہ کا ماقبل سے ترکیبی اعتبار سے کوئی تعلق ہوتا۔ترکیبی اعتبار سے تعلق کا مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ مقام خبر یا مقام صفت یا مقام حال وغیرہ میں واقع ہو پھر اگر یہ جملہ مقام خبر میں مبتداء کی خبر واقع ہو تو محلاً مرفوع ہوگا اور مقام حال میں واقع ہو تو پھر یہ جملہ محلاً منصوب ہوگا اور اگر کسی

مرفوع یا منصوب یا مجرور کی صفت واقع ہو تو پھر یہ جملہ محلاً مرفوع یا منصوب یا مجرور واقع ہوگا. اور ایسے ہی جملوں کے بارے میں کہا جاتا ہے لھامحل من الاعراب یعنی ان جملوں کے لئے اعراب کا محل اور جگہ ہے.)

انی فعل ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم ان، سباطة مضاف، قوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر معطوف علیہ۔ فبال، فا عاطفہ بال فعل ھو ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، واؤ حرف عاطفہ، توضا فعل ھو ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ واؤ حرف عطف مسح فعل ھو ضمیر فاعل علیٰ جار الناصیة مجرور، واؤ عاطفہ، خفی مضاف، ۂ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، الناصیہ معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا علیٰ جار کا پھر جار مجرور مل کر متعلق ہوئے مسح فعل کے ساتھ۔ مسح فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف ہوا توضاء فعل کیلئے۔ توضاء معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا بال فعل کے لئے۔ بال معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا اتی فعل کے لئے، اتی فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر ہوئی ان کی، ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ ہوا رونی فعل کے لئے، رونی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر مجرور ہوا جار کا اور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ، ثبت فعل ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا محذوف ھذاالحکم کے لئے یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ یعنی اسم فاعل اپنی مبتدا پر سہارا پکڑ کر اپنے فعل والا عمل کر رہا ہے (کیونکہ اسم فاعل کے عمل کرنے کیلئے دو شرطیں ہیں ۱۔ اس میں زمانہ حال یا استقبال ملا ہوا ہو۔ ۲۔ چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر سہارا پکڑا ہوا ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ ۱ مبتدا، ۲۔ موصوف، ۳۔ موصول، ۴۔ ذوالحال، ۵۔ حرف نفی، ۶۔ حرف استفہام) اس میں ھو ضمیر فاعل. اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا محذوف ھذاالحکم کے لئے. مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا.

استفسار: اس عبارت کا ما مصدریہ کے اعتبار سے لفظی ترجمہ کریں؟

شاگرد: یہ مسح کی فرضیت واالاحکم ثابت ہے بوجہ روایت کرنے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک قوم کے ڈھیر پر پھر آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور وضو کیا اور مسح کیا پیشانی کی مقدار سر مبارک کے بالوں پر اور اپنے موزوں پر۔

فائدہ: جہاں ھوضمیر غائب کا مرجع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو تو وہاں ھو کا معنیٰ وہ نہیں کریں گے بلکہ پوری محبت اور ادب کیساتھ اسکا ترجمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔

﴿سبق نمبر ۱۴﴾

استاذ: آگے عبارت پڑھیں۔

شاگرد: **وسنن الطهارة غسل اليدين ثلاثاًقبل ادخالهماالاناء اذااستيقظ المتوضى من نومه .**

استاذ: **سنن الطهارة** میں لفظ سنن کے اندر دو حرف ایک جنس کے موجود ہیں یہاں ادغام کیوں نہیں کیا؟

شاگرد: ہم نے ''الصرف العزیز'' میں یہ قانون پڑھا ہے کہ دو حرف متجانسین کے ہوں اور وہ دونوں متحرک ہوں وہاں ادغام کرنے کے لئے نو شرطیں ہیں ان نو شرطوں میں سے نویں شرط یہ تھی کہ وہ دو حرف متجانسین کے ایسے اسم کے اندر موجود نہ ہوں جو ان پانچ اوزان میں سے کسی ایک کے وزن پر ہو وہ پانچ اوزان یہ ہیں. **فَعَلٌ . فُعَلٌ . فِعَلٌ . فِعِلٌ . فُعُلٌ** کیونکہ سُنَنٌ ان پانچ وزنوں میں سے **فُعَلٌ** کے وزن پر ہے اس لئے اس میں ادغام نہیں ہوگا.

فائدہ: ہر مصدر عمل کرتی ہے بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو آگے یہ مصدر دو حال سے خالی نہیں۔ اضافت کیساتھ استعمال ہوگی یا بغیر اضافت کے استعمال ہوگی پھر یہ مصدر خواہ اضافت کیساتھ استعمال ہو یا بغیر اضافت کے استعمال ہو تو دو حال سے خالی نہیں وہ مصدر لازمی ہوگی یا متعدی اگر لازمی ہو پھر وہ اپنے فاعل کو رفع دے کر چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو نصب دے گی سوائے مفعول بہ کے اگر مصدر متعدی ہو تو پھر وہ اپنے فاعل کو رفع دے کر سات چیزوں کو نصب دے گی سمیت مفعول بہ کے۔ مثال مصدر لازمی کی جو بغیر اضافت کے استعمال ہو جیسا کہ اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ مثال مصدر متعدّی کی جو بغیر اضافت استعمال ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرَواً . اور اگر اضافت کیساتھ استعمال ہو تو پھر اس کی چار صورتیں ہیں

۱۔کبھی فاعل کیطرف مضاف ہوگی اور مفعول محذوف ہوگا۔جیسا کہ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

۲۔کبھی مفعول بہ کی طرف مضاف ہوگی اور فاعل محذوف ہوگا جیسا کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ

۳۔کبھی فاعل اور مفعول دونوں ذکر ہوں گے جیسا کہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمّ

۴۔کبھی فاعل اور مفعول دونوں حذف ہوں گے جیسا کہ اَلْبَيْعُ يَنْعَقِدُ بِالْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ اصل میں عبارت تھی بَيْعُ الْبَائِعِ الْمَبِيْعَ لِلْمُشْتَرِي

استاذ: غَسْلُ الْيَدَيْنِ یہ مصدر فاعل کی طرف مضاف ہے یا مفعول کی طرف؟

شاگرد: یہ فاعل کی طرف مضاف ہے.

استاذ: اگر فاعل کی طرف ہے تو پھر تو معنٰی اور مطلب یہ ہوگا کہ جناب (متوضی) یہاں پر آرام فرمائیں اور دونوں ہاتھ ٹونٹیوں پر خود اپنے آپ کو دھو رہے ہیں۔

شاگرد: استاذ جی آپ کی اس باریک پکڑ سے میرے ذہن پر اس ترکیب کی حقیقت منکشف ہوگئی ہے وہ یہ کہ یہاں مصدر فاعل کی طرف مضاف نہیں بلکہ مفعول کی طرف مضاف ہے.اصل عبارت یوں تھی غسل المتوضی الیدین (وضو کرنے والے کا اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونا)۔

﴿سبق نمبر ۱۵﴾

استاذ: ثلاثاً ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے.

شاگرد: تمیز

استاذ: کس سے تمیز ہے؟

شاگرد: غسل سے۔

استاذ: تمیز تو ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو ذات مذکورہ یا ذات مقدرہ سے پکے ابہام کو دور کرے یعنی تمیز ہر اس اسم کو کہتے جو لفظوں سے ابہام کو دور کرے یا معنے (نسبت) سے۔اس تعریف سے معلوم ہوا کہ تمیز دو قسم پر ہے۔ایک تمیز وہ ہے جو ذات مذکورہ یعنی لفظوں سے ابہام کو دور کرے۔دوسری تمیز وہ ہے جو ذات مقدرہ یعنی نسبت سے ابہام کو دور

کرے۔ پھر وہ تمیز جو ذات مذکورہ سے یعنی لفظوں سے ابہام دور کرتی ہے وہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ مفرد مقداری سے ابہام کو دور کرے۔ ۲۔ مفرد غیر مقداری سے ابہام کو دور کرے۔ آگے مفرد مقداری (مفرد مقداری وہ ہے جسکے ذریعہ اشیاء کا اندازہ لگایا جائے) پانچ ہیں جنکو شاعر نے ایک شعر میں ذکر کیا ہے۔

مقادیر پنجد گر بشنوی　　　عدد و وزن و کیل و ذراع و مقیاس

مثال عدد کی جیسے: اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا　　　مثال وزن کی جیسے: عندی مَنَوَانِ سَمَنًا

مثال کیل کی جیسے: عِنْدی قَفِیْزَانِ بُرًا　　　مثال ذراع کی جیسے: عندی ذراعٌ ثوباً

مثال مقیاس کی جیسے: ما فی السماء قدر رَاحةٍ سحاباً

مفرد غیر مقداری سے مراد ان پانچ کے علاوہ کوئی اور مبہم لفظ ہو جسکی مراد میں ابہام ہو۔

مثال مفرد غیر مقداری کی جیسے: عندی خاتم حدیدًا۔

اور وہ تمیز جو نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے اس سے مراد عام ہے خواہ جملہ میں ہو جیسے: کفٰی باللہ شھیداً، طاب زیدٌ نفساً۔ یا شبہ بالجملہ میں ہو جیسے: زیدٌ طیبٌ اباً۔ یا اضافۃ میں ہو جیسے: اعجبنی طیبهٗ نفساً

تمیز کی پہلی قسم کی علامت:۔

عدد، وزن، کیل، ذراع اور مقیاس یا انکے علاوہ کسی اور مبہم لفظ کے بعد تمیز واقع ہو تو وہاں پہلی قسم کی تمیز ہوگی۔

تمیز کی دوسری قسم کی علامت:۔

فعل، شبہ بالفعل (یعنی مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ) کے بعد کوئی لفظ تمیز واقع ہو تو وہاں تمیز کی دوسری قسم ہوگی اور وہاں لفظوں میں ممیز ذکر نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہاں تمیز نسبت سے ابہام دور کر رہی ہے اور نسبت ایک معنٰی ہوتا ہے اور معنٰی ذہن کے اندر ہوتا ہے۔

تمیز کے معنے میں ازروئے یا اعتبار کا لفظ آتا ہے کبھی اختصار کیوجہ سے حذف بھی کر دیتے ہیں۔

استاذ: غسل کا معنٰی ہے دھونا اور یہ معنٰی بالکل واضح ہے اس میں کوئی ابہام نہیں.

شاگرد: استاذ جی یہ غسل سے تمیز نہیں بلکہ غسل کی نسبت جو یدین کی طرف ہے اس سے تمیز ہے کیونکہ اس میں ابہام تھا

کہ دونوں ہاتھوں کو دھونے سے کتنی مرتبہ دھونا مراد ہے ثلاثا نے آ کر اس ابہام کو دور کر دیا کہ تین مرتبہ دھونا مراد ہے.

☆ فائدہ:۔ جہاں تمیز نسبت سے ابہام کو دور کرے گی وہاں تمیز میں عامل وہ فعل یا شبہ بالفعل ہونگے جن کی نسبت سے یہ تمیز ابہام دور کر رہی ہے۔لہٰذا غسل الیدین ثلاثا میں ثلاثا تمیز کے اندر عامل غسل مصدر ہے۔اور جہاں تمیز مفرد مقداری یعنی پانچ اشیاء سے ابہام کو دور کرے گی وہاں تمیز میں عامل اسم تام (یعنی خود مفرد مقداری) ہوگا۔

(اسم تام کی تعریف: اسم تام ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں ایسی حالت لاحق ہو کہ اس حالت کے ہوتے ہوئے یہ اسم (تام) کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف نہ ہو سکے۔اسم تام پانچ چیزوں کے ساتھ تمام ہوتا ہے۔۱۔نون تنوین کے ساتھ خواہ مذکور ہو یا مقدر، مثال مذکور کی عندی رطل زیتاً، مثال مقدر کی اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً۔اصل میں اَحَدٌ وعَشَرٌ رَجُلاً۔ ۲۔نون تثنیہ کے ساتھ جیسے عندی مَنُوَانِ سَمَنًا۔ ۳۔نون جمع کے ساتھ جیسے بالاخسرین اعمالا۔ ۴۔نون مشابہ بالجمع کے ساتھ جیسے ثلاثین لیلۃً۔ ۵۔اضافت کے ساتھ جیسے عندی ملؤہ عسلاً۔)

﴿سبق نمبر۱۶﴾

استاذ: قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا میں قَبْلَ معرب ہے یا مبنی؟

شاگرد: معرب ہے کیونکہ استاذ جی ہم نے آپ کی خدمت میں نحو میر میں پڑھا تھا کہ قبل وبعد کی تین حالتیں ہیں دو حالتوں میں معرب ایک حالت میں مبنی اور ان تین حالتوں کی تفصیل یہ ہے کہ قبلُ، بعدُ یہ ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں آگے انکا مضاف الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکور ہوگا یا محذوف اگر مذکور ہو تو معرب جیسے من قبلک اور اگر محذوف ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں محذوف نسیا منسیا ہوگا یا محذوف منوی ہوگا اگر محذوف نسیا منسیا (یعنی نہ ذہن میں ہو اور نہ کتاب وکلام میں ذکر ہو) تب بھی معرب، جیسے میرے پاس زید ملنے کیلئے آیا اور بھی ساتھی تشریف لائے لیکن یہ علم نہیں کہ زید کس سے پہلے آیا اور کس کے بعد تو اب زید کے آنے کی یوں خبر دی جائیگی جاء نی

زیدٌ من قبلٍ و من بعدٍ (آیا میرے پاس زید کسی سے پہلے اور کسی کے بعد) اور اگر مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی ذہن میں تو ہو لیکن کتاب و کلام میں ذکر نہ ہو جیسے خطبات کے شروع میں اما بعد کے مقام میں بعدُ کے بعد مضاف الیہ محذوف منوی ہوتا ہے لہٰذا اما بعد اصل میں عبارت یوں تھی اما بعد الحمد و الصلوٰۃ لہٰذا قبل ادخالھما میں قبل معرب ہے کیونکہ اسکا مضاف الیہ مذکور ہے۔

استاذ: ادخالھما میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہے یا مفعول کی طرف مضاف ہے۔

شاگرد: فاعل کی طرف مضاف ہے۔

استاذ: اگر فاعل کی طرف مضاف ہو تو پھر معنٰی یہ ہوگا کہ ان دونوں ہاتھوں کا (کسی چیز کو) برتن میں داخل کرنا اب مطلب یہ ہوگا کہ دونوں ہاتھ خود کسی چیز کو برتن میں داخل کریں حالانکہ یہاں کسی چیز کو برتن میں ڈالنا (داخل کرنا) مقصود نہیں بلکہ خود دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنا مقصود ہے۔

شاگرد: استاذ جی! الحمد للہ اب اس ترکیب کی حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ ادخال مصدر ھما ضمیر مفعول کی طرف مضاف ہے اور اسکا فاعل محذوف ہے اور اصل عبارت یوں تھی ادخالھما المتوضی الاناء. المتوضی فاعل موخر ہے۔

﴿سبق نمبر ۱۷﴾

استاذ: اذا استیقظ المتوضی من نومہ میں اذا یہ ظرفیہ ہے یا شرطیہ؟

شاگرد: ظرفیہ ہے۔

استاذ: اذا شرطیہ اور اذا ظرفیہ میں کیا فرق ہے انکے پہچاننے کی کوئی علامات بیان کریں؟

شاگرد: اذا شرطیہ کلام کے شروع میں آتا ہے اور اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں (شرط اور جزا) اور اذا ظرفیہ کلام کے درمیان میں واقع ہوتا ہے۔

استاذ: اذا یہ ظرف زمان ہے اور ظرف زمان وہ ہوتی ہے جو کسی کام کا وقت بتلائے اور ہر ظرف خواہ زمان ہو یا مکان وہ مفعول فیہ واقع ہوتی ہے تو اب آپ بتلائیں اذا ظرف زمان کس کیلئے مفعول فیہ ہے۔

شاگرد: ادخال مصدر کیلئے مفعول فیہ ہے۔

استاذ: اگر ادخال مصدر کیلئے مفعول فیہ ہے تو پھر تو مطلب یہ ہوگا کہ وضوء کرنے والا شخص اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرے اس وقت میں جس وقت (اذا استیقظ من نومہ) وہ اپنی نیند سے بیدار ہو۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اذا کے مابعد والے فعل کے واقع ہونے کا زمانہ یا وقت ہوتا ہے اس فعل یا شبہ بالفعل (مصدر اسم فاعل واسم مفعول وغیرہ) کے وقوع کیلئے جس کیلئے یہ مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔ پھر تو مطلب یہ ہوگا کہ یہاں دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے کا وقت بیان کرنا مقصود ہے کہ جب وضو کرنے والا نیند سے بیدار ہو تو پہلا کام یہ کرے کہ فوراً اپنے ہاتھ کسی پانی کے برتن (ٹب یا بالٹی وغیرہ) میں ڈالدے لہٰذا اس مطلب پر عمل کرنے کیلئے تو ضروری ہے کہ ہر متوضی اپنی چارپائی یا چٹائی کے قریب کوئی پانی کا ٹب رکھے تاکہ جیسے ہی نیند سے بیدار ہو فوراً ہاتھ برتن میں داخل کردے۔
کیا آپ نے اذا کو ادخال مصدر کیلئے مفعول فیہ بنا کے پھر مطلب سمجھا ہے؟

شاگرد: استاذ جی نہیں۔

استاذ: آپ نے چاہے یہ مطلب نہ سمجھا ہو بلکہ صحیح مطلب سمجھ لیا ہو کیونکہ بعض طلباء کی کرامت ہوتی ہے کہ ترکیب غلط کرکے مطلب صحیح سمجھ لیتے ہیں لیکن آپ نے جو ترکیب کی ہے اس کا مطلب یہی نکلتا ہے۔

شاگرد: استاذ جی مجھے معاف فرمائیں آپ کی اس تفصیلی نوک جھونک سے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور صحیح مطلب تک رسائی بھی ہوئی وہ یوں کہ اذا مفعول فیہ ہے غسل الیدین میں غسل مصدر کے لئے (نہ کہ ادخال کے لئے) کیونکہ یہاں دونوں ہاتھوں کو دھونے کا وقت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ متوضی کیلئے دونوں ہاتھوں کو داخل کرنے کا وقت بیان کرنا مقصود ہے۔

استاذ: اذا استیقظ المتوضی من نومہ میں من نومہ یہ جار مجرور کس کے ساتھ متعلق ہے؟۔

شاگرد: المتوضیّ کے ساتھ

استاذ: پھر تو مطلب یہ ہوگا جب بیدار ہو جائے وہ شخص جو وضوء کرنے والا ہے اپنی نیند سے (کیونکہ حرف جر کا کام یہ ہے کہ یہ جس کے ساتھ متعلق ہونگے اسکے معنٰی کو کھینچ کر اپنے مدخول کے ساتھ ملادینگے آپ کی اس ترکیب سے وضوء کرنے کا بڑا آسان اور آرام دہ طریقہ نکل آیا کہ جب بھی وضو کرنا ہو تو پانی کی ضرورت نہیں بس بستر بچھا کر پانچ

منٹ کے لیے آرام کرلے بس اس کا وضوء ہوگیا۔ پھر تو جو حضرات رات کو چھ گھنٹے آرام کر کے اُٹھتے ہیں وہ تو گویا کامل وضوء کر کے اٹھتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ حضرات ترکیب سرسری نظر سے دیکھتے ہیں غور سے نہیں دیکھتے میرے عزیز آپ کا یہ تعلیم کا تھوڑا سا وقت ہوتا ہے خوب محنت کیا کریں اللہ پاک اپنے عزیزوں سے دین کی بہت بڑی خدمت لینے والے ہیں۔

شاگرد: من نومه، استیقظ کیساتھ متعلق ہے لہٰذا اب معنیٰ ٹھیک ہوگا جب بیدار ہو جائے وضوء کرنے والا اپنی نیند سے۔

استاذ: کیسے معلوم ہوا کہ معنیٰ ٹھیک ہے؟

شاگرد: استاذ جی! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ صحیح مطلب پر دل کا اطمینان گواہی دیتا ہے۔ الحمدللہ میرا دل اس پر سو فیصد مطمئن ہے۔

﴿سبق نمبر ۱۸﴾

تسمية الله تعالىٰ فى ابتداء الوضوء............و تكرار الغسل الى الثلث

استاذ: اس عبارت کا معنیٰ کیا ہے؟

شاگرد: اس عبارت کا معنیٰ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا نام لینا وضوء کی ابتداء میں۔

استاذ: پھر تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وضوء کے شروع میں اللہ پاک کے نام کا ذکر اللہ اللہ کرلیا تو کیا تسمیہ والی سنت ادا ہو جائے گی؟

شاگرد: اس میں کوئی شک نہیں اللہ پاک کا نام بڑی عظمت اور شان والا ہے لیکن تسمیہ والی سنت تب ادا ہوگی جب ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں گے۔ یعنی جب ہم اللہ پاک کا مبارک نام بمع صفات کے بسم اللہ کے اندر ذکر کریں گے اس وقت یہ سنت ادا ہوگی۔ لہٰذا یہاں تسمیہ کا معنیٰ اور اللہ پاک کے نام لینے کا مطلب بسم اللہ پڑھنا ہے۔

استاذ: تسمية الله تعالىٰ فى ابتداء الوضوء اس کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: غسل اليدين پر ہے۔ کیونکہ ایک شے مثلاً وضوء کی متعدد سنتیں ہوں تو ہر دوسری سنت کا عطف پہلی سنت پر ہوگا۔

استاذ: والسواک کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: ابتداء الوضوء پر ہے۔

استاذ: اگر السّواک کا عطف ابتداء الوضوء پر کریں ہے تو پھر عبارت یوں بن جائے گی و تسمیۃ اللہ تعالیٰ فی ابتداء السواک اب مطلب یہ ہوگا کہ وضوء کی سنتوں میں سے ایک سنت اللہ کا نام لینا مسواک کی ابتداء میں۔ حالانکہ بسم اللہ پڑھنا وضوء کے شروع میں سنت ہے نہ کہ مسواک کے شروع میں۔

شاگرد: اس کا عطف تسمیۃ پر ہے۔اب مطلب صحیح ہے کہ وضوء کی سنتوں میں سے ایک سنت مسواک کرنا ہے۔

استاذ: الاصابع یہ جمع اقصیٰ کا صیغہ ہے۔کیونکہ جمع اقصیٰ کی علامت یہ ہے کہ اس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ اور تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کی ہوتی ہے اور یہاں پر یہ علامت پائی جارہی ہے لہٰذا یہ جمع اقصیٰ کا صیغہ ہے اور جمع اقصیٰ کا ہر صیغہ غیر منصرف ہوتا ہے پھر چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر کسرہ نہ پڑھا جائے حالانکہ آپ اس پر کسرہ پڑھ رہے ہیں۔

شاگرد: قاعدہ یہ ہے کہ جب غیر منصرف پر الف لام داخل ہو جائے یا اس کو مضاف کر دیا جائے اور شروع میں حرف جر داخل ہو تو اس وقت یہ غیر منصرف مجرور ہوگا کسرہ کے ساتھ یعنی اس پر کسرہ پڑھیں گے (آگے الف لام کے داخل ہونے کے بعد اور اضافت کے بعد یہ کلمہ آیا منصرف ہے یا کہ غیر منصرف۔اس میں اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں منصرف ہے جبکہ بعض کہتے ہیں غیر منصرف ہے۔صاحب جامی ان کے درمیان محاکمہ کرتے ہیں کہ دخول الف لام اور اضافت کے بعد دیکھا جائے گا کہ دو سبب باقی رہتے ہیں یا نہیں اگر باقی ہوں تو منصرف ورنہ غیر منصرف۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اواخر مقدمہ شرح جامی)

☆ فائدہ:۔ (جب ایک عبارت میں متعدد الفاظ معطوف اور معطوف علیہ بن رہے ہوں تو وہاں معطوف معطوف علیہ کے عطف کے دو طریقے ہیں۔۱:۔پہلے الفاظ کو معطوف علیہ بنا لو اور باقی الفاظ کو ترتیب وار معطوف بنا لو لہٰذا پہلے نمبر پر جس لفظ کا عطف معطوف علیہ پر ہو رہا ہے اس کو معطوف اول کہو اور دوسرے نمبر پر جس لفظ کا عطف معطوف علیہ پر ہو رہا ہے اس کو معطوف ثانی کہو اور تیسرے نمبر پر جس لفظ کا عطف معطوف علیہ پر ہو رہا ہے اس کو معطوف ثالث کہو۔اور چوتھے کو معطوف رابع الی آخرہ۔۲:۔ہر دوسرے لفظ کا عطف قریب والے اس لفظ پر کرلو جس پر عطف صحیح ہے اب اگر صرف قریب والے لفظ پر عطف کریں تو وہ معطوف علیہ قریب ہوگا۔اور اگر قریب

والے سے پہلے والے لفظ پر یا اس سے پہلے والے یا سب سے پہلے والے لفظ پر عطف کریں تو وہ دور والا لفظ معطوف علیہ بعید ہوگا۔ مثلاً حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ الایۃ ۔ عطف کے پہلے طریقے کے مطابق قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی ترکیب یوں ہوگی حُرِّمَتْ فعل علی جار کم ضمیر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے حُرِّمَتْ فعل کے ساتھ۔ اُمّٰهات مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، بنات مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ، اَخَوات مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی واؤ عاطفہ، عَمّات مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثالث واؤ عاطفہ، خٰلٰتُ مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف رابع۔ اُمَّهٰتُكُمْ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر نائب فاعل ہوا حُرِّمَت فعل کے لئے اور حُرِّمَت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور عطف کے دوسرے طریقے کے مطابق ترکیب یہ ہے۔ حُرِّمَتْ فعل علیٰ جار کُم ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے حُرِّمَتْ فعل کے ساتھ۔ اُمَّهٰت مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ، بَنٰت مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ معطوف (یعنی مابعد کے لئے معطوف علیہ بن رہا ہے اور ماقبل کے لئے معطوف) واؤ عاطفہ، اَخَوٰت مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ معطوف، واؤ عاطفہ ، عَمّٰت مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ معطوف واؤ عاطفہ، خٰلٰت مضاف کُم ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ معطوف پھر. عَمّٰتُکم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا اَخَوَاتِكُمْ کے لئے پھر اَخَوَاتِكُم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا بَنٰتکم کیلئے پھر بَنٰتکم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا اُمَّهٰتکم کیلئے پھر اُمَّهٰتکم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر نائب فاعل ہوا حُرِّمَتْ کے لئے۔ حُرِّمَتْ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿سبق نمبر۱۹﴾

و یستحب للمتوضی ان ینوی الطهارۃ و یستوعب راسه بالمسح ویرتب الوضوء فیبدء بما بدأ الله تعالٰی بذکرہٖ و بالمیامن والتوالی و مسح الرقبة

استاذ: ان ینوی الطهارۃ میں الطهارۃ پر رفع پڑھنا صحیح ہے یا غلط؟

شاگرد: غلط ہے کیونکہ الطهارۃ پر اگر رفع پڑھیں گے تو یہ فاعل بن جائے گا حالانکہ اس میں ینوی فعل کے لئے فاعل بننے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ فاعل بننے کی صورت میں معنٰی یہ ہوگا طهارۃ خود نیت کرے حالانکہ طهارۃ تو نیت نہیں کرتی بلکہ وضوء کرنے والا طهارۃ کی نیت کرتا ہے۔

استاذ: یستحب یہ معلوم کا صیغہ ہے یا مجہول کا؟

شاگرد: مجہول کا صیغہ ہے۔

استاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مجہول کا صیغہ ہے؟

شاگرد: استاذ جی آپ نے یہ ضابطہ بیان کیا تھا کہ جس صیغے کے ترجمے میں اسم مفعول کا صیغہ آئے وہ عام طور پر مجہول کا صیغہ ہوگا۔ جیسے کُرِہَ کا معنٰی مکروہ کیا جاتا ہے لہٰذا یہ مجہول کا صیغہ ہے۔ اسی طرح یستحب کا معنٰی مستحب کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی مجہول کا صیغہ ہوگا۔

استاذ: ہر فعل مجہول کے لئے نائب فاعل ہوتا ہے تو اس کا نائب فاعل کہاں ہے؟

شاگرد: ان یّنوی الطهارۃ ..... الخ اسکا نائب فاعل ہے۔

استاذ: یستحب کیلئے نائب فاعل کی کوئی نشانی اور بھی ہے؟

شاگرد: استاذ جی! یستحب فعل مجہول کیلئے نائب فاعل کی علامت یہ ہے کہ یستحب فعل کے بعد جو چیز مستحب ہوگی وہی نائب فاعل ہوگی۔ اور وہ عام طور پر فعل مضارع کا صیغہ ہوگا جس پر اَنْ مصدریہ داخل ہوگا۔

استاذ: فعل مجہول اس کو کہتے ہیں جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا گیا ہو۔ یہاں یستحب فعل مجہول کے لئے کون سا فاعل حذف کیا گیا ہے؟

شاگرد: اللہ اسم جلیل اس کا فاعل یہاں محذوف ہے کیونکہ مستحب ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہو۔

استاذ: اَنْ ،اَنَّ اور اِنْ ، اِنَّ ۔ان کے استعمال میں فرق بیان کریں؟

شاگرد: اَنْ اور اَنَّ یہ ہمیشہ درمیان میں واقع ہوتے ہیں اور ان کے معنیٰ میں یہ کہ، یہ بات، اس بات کا وغیرہ۔اس قسم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے و یستحب للمتوضی ان ینوی الطهارة .....الخ کا معنیٰ یہ ہوگا اور مستحب ہے وضوء کرنے والے کے لئے یہ کہ وہ طہارت کی نیت کرے اسی طرح اَنْ جب فعل مضارع پر داخل ہو تو وہ اس کو مصدر کے معنیٰ میں کر دے گا۔لہٰذا اس ضابطے کی رعایت کرتے ہوئے جب فعل مضارع پر اَنْ داخل ہو تو اس کا مصدری معنیٰ بھی کیا جا سکتا ہے۔تو پھر و یستحب ....الخ کا معنیٰ یوں بھی کر سکتے ہیں اور مستحب ہے وضوء کرنے والے کیلئے طہارت کی نیت کرنا۔جبکہ اِنْ اور اِنَّ یہ کلام کے شروع میں واقع ہوتے ہیں۔

استاذ: و یرتب اس صیغے میں پانچ احتمالات ہیں اور وہ یہ ہیں۔۱:۔ یُرَتِّبُ ، ۲:۔یُرْتِبُ ، ۳:۔یَرْتَبُ ، ۴:۔یَرْتُبُ ، ۵:۔یَرْتِبُ کیونکہ فعل مضارع کا وہ صیغہ جو ثلاثی مجرد سے ہو یا باب افعال سے ہو یا باب تفعیل سے ہو بشرطیکہ اس کے اوپر حرکات و سکنات اور شد وغیرہ لکھی ہوئی نہ ہوں تو اس میں پانچ صیغوں کا احتمال ہوگا۔وہ اس طرح سے کہ اگر وہ فعل مضارع کا صیغہ ثلاثی مجرد سے ہے۔تو اسکا عین کلمہ مضموم ہوگا یا مفتوح ہوگا یا مکسور ہوگا۔تین احتمال یہ ہو گئے اور اسی طرح اس میں باب افعال اور باب تفعیل کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔تو یہ کل پانچ احتمال ہو گئے۔لہٰذا اب بتائیں کہ یہاں کون سا احتمال صحیح ہے؟

شاگرد: ان پانچ احتمالات میں سے یُرَتِّبُ (از باب تفعیل) والا احتمال صحیح ہے کیونکہ لغت کی کتابوں میں رَتَّبَ یُرَتِّبُ تَرْتِیْباً کا ایک معنیٰ ترتیب دینا لکھا ہے اور وہ معنیٰ یہاں صحیح ہے۔لہٰذا اب یہ معنیٰ ہوگا۔مستحب ہے وضوء کرنے والے کے لئے وضوء کو ترتیب دینا یعنی ترتیب سے وضوء کرنا۔اور باقی چار احتمال صحیح نہیں ہیں کیونکہ مجرد کے تین احتمالوں میں سے یَرْتُبُ (از باب نصر ینصر) احتمال مستعمل ہے لیکن اس کا معنیٰ یہاں صحیح نہیں بنتا۔کیونکہ لغت کی کتابوں میں رَتَبَ یَرْتُبُ رَتْباً کے دو معنیٰ لکھے ہیں۔ ۱:۔قائم و ثابت ہونا ۲:۔سیدھا کھڑا

ہونا۔ یہاں ان دو معنوں میں سے کوئی معنیٰ صحیح نہیں بنتا۔اسی طرح یُـرَتِّـبُ (از باب افعال)والا احتمال بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ لغت کی کتابوں میں اَرْتَـبَ یُرْتِبُ اِرْتَابًا کے کئی معنے لکھے ہیں۔ ا:۔سیدھا کھڑا ہونا ۲:۔باوجود بے نیازی کے سوال کرنا ۳:۔نصب کرنا ۴:۔کھڑا کرنا اور یہاں وضوء کے مستحبات کے بیان میں ان معنوں میں سے کوئی معنیٰ بھی صحیح نہیں بنتا۔لہٰذا جب ان چاروں احتمالات میں سے کوئی احتمال بھی صحیح نہیں ہے تو پھر یُـرَتِّـبُ والا احتمال صحیح ہے۔

﴿سبق نمبر ۲۰﴾

استاذ: فیبدء بما بدأ الله تعالی بذکرہٖ کا معنیٰ کریں؟

شاگرد: پھر وہ شروع ہوگا اس چیز کے ساتھ۔

استاذ: ' چیز ' سے کیا مراد ہے؟

شاگرد: چیز سے مراد ترتیب ہے۔

استاذ: جب چیز سے مراد ترتیب ہے تو پھر آپ لفظِ ما کا معنیٰ ترتیب کریں۔ چیز کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ لفظ ما کا معنیٰ چیز وہاں پر کیا جاتا ہے جہاں ما کے اندر عموم مقصود ہو جیسے واعلموا انما غنمتم من شیءٍ کے اندر ما میں عموم مقصود ہے لہٰذا اس کا معنیٰ چیز کریں گے تاکہ ما کا معنیٰ مال غنیمت میں حاصل ہونے والی ہر چیز کو شامل ہو جائے۔

استاذ: بذکرہٖ میں ہٖ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

شاگرد: بذکرہٖ کی ہٖ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہیں۔

استاذ: پھر اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر شروع ہوگا اس ترتیب کے ساتھ کہ شروع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کے ساتھ۔اور یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مطلب کے اندر مابعد کلام کا ماقبل کلام کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔

شاگرد: استاذ جی آپ کی اس نوک جھونک سے اللہ پاک نے بذکرہٖ کی ہٖ ضمیر کا مرجع مجھ پر منکشف کر دیا ہے۔لہٰذا اب میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عرض کرتا ہوں کہ بذکرہٖ کی ہٖ ضمیر کا مرجع بما کے اندر لفظ ما ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر صلہ کے

اندر ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے لہٰذا اب اس عبارت کا صحیح مطلب یہ ہوگا کہ پھر ابتداء کرے اس ترتیب کے ساتھ کہ (بذکرہ) جس ترتیب کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی ہے۔

استاذ: وبالمیامن میں بالمیامن کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: بذکرہٖ پر۔

استاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا عطف بذکرہٖ پر ہے؟

شاگرد: ہم نے معطوف معطوف علیہ کی علامتوں میں یہ علامت پڑھی تھی کہ اگر ایک حرف جر مکرّر (ڈبل) آ جائے تو دوسرے جار مجرور کا عطف پہلے جار مجرور پر ہوگا۔لہٰذا یہاں بھی اسی علامت کے پیش نظر بالمیامن کا عطف بذکرہٖ پر کیا گیا ہے۔

استاذ: اگر بالمیامن کا عطف بذکرہٖ پر کریں تو پھر عبارت یوں بن جائے گی فیبداء بما بدا اللہ تعالیٰ با لمیامن ۔اب اس عبارت کا مطلب یہ بن جائے گا کہ پھر وہ وضوء کرنے والا شروع ہو اس ترتیب کے ساتھ کہ شروع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ دائیں جانب کے ساتھ۔تو یہ مطلب تو صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں پر بالمیامن (دائیں جانب) کا اثبات متوضی کے افعال میں مقصود ہے نہ کہ اللہ پاک کے افعال میں ۔کیونکہ اللہ پاک کے تمام افعال جہات سے پاک ہیں۔لہٰذا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے معطوف معطوف علیہ کی اس علامت کو مکمل طور پر پڑھا نہیں عطف کی مکمل علامت یہ ہے کہ ایک حرف جر مکرّر آ جائے تو دوسرے جار مجرور کا عطف پہلے جار مجرور پر ہوگا بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو اور یہاں معنیٰ ٹھیک نہیں ہے۔لہٰذا یہ عطف بھی صحیح نہیں ہے۔

شاگرد: بالمیامن کا عطف بما بدأ اللہ تعالیٰ پر ہے۔اور اب عبارت یوں بن جائے گی فیبدأ بالمیامن ،کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو عبارت معطوف علیہ کے ساتھ لگتی ہے وہی عبارت معطوف کیساتھ لگے گی لہٰذا اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر شروع ہو وضوء کرنے والا دائیں جانب سے مثلاً پہلے دایاں ہاتھ دھوئے اور دایاں پاؤں دھوئے۔استاذ جی کیا یہ مطلب صحیح ہے؟

استاذ: جزاک اللہ احسن الجزاء۔میرے عزیز یہ مطلب بالکل صحیح ہے۔

استاذ: التوالی کا عطف کس چیز لفظ ہے؟

شاگرد: المیامن پر ہے۔

استاذ: اگر التوالی کا عطف المیامن پر کریں تو یہ بھی بواسطہ عطف کے متعلق ہو جائے گا بَدْأً کیساتھ۔ اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر ابتداء کرے وہ وضوء کرنے والا پے در پے یعنی بار بار وضوء کی ابتداء کرے۔ بظاہر اس کی صورت یہ ہوگی کہ ٹونٹی کھول کر یا لوٹے کے ذریعے ہاتھ دھولے پھر ٹونٹی بند، پھر ٹونٹی کھول کر ہاتھ دھولئے پھر ٹونٹی بند اسی طرح تیسری بار ٹونٹی کھول کر ہاتھ دھوئے اور ٹونٹی بند کرلے تاکہ خوب پے در پے ابتداء ہو جائے۔ کیا آپ وضو کی ابتداء ایسے کرتے ہیں؟

شاگرد: جی نہیں، بلکہ ایک ہی بار ٹونٹی کھول کر تین بار ہاتھ دھو لیتے ہیں۔ استاذ جی آپ کی اس باریک گرفت سے مجھے اپنی بیان کردہ ترکیب میں غلطی کا احساس ہوا ہے کیونکہ اس عبارت میں مقصود پے در پے اعضاء کے دھونے کو بیان کرنا ہے اور اعضاء کا پے در پے دھونا ابتداء میں پایا ہی نہیں جا سکتا لہٰذا صحیح ترکیب یہ ہے کہ التوالی کا عطف ماقبل ان ینوی الطهارة پر ہے۔ اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ مستحب ہے وضوء کرنے والے کے لئے اعضاء کو پے در پے دھونا۔ یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ فوراً دوسرا عضو دھولے۔ اور یہ مطلب بالکل ٹھیک ہے اور اسی طرح مَسْحُ الرقبه کا عطف التَّوالی پر قُرْبًا ہے یعنی یہ معطوف علیہ قریب ہے اور ان یَّنوی الطهارةَ پر بُعدًا ہے یعنی یہ معطوف علیہ بعید ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ مستحب ہے وضوء کرنے والے کے لئے گردن کا مسح کرنا۔

﴿سبق نمبر ۲۱﴾

والمعانی الناقضة للوضوء کل ما خرج من السبیلین والدم والقیح و الصدید اذا خرج من البدن فتجاوز الی موضع یلحقه حکم التطهیر

استاذ: المعانی الناقضة یہ آپس میں ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت۔

استاذ: موصوف صفت کے درمیان مطابقت ضروری ہے اور یہاں مطابقت نہیں ہے کیونکہ المعانی (موصوف) جمع ہے

اور مذکر ہے اور الناقضۃ (صفت) مفرد ہے اور مؤنث ہے۔

شاگرد: نحویوں کا قاعدہ یہ ہے کہ کل جمع من غیر الجمع المذکر السالم مؤنث بتاویل الجماعۃ یعنی ہر جمع ماسوائے جمع مذکر سالم کے بتاویل جماعۃ کے مفرد مؤنث ہوتی ہے۔لہٰذا اس قاعدے کی بناء پر المعانی جمع مذکر کی تاویل جماعۃ مفرد مؤنث کے ساتھ کی جائے گی۔تاویل کا مطلب یہ ہے کہ یہاں ذکر المعانی کا ہے لیکن مراد یہاں پر معانی کی جماعۃ ہے۔اور جماعۃ کا لفظ اگرچہ معناً جمع ہے لیکن لفظاً اور صورتاً مفرد مؤنث ہے۔اور آگے الناقضۃ (صفت) بھی مفرد مؤنث ہے۔تو اس طریقے سے موصوف صفت کے درمیان مطابقت ہوگئی۔

اور یہاں یوں بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ ہر مفرد مذکر لایعقل کی جمع بتاویل جماعۃ کے مفرد مؤنث ہوتی ہے۔

استاذ: قدوری کے اندر کتاب الصوم کے شروع میں الاعواض المشار الیھا۔۔۔الخ موصوف صفت ہیں۔لیکن ان کے درمیان مطابقت نہیں ہے۔کیونکہ الاعواض (موصوف) جمع مذکر ہے اور المشار الیھا (صفت) مفرد مذکر ہے۔ان کے درمیان مطابقت کیسے پیدا ہوگی؟

شاگرد: نحویوں کا ایک اور قاعدہ یہ ہے کہ کل جمع من غیر الجمع المذکر السالم مذکر بتاویل الجمع یعنی بھی ہر جمع ماسوائے جمع مذکر سالم کے بتاویل جمع کے مفرد مذکر ہوتی ہے۔لہٰذا اس قاعدے کی بناء پر الاعواض (موصوف) جمع مذکر کی تاویل جمع مفرد مذکر کے ساتھ کی جائے گی تاکہ موصوف کے درمیان مطابقت پیدا ہوجائے۔

☆ فائدہ: جب المعانی یا معنا کا لفظ فقہ یا اصول کی کتابوں میں آجائے تو بعض مقامات میں ان کا معنیٰ اسباب، سبب یا علت کریں گے۔اور بعض مقامات پر ان کا معنیٰ حکم کریں گے۔

استاذ: ما خرج من السبیلین۔۔۔۔الخ میں من کونسا ہے؟

شاگرد: یہ من بیانیہ ہے۔

استاذ: من بیانیہ کی تعریف کیا ہے؟

شاگرد: من بیانیہ کی تعریف یہ ہے کہ ماقبل کسی لفظ میں ابہام ہو من کے مدخول کے ذریعے اس ابہام کو دور کردیا جائے۔

جیسے۔فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں الرجس (پلیدی) میں ابہام تھا کہ اس سے مراد کونسی پلیدی ہے من کے مدخول الاوثان نے اس ابہام کو دور کر دیا کہ اس پلیدی سے مراد بتوں کی یعنی کفر اور شرک کی پلیدی ہے۔

استاذ: اگر ما خرج من السبیلین میں من کو بیانیہ بنائیں تو پھر یہ بھی ماقبل کسی لفظ سے ابہام کو دور کرے گا۔اور وہ مبہم لفظ ما خوج میں ما ہے یعنی وہ چیز جو نکلے وہ کیا ہے۔اور بقول آپ کے من السبیلین میں یہ من بیانیہ ہے اور یہ ماقبل سے ابہام کو دور کر رہا ہے۔تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ نکلنے والی چیز خود سبیلین ہے۔حالانکہ یہ مطلب بالکل غلط ہے کیونکہ سبیلین تو نہیں نکلتے بلکہ سبیلین سے نجاست نکلتی ہے۔

شاگرد: استاذ جی! آپ کی اس باریک گرفت سے معلوم ہوا کہ یہ من بیانیہ نہیں بن سکتا۔

شاگرد: یہ من تبعیضیہ ہے۔

استاذ: من تبعیضیہ کی تعریف کیا ہے؟

شاگرد: من تبعیضیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول کسی چیز کا حصہ بن رہا ہے۔جیسے اخذت من الدراھم ای بعض الدراھم

استاذ: اگر من تبعیضیہ بنائیں تو پھر معنٰی ہوگا بعض سبیلین نکلیں۔حالانکہ یہ مطلب بھی صحیح نہیں۔

شاگرد: من تعلیلیہ ہے۔

استاذ: من تعلیلیہ کی تعریف کیا ہے؟

شاگرد: من تعلیلیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول کسی چیز (یعنی فعل وغیرہ) کا سبب بن رہا ہے۔ جیسے الاحداد (عورت کا سوگ منانا) ان تترک الطیب والزینة والدھن والکحل الامن عذر .

استاذ: اگر من تعلیلیہ بنائیں تو پھر معنٰی یہ ہوگا کہ سبیلین کی وجہ سے کوئی چیز نکلے۔حالانکہ یہ مطلب بھی صحیح نہیں۔کیونکہ اگر محض سبیلین کی وجہ سے نجاست نکلے تو پھر نجاست کا دروازہ بند ہی نہ ہو۔کیونکہ وہ تو ہر وقت ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

شاگرد: استاذ جی! آپ ہی شفقت فرمائیں اور ہمیں بتلائیں کہ یہ کون سا "مِنْ" ہے۔

استاذ: میرے عزیز یہ من ابتدائیہ ہے اور من ابتدائیہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں الی ہو خواہ مذکور ہو

یا محذوف ہو یا ایسا حرف ہو جو الیٰ کے معنٰی میں ہو۔ مثال مذکور کی سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ مثال محذوف کی ما خرج من السبیلین ای الیٰ الظاھر۔ مثال ایسے حرف کی جو الیٰ کے معنٰی میں ہو۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ اصل میں اعوذ من الشیطٰن الرجیم باللہ تھا یہاں باالیٰ کے معنٰی میں ہے پھر اس جار مجرور کو مقدم کر دیا گیا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ای التجیٔ الی اللہ ہو گیا۔

﴿سبق نمبر۲۲﴾

استاذ: اذا خرج من البدن۔۔۔۔۔الخ میں اذا کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: یہ خَرَجَ کے لئے مفعول فیہ ہے۔

استاذ: اگر یہ خرج کے لئے مفعول فیہ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ خارج من السبیلین یعنی سبیلین سے نکلنے والی چیز اس وقت ناقض الوضوء ہوگی جب خون پیپ اور زرد رنگ کا پانی بدن سے نکل کر ایسی جگہ کی طرف بہہ جائے جس کو پاکی کا حکم لاحق ہوتا ہے کیونکہ اذا کے مابعد والے فعل کے واقع ہونے کا زمانہ یہ وقت ہوتا ہے اس فعل کے واقع ہونے کا جس فعل کے لئے یہ اذا مفعول فیہ بن رہا ہے۔

شاگرد: استاذ جی! درگزر فرمائیں مجھے غلط فہمی ہوئی۔ صحیح ترکیب یہ ہے کہ اذا خرج۔۔۔۔۔الخ یہ مفعول فیہ ہے ناقضاً للوضوء حال محذوف کے لئے اور الدم والقیح والصدید یہ تینوں معطوف معطوف علیہ ملکر بتاویل کل واحد ذوالحال۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر بواسطہ عطف کے خبر ہوئے المعانی الناقضہ للوضوء مبتداء کے لئے۔

استاذ: مَوضِعٍ یَلحقهٗ آپس میں ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت۔

استاذ: کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: ہم نے علامات النحو یہ میں موصوف صفت کی علامتوں میں یہ علامت پڑھی تھی کی نکرہ کے بعد فعل آ جائے تو وہ آپس

میں موصوف صفت بنیں گے۔

☆ فائدہ: جب صفت جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں یَلْحَقُهُ جملہ صفت ہے۔ لہٰذا یَلْحَقُهُ کی ہٗ ضمیر مفعول کی، ماقبل موصوف (موضع) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور حکم التطہیر اس کے لئے فاعل موخر ہے۔

استاذ: والقیٔ اذا کان ملأ الفم میں یہ لفظ ملأ پر کیا حرکات ہیں؟

شاگرد: مِلْأَ الْفَمِ یا مَلْأَ الْفَمِ دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

استاذ: کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: لغت کی کتابوں مصباح اللغات وغیرہ سے معلوم ہوا۔

فائدہ: ثلاثی مجرد کی مصادر اور اسی طرح اسمائے جوامد وغیرہ کے شروع کی اور درمیان کی حرکات وسکنات لغت کی کتابوں سے معلوم ہوں گی۔ اور جن صیغوں کا تعلق گردانوں سے ہے انکی حرکات وسکنات کی پہچان صرف گردانوں سے ہوگی اور کلمات کے آخر کے احوال یعنی اعراب اور بناء کی پہچان علم نحو سے ہوگی۔

﴿سبق نمبر ۲۳﴾

والنوم مضطجعا او متکئا الی شیء لو ازیل لسقط عنه

استاذ: مضطجعا ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: حال

استاذ: کس لفظ سے حال واقع ہو رہا ہے؟

شاگرد: النوم سے۔

استاذ: اگر النوم سے حال واقع ہو رہا ہے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ متوضی کی نیند لیٹنے والی ہے۔ اور خود متوضی شاید کہ ساری رات مطالعے میں مشغول رہتا ہو۔ اور یہ مفہوم صحیح مطلب کے بالکل خلاف ہے۔

شاگرد: مجھے غلط فہمی ہوئی۔ مضطجعا۔نوم مصدر کا مضاف الیہ فاعل متوضی محذوف ہے اس سے یہ حال واقع ہو رہا ہے۔اصل میں عبارت یوں تھی نوم المتوضی مضطجعا، پھر مضاف الیہ (جو کہ معناً فاعل ہے) کو حذف کر کے اس کے عوض میں مصدر پر الف لام داخل کر دیا تو النوم ہو گیا۔تو اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ متوضی کا سونا اس حال میں کہ وہ پہلو کے بل لیٹنے والا ہو۔یہ مطلب اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ صحیح ہے۔

استاذ: الحمدللہ یہ مطلب صحیح ہے۔میرے عزیز! اب آپ بتائیے کہ لسقط عنه میں عنہ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

شاگرد: شیء

استاذ: اگر عنہ کی ضمیر کا مرجع شیء کے لفظ کو بنائیں گے تو پھر اس عبارت (او متکئا الی شیء۔۔۔الخ) کا معنیٰ یہ ہو گا کہ متوضی کا سونا اس حال میں کہ وہ تکیہ لگانے والا ہو یا ٹیک لگانے والا ہو ایسی چیز (دیوار یا ستون) کی طرف (لو ازیل) کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو وہ متوضی اس چیز سے گر جائے۔اس فعل سے بظاہر یہ معنیٰ نکلتا ہے کہ وہ متوضی جس چیز دیوار وغیرہ پر سویا ہوا تھا اسکو ہٹایا تو دھڑام سے نیچے گرا۔اور یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ یہاں دیوار پر نہیں سویا بلکہ دیوار وغیرہ کے ساتھ اس نے سہارا لیا ہوا ہے۔

شاگرد: استاذ جی! آپ کی اس باریک گرفت سے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ اس کا مرجع معنوی ہے۔یعنی مصدر مشتق کے ضمن میں موجود ہے۔(مرجع کی مزید تفصیل ''العلامات النحویه'' جملہ فعلیہ کی بحث میں ملاحظہ ہو) اور وہ ہے کہ ازالة الشیء اور عنه کے اندر عن تعلیل کے لئے ہے۔اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا تکیہ لگانے والا ہو ایسی چیز کی طرف کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو وہ (متوضی) گر جائے اس چیز کے ہٹانے کی وجہ سے۔اللہ کے فضل سے امید ہے کہ یہ مطلب صحیح ہے۔

استاذ: الحمدللہ یہ مطلب صحیح ہے۔

والغلبة على العقل بالاغماء والجنون والقهقهة فى كل صلوة ذات ركوع و سجود

استاذ: الغلبة على العقل بالاغماء۔کا کیا معنیٰ ہے؟

شاگرد: عقل پر غلبہ ہونا بے ہوشی کی وجہ سے

استاذ: عقل پر غالب ہونے والی چیز کونسی ہے۔

شاگرد: اغماء (بے ہوشی)۔

استاذ: الجنون کا عطف کس لفظ پر ہے؟

شاگرد: الاغماء پر۔

استاذ: اس عطف کے مطابق معنٰی کریں؟

شاگرد: وضوء کے توڑنے والی چیزوں میں سے ایک چیز عقل پر غلبہ ہونا بے ہوشی کی وجہ سے اور جنون کی وجہ سے۔

استاذ: آپ کے اس معنے سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اغماء اور جنون میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے اس معنے کے مطابق اغماء اور جنون دونوں میں عقل مغلوب ہو رہی ہے۔ حالانکہ اغماء نام ہے عقل کے مغلوب ہونے کا اور جنون نام ہے عقل کے مسلوب ہونے کا۔

شاگرد: مجھ سے غلطی ہوئی الجنون کا عطف الاغماء پر نہیں ہے بلکہ الغلبة علی العقل بالاغماء پر ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ وضوء کے توڑنے والی چیزوں میں سے ایک چیز جنون کا لاحق ہونا بھی ہے یعنی جنون مستقل ناقض للوضوء ہے۔

استاذ: صلوة ذات رکوع آپس میں ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں؟

شاگرد: موصوف صفت۔

استاذ: کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: ہم نے علامات النحو یہ میں موصوف صفت کی علامات کے بیان میں یہ علامت پڑھی ہے کہ نکرہ کے بعد ذات کا لفظ آجائے تو وہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی آپس میں موصوف صفت ہیں۔

﴾سبق نمبر۲۴﴿

وفرض الغسل المضمضة الخ

استاذ: یہ فَرَضَ ہے یا فُرِضَ ہے اگر فَرَضَ پڑھیں تو کیا خرابی لازم آتی ہے؟

شاگرد: پھر یہ فعل بنے گا اور الغسلُ فاعل بنے گا اور معنیٰ ہوگا غسل نے فرض کیا اور یہ معنیٰ صحیح نہیں اس لئے کہ غسل میں کسی چیز کو فرض کرنے کی صلاحیت نہیں۔

استاذ: فُرِضَ پڑھنے میں کیا خرابی ہے؟

شاگرد: پھر یہ فعل مجہول بنے گا اور الغُسلُ نائب فاعل بنے گا اور معنیٰ ہوگا غسل فرض کیا گیا۔اس احتمال میں معنیٰ اگرچہ صحیح ہے لیکن مقصود کے خلاف ہے کیونکہ یہاں غسل کی فرضیت بیان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ فرائضِ غسل بیان کرنا مقصود ہے۔لہٰذا جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ نہ فعل معلوم میں معنیٰ صحیح ہوسکتا اور نہ فعل مجہول میں تو اس (یعنی فَرْضُ) کا مصدر ہونا متعین ہوگیا۔

فرض الغسل المضمضة والاستنشاق

استاذ: الغُسلِ المَضمَضَة یہ دونوں آپس میں موصوف صفت کیوں نہیں بنتے حالانکہ آپ نے موصوف صفت کی علامات میں پڑھا تھا کہ دو اسم الف لام والے آجائیں تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں جیسا کہ الصراط المستقیم۔

شاگرد: خاموش!

استاذ: آپ کھڑے ہوجائیں اور بتائیں کہ کیا یہ موصوف صفت بن سکتے ہیں؟

شاگرد: نہیں اس لئے کہ معنیٰ ٹھیک نہیں بنتا۔

استاذ: کیا معنیٰ بنے گا؟

شاگرد: معنیٰ ہوگا کہ غسل کے فرض ایسا غسل جو کہ کلی ہے۔لہٰذا المضمضة خبر ہے۔

استاذ: غسل سائر البدن یہ آپس میں کیا بن رہے ہیں؟

شاگرد: یہ مضاف مضاف الیہ ہیں۔

استاذ: کیا نشانی ہے؟

شاگرد: دو اسم بغیر الف لام کے ہوں اور ان کے بعد الف والا اسم آ جائے تو یہ آپس میں عام طور پر مضاف الیہ بنتے ہیں۔

وسنة الغسل ان يبدأ المغتسل بغسل يديه وفرجه ويزيل النجاسة

استاذ: یبدأ کس باب سے ہے۔

شاگرد: فتح یفتح سے ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس صیغے کے عین اور لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف حلقی ہو تو وہ عام طور پر فتح یفتح کے باب سے ہوتا ہے۔

استاذ: یہ صیغہ یُزِیْلُ ہے یا یَزِیْلُ ہے کئی ساتھیوں نے یَزِیْلُ پڑھا تھا۔

شاگرد: یہ باب افعال سے مزید کا صیغہ یُزِیْلُ ہے۔ اور معنٰی یہ ہوگا کہ وہ (مغتسل) دور کرلے نجاست کو

استاذ: اگر مجرد سے یَزِیْلُ پڑھیں تو کیا خرابی لازم آتی ہے؟

شاگرد: مجرد پڑھنے کی صورت میں مفہوم اور معنٰی غلط ہوگا وہ یہ کہ نجاست خود ہٹ جائے۔

ثم يتوضأ وضوءه للصلوة الا رجليه

استاذ: ثم يتوضأ وضوءه للصلوة اس کا لفظی ترجمہ کرو۔

شاگرد: پھر وہ وضو کرے مثل وضو کرنے اس کے نماز کے لئے۔ وضوءه مفعول مطلق تشبیہ کے لئے ہے۔

استاذ: الا رجليه میں رجليه کونسا مستثنٰی ہے؟

شاگرد: مستثنٰی متصل ہے۔ یعنی مستثنٰی، مستثنٰی منہ کی جنس سے ہے۔ کیونکہ ماقبل وضوءه کے ضمن میں اعضاء وضو کا ذکر ہے۔

﴿سبق نمبر ۲۵﴾

ثم يفيض الماء على راسه وعلى سائر بدنه ثلاثا

استاذ: یفیض کس باب سے ہے۔

شاگرد: باب افعال سے معنٰی یہ ہوگا پھر وہ بہائے پانی کو اپنے سر پر اور اپنے تمام بدن پر تین مرتبہ۔

استاذ: علىٰ سائر کا عطف کس پر ہے؟

شاگرد: علیٰ راسہ پر ہے۔

استاذ: کیا نشانی ہے؟

شاگرد: ایک حرف جرمکرر (ڈبل) آجائے تو دوسرے جار مجرور کا عطف پہلے جار مجرور پر ہوتا ہے بشرطیکہ معنیٰ صحیح ہو۔

استاذ: ثلاثاً پر آپ نے نصب کیوں پڑھا ہے؟

شاگرد: ثلاثاً ترکیب میں تمیز واقع ہو رہا ہے۔

استاذ: تمیز تو وہ ہوتی ہے جو کسی سے ابہام دور کرے تو یہاں ثلاثاً کس سے ابہام کو دور کر دیتی ہے؟

شاگرد: یفیض الماء میں جو یفیض کی نسبت الماء کی طرف ہے اس سے ابہام کو دور کر رہی ہے۔

ثم ينتحى عن ذالك المكان

استاذ: ثم ينتحى کا عطف کس پر ہے؟

شاگرد: یفیض پر ہے۔

استاذ: ثم ينتحى ۔۔۔ الخ کا کیا معنیٰ ہے؟

شاگرد: اس کا معنیٰ ہے پھر وہ ہٹ جائے یعنی اعراض کرے اس جگہ سے۔

استاذ: اس کا مجرد مادہ لغت میں دیکھو کیا ہے؟

شاگرد: اس کا مجرد مادہ ہے نحو۔

استاذ: نحو کے کتنے معنے آتے ہیں؟

شاگرد: نحو کے لغت میں ۲۵ کے قریب معنے آتے ہیں جن میں سے سات معنے مشہور ہیں۔ ان کو فارسی کے ایک شاعر نے شعر میں ذکر کیا ہے۔ ۔ ہفت معنے درمیان نحواے جانم بجو قصد و مقدار و قبیلہ صرف و نوع و شبہ سو
اوران کی مثال کسی شاعر نے عربی شعر میں بیان کی ہے۔

نحونا نحو نحوک یا حبیبی
قصد طرف قبیلہ
قصد کیا ہم نے تیرے قبیلے کی طرف اے میرے حبیب

نحونا نحو الف من رقیبی
صرف مقدار
ہم پھرے (گزرے) اندازاً ایک ہزار رقیبوں (منتظرین) کے پاس سے

وجدنا هم مراضی نحو قلبی
شبہ
اور ہم نے پایا انکو بیمار مثل اپنے دل کے

تمنوا منک نحوا من زبیبی
نوع
وہ تجھ سے تمنا کر رہے تھے ایک خاص قسم کی کشش کی

☆:۔بعض — اكلتُ نحو السمكة اى بعضها

☆:۔بطریق (راستہ) — هذا النحو السوىّ اى الطريق المستوى

☆:۔فصاحت — مااحسن نحوک فى الكلام اى فصاحتک فى الكلام

☆:۔صیانت (بچانا)

كمانُقِل اذا جاء النحويون يوم القيٰمة فقيل فى حقهم من جانب الله تعالىٰ يا ملائكتى اُنحوهم عن النار كما نحوا كلامى عن الخطايا اى صونوهم من النار كما صانوا كلامى عن الخطايا

(بعض نے اس قول کی نسبت حضرت علیؓ کی طرف کی ہے)

☆:۔اعراض — لم يتنحّىٰ عن ذلک المكان اى يعرض عنه

☆:۔اعتماد — انحىٰ عليه و انتحى عليه اى اعتمد عليه

☆:۔پیروی — نحانحو فلان اى اقتفى اثره

☆:۔تحریف (بدلنا) — نحا الشيء اى حرّفه و منه سمى النحوىّ لانه يحرف الكلام الىٰ وجوه الاعراب

☆:۔میلان — نحا الرجل على احد شقّيه اى مال

☆:۔درکلام خود استعمال اعراب کردن (اپنی کلام میں اعراب استعمال کرنا)

تنحىّ الرجل اى استعمل الاعراب فى كلامه

☆:۔تکیہ کردن (سہارا پکڑنا) انتحى على الشيء اى اعتمد على الشيء

☆:۔زائل نمودن ویکسو کردن (ہٹانا، علیحدہ کرنا) نحيّت الرجل و نحوته عن موضعه اى عزلته

☆:۔پیش آمدن ومعترض شدن (سامنے آنا) انحىٰ عليه ضربا اى اقبل

☆:۔متوجہ شدن (متوجہ ہونا) انحى عليه باللوائم اى اقبل

☆:۔کوشیدن (کوشش کرنا) — انتحی فی الامر ای جَدّ

☆:۔شتابیدن (جلدی کرنا) — انتحی الفرس فی جریہ ای جدّ

☆:۔بازگشتن (واپس ہونا)

۔ واھجرک ھجرانا جمیلا و ینتحی — لنا من لیالینا العوارم اوّلُ

(ینتحی لنا ای یعود لنا) — (والعوارم القباح جمع قبیح)

☆:۔لرزیدن ویازیدن (کانپنا)

۔ وھمّ تاخذا النُحَواءُ منہ — یعلّ بصالبٍ او بالملال

(والملال حرارۃ الحمّی التی لیست بصالب)

اورنحو کی اصطلاحی تعریف یہ ہے

النحو علم باصول یعرف بھا احوال اواخر الکلم الثلث من حیث الاعراب و البناء و کیفیۃ ترکیب بعضھا مع بعض (نحو چند ایسے قوانین کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے آخر کے احوال معلوم ہوتے ہیں اعراب اور بناء کے لحاظ سے ایک کلمے کو دوسرے کلمے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

﴿فوائد متفرقہ در عبارات مختلفہ﴾

☆ **لیس علیٰ المرأة ان تنقض ضفائرها فی الغسل**

لیس اوراسی طرح دیگر افعال ناقصہ کے بعد جار مجرور آجائیں تو وہ (جار مجرور) خبر ہونگے۔اب اگر ان افعال کے اندر ضمیر اسم ہو تو پھر یہ خبر اپنے مقام پر ہے۔اور اگر ضمیر اسم نہ ہو تو پھر یہ جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم ہونگے اور ان کا اسم مؤخر ہوگا۔بالخصوص لیس کے بعد علیٰ آجائے تو عام طور پر اس کا اسم مؤخر ہوتا ہے اور اس کی خبر مقدم ہوتی ہے اور اسکی خبر کا متعلق لازم کا لفظ نکالتے ہیں بشرطیکہ معنیٰ صحیح ہو جیسا کہ **لیس علیٰ المرأة ان تنقض ضفائرها فی الغسل** ۔اور معنیٰ یہ ہوگا" نہیں ہے لازم (ضروری) عورت پر اپنی مینڈھیوں کو کھولنا غسل میں" اور یہ معنیٰ نہیں کریں گے کہ" نہیں ہے عورت پر اپنی مینڈھیوں کو کھولنا غسل میں "۔اسی طرح جہاں علیٰ لزوم کیلئے ہو وہاں بھی اس کا متعلق لازم کا لفظ نکالیں گے جیسے **له علیّ الف درهم** ۔**ان کان للرجل امرء تان حرّتان فعلیه ان یعدل بینهما**۔اور اگر معنیٰ صحیح نہ ہو تو پھر اس کا متعلق لازم کا لفظ نہیں نکالیں گے جیسے **لیس علی المریض حرج .لیس علیکم جناح** ۔

☆ **لـه** کے بعد **اَنْ** آجائے یا لیس کے بعد **لـه** آجائے تو عام طور پر اس کا متعلق جائز محذوف نکالتے ہیں۔خصوصاً فقہ کی کتابوں میں۔

مثال:۔ **فخاف ان اشتغل بالطهارة ان تفوته صلٰوة الجنازة فله ان یتیمم ویصلی**
پس جائز ہے اس کے لئے

وان احضر الشفیع البائع والمبیع فی یده فله ان یخاصمه فی الشفعة

وله ان یرده اذا راٰه

لیس له ان یشتری من یعتق منه

لیس له ان یمسکه

التقاء الختانين من غير انزال

جب غیر پر من کالفظ داخل ہوتو وہ عام طور پر با کے معنٰی میں ہوگا۔

مثال:۔ التقاء الختانين من غير انزال (بغیر انزال)

فان سقطت من غير برء لم يبطل المسح

من غير تعرّض (بغیر در پے ہونے) للادلة والعلل

ولا تجوز الطهارة بماء ن اعتصر من الشجر والثمر

یہاں اعتصر مجہول کا صیغہ پڑھیں گے کیونکہ آگے فاعل بھی ذکر نہیں ہے اور ماقبل جس لفظ (ماء) کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہے اس میں بھی فاعل بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کیونکہ پانی خودنہیں نچوڑتا بلکہ اس کو نچوڑا جاتا ہے۔

ولا بماء غلب عليه غيره

یہ لا نافیۃ الفعل ہے۔ اور لا نافیۃ الفعل وہ ہوتا ہے کہ ماقبل کسی فعل کی نفی یا اثبات ہو پھر دوبارہ اسی فعل کی نفی کرنی مقصود ہو تو وہاں فعل کو حذف کر کے صرف لا ذکر کرتے ہیں۔

مثال:۔ ولا بماء غلب عليه غيره اصل میں لاتجوز الطهارة بماء غلب عليه غيره تھا۔

یا پہلے کسی فعل کا اثبات ہو پھر نفی ہو۔

مثال:۔ ويسمّى اسما لسموه على قسيميه لا لكونه وسما على المعنٰى۔ اصل میں لا يسمّى لكونه وسما على المعنٰى تھا۔

فاخرجه عن طبع الماء

یہاں اخرج میں ھو ضمیر کا مرجع معنوی ہے یعنی مشتق منہ مشتق کے ضمن میں موجود ہے اور وہ ہے غلبة الغير۔

كالاشربة والخل

یہ خبر ہے مبتداء محذوف مثاله کیلئے۔ مثالہ کی ۂ ضمیر بتاویل کل واحد کے ماقبل ممثل لہ کی طرف لوٹ رہی

ہےاور مثل لہ دو چیزیں ہیں ۔۱۔ماء معتصر من الشجرو الثمر ۔۲۔ماء غلب علیه الغیر ۔۔باقی مسئلے کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو باب الماء الذی یجوز به الوضؤ ومالا یجوزبه (هدایة جلد اول صفحہ ۳۲ حاشیہ نمبر ۴)

☆ امّا الماء الجاری

امّـــا دوطریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔۱۔اجمال کی تفصیل کے لئے ۔آگے اجمال سے مراد عام ہے خواہ متکلم کی عبارت میں ہو یا متکلم کے ذہن میں ہو۔اور یہ امّـا ہمیشہ تکرار کے ساتھ آتا ہے جیسے اللہ پاک کا ارشاد فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ٥ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ٥ ۔۔۔۔۔وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا الآیۃ (سورۃ ھود آیت ۱۰۶۔۱۰۸)

اور کبھی امّا ثانی کو قرینے کی وجہ سے حذف بھی کردیا جاتا ہے جیسے اللہ پاک کا ارشاد فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ الآیۃ (سورۃ النساء آیت ۱۷۵) یہاں قرینہ تقابل مؤمنین کا ہے کفار کے ساتھ۔

۲۔کبھی امّا استیناف کے لئے آتا ہے یعنی ابتداء کلام میں اور وہاں کسی اجمال کی تفصیل نہیں ہوتی جیسے کتابوں کے شروع میں خطبے کے اندر امابعد ذکر ہوتا ہے۔امّا الماء الجاری میں بھی امّا استیناف کے لئے ہے۔

☆ فائدہ:۔امّـا کا معنیٰ عام طور پر بہرحال کرتے ہیں اور کبھی یہ لیکن کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔جیسے ہدایہ ثالث باب الاقالہ ص ۷۰ پر ہے

بخلاف البیع لان الزیادۃ یمکن اثباتها فی العقد فیتحقق الربوٰا اما لا یمکن اثباتها فی الرفع

بمعنی لاکن ۱۲

☆ وموت مالیس له نفس سائلة فی الماء لا یفسد الماء

استاذ: وموت مالیس له...... الخ کا معنیٰ کیا ہے؟

شاگرد: اور مرنا اس چیز کا۔۔۔۔۔

استاذ: ما کا معنیٰ چیز وہاں کیا جاتا ہے جہاں ما کے اندر عموم مقصود ہو۔جیسے واعلموا انما غنمتم من شی لیکن جہاں مـــا کا مصداق خاص ہو وہاں معنے کے اندر خاص مصداق کو ظاہر کریں گے۔لہٰذا یہاں یوں معنیٰ کریں گے اور مرنا ان جانوروں کا۔۔۔

: في الماء یہ جار مجرور کس کے ساتھ متعلق ہیں؟

ر: سائلة کے ساتھ

: حرف جر کا کام ہوتا ہے چمٹنا اور چمٹانا، ملنا اور ملانا یعنی حرف جر جس فعل یا شبہ بالفعل کے ساتھ متعلق ہوگا اس کا معنیٰ کھینچ کر اپنے مدخول کے ساتھ چمٹا دے گا بالفاظ دیگر حرف جر جس فعل یا شبہ بالفعل کے ساتھ متعلق ہوگا اس کا جوس نکال کر اپنے مدخول کو پلا دے گا۔ اب اگر في الماء کو سائلة کے ساتھ متعلق کریں تو پھر یہ 'فی' سائلة کے معنیٰ (بہنا) کو اپنے مدخول (المـــاء) کے ساتھ جوڑ دے گا۔ مطلب یہ ہوگا ان جانوروں کا مرنا جن کے لئے پانی میں بہنے والا خون نہ ہو بلکہ خشکی میں بہنے والا خون ہو جیسے گائے بھینس بکری کا خون عام طور پر خشکی پر بہتا ہے یہ مرنا پانی کو خراب نہیں کرے گا۔ حالانکہ یہ مطلب غلط ہے کیونکہ مبتداء اور خبر کے درمیان کوئی ربط اور جوڑ نہیں رہے گا۔ کیونکہ مبتداء میں جانور کے مرنے کا ذکر ہے اور خبر میں پانی کے خراب نہ ہونے کا ذکر ہے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی جوڑ نہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ فلاں کی بھینس مرگئی لیکن میرے لوٹے کا پانی خراب نہیں ہوا

ر: استاذ جی! آپ کی اس باریک اور تفصیلی گرفت سے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے لہٰذا اس کا متعلق موت مصدر ہے۔ اور یہ 'فی' موت کے معنیٰ کو اپنے مدخول کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ مطلب یہ ہوگا ان جانوروں کا پانی میں مرنا جن کے لئے بہنے والا خون نہیں ہے (جیسے مچھر اور مکھی وغیرہ) یہ (مرنا) پانی کو خراب نہیں کرے گا۔

: یہ مطلب صحیح ہے۔

کل اهاب دبغ فقد طهر ــــــــــ

: فقد طهر کے شروع میں فا کیوں لائے ہیں؟

ر: استاذ جی! مجھے معلوم نہیں

: میرے عزیز! آپ کافیہ میں پڑھیں گے جب مبتداء شرط کے معنیٰ کو متضمن ہو تو اس وقت مبتداء کی خبر پر فا کا داخل کرنا صحیح ہے (بشرطیکہ خبر ان مقامات میں سے نہ ہو جن پر فا کا لانا منع ہے جیسے ماضی بغیر قد کے اور فعل جحد بلم کا صیغہ)۔ اور مبتداء آٹھ مقامات کے اندر شرط کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے۔ جن میں سے چار کافیہ میں ذکر ہیں اور

چار شرح جامی میں ذکر ہیں۔

جب مبتداء اسم موصول ہو آگے اس کا صلہ فعل یا ظرف ہو۔

جیسے الذی یاتینی فله درهمٌ، الذی فی الدار فله درهمٌ۔

مبتداء نکرہ موصوفہ ہو آگے اس کی صفت فعل یا ظرف ہو۔

جیسے کل رجل یاتینی فله درهمٌ، کل رجل فی الدار فله درهمٌ۔

مبتداء موصوف ہو اس اسم موصول کے ساتھ جس کا صلہ فعل یا ظرف ہو۔ جیسے۔ الرجل الذی یاتینی درهمٌ، الرجل الذی فی الدار فله درهمٌ۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِی تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهُ مُلٰقِیْکُمْ الآیة۔

مبتداء مضاف ہو اس نکرہ موصوفہ کی طرف جس کی صفت فعل یا ظرف ہو۔ جیسے کل غلام رجل یاتینی درهمٌ، کل غلام رجل فی الدار فله درهمٌ۔

میرے عزیز! اس تفصیل سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہاں فقد طهر میں فا کیوں لائے ہیں۔

شاگرد: جی استاذ جی! فقد طهر میں فا اس لیے لائے ہیں کہ یہاں مبتداء نکرہ موصوفہ ہے۔ آگے اس کی صفت فعل اور یہ مبتداء شرط کے معنے کو متضمن ہے لہٰذا اس کی خبر پر فا کا داخل کرنا صحیح ہے۔

☆ واذا وقعت فی البیر نجاسة نزحت وکان نزح ما فیها من الماء طهارة لها۔

استاذ: وکان نزح ما فیها من الماء میں من کونسا ہے؟

شاگرد: یہ من بیانیہ ہے۔

استاذ: اگر یہ من بیانیہ ہے تو یہاں دو چیزوں کے پہچاننے کی ضرورت ہوگی۔ ۱۔ ابہام۔ ۲۔ رفع ابہام۔ لہٰذا آپ بھی چیزیں پہچان کر بتائیں۔ (ثابت کر کے دکھائیں۔)

شاگرد: وکان نزح ما فیها میں ما کے اندر ابہام ہے کیونکہ اس عبارت کا معنٰی یہ ہے کہ ہوگا اس چیز کا نکالنا جو اس کے اندر ہے اب یہاں چیز کے اندر ابہام ہے کہ وہ کیا ہے۔ وہ کنویں کا پانی ہے۔ ریت ہے یا کنویں کی انٹیں۔ من الماء نے ابہام کو دور کر دیا کہ یہاں ما یعنی چیز سے مراد پانی ہے۔

ز: اگر ما کے بعد من بیانیہ آجائے تو وہاں بامحاورہ ترجمہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ من کے مدخول کو اُٹھا کر ما کی جگہ رکھ دیں اور شروع میں 'اس' یا 'ان' کا لفظ لگا دیں تو ترجمہ بامحاورہ اور آسان ہو جائے گا۔ اب یہاں اس طریقے سے معنٰی کریں۔

ر: ہوگا اس پانی کا نکالنا جو اس کنویں کے اندر ہے طہارۃ (پاکی) اس کنویں کے لئے ۔

ولا تنكحوا مانكح آباؤكم من النساء ـ ـ

ز: ولا تنكحوا مانكح آباؤكم من النساء میں من کونسا ہے؟

ر: یہ من بیانیہ ہے۔

ز: بامحاورہ ترجمہ کریں؟

ر: اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں کے ساتھ جن کے ساتھ تمھارے باپ (یا دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہے۔

ز: من بیانیہ کی مختلف کتابوں سے اور بھی مثالیں بیان کریں۔

ر: **وكان نزح جميع ما فيهامن الماء (قدوری)**

وضعوا مسائل من كل جلیّ و دقيق (هداية اول)

لما صدر منهم من الخلل والاضطراب (نور الانوار)

ولم يشتغل بحله احد من الشراح الذين سبقونا (نور الانوار)

وخِلصُ اخوانی من الخطباء معظمة للحرم (نور الانوار)

ت:۔ من بیانیہ کی نشانی یہ ہے کہ کسی مبہم لفظ کے بعد من آجائے تو وہ من بیانیہ ہوگا۔

فائدہ:۔ جس لفظ سے ابہام دور کیا جائے اس کو مبین کہتے ہیں۔ عام طور سے یہ مقدم ہوتا ہے اور من بیانیہ مؤخر ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی من بیانیہ مقدم ہوگا اور مبہم لفظ یعنی مبین مؤخر ہوگا۔ جیسے **وشفی من العليل فی تا ئيد كلمة التوحيد من كان على شفا** (مشکوٰۃ المصابیح ص١٠)۔ یہاں **من العليل** میں من بیانیہ مقدم ہے اور مبین **من كان على شفا** ہے۔

و علّم من البیان مالم نعلم (تلخیص المفتاح)۔یہاں من البیان میں من بیانیہ مقدم ہے اور مبین مالم نعلم ہے۔اصل میں عبارت یوں تھی وعلم مالم نعلم من البیان۔اور سکھلائی وہ چیز (نعت) جس کو ہم نہیں جانتے تھے۔وہ چیز کیا ہے اس میں ابہام ہے من البیان نے اس ابہام کو دور کردیا کہ وہ چیز (نعت) بیان ہے۔اس مقام پر رعایت سجع یعنی دو جملوں کا آخری حرف ایک جیسا کرنے کے لئے من البیان کو مقدم کردیا۔

☆ فائدہ:۔کبھی کبھی من بیانیہ کو حذف کردیا جاتا ہے ماقبل کے قرینے سے جیسے نزح جمیع مافیہ اصغر الحیوان او کبر (قدوری). اب یہاں ما کا بیان من الماء محذوف ہے ماقبل کے قرینے سے کیونکہ ماقبل قریب عبارت میں من الماء یہ لفظ ما کا بیان بن رہا ہے۔

☆ ضابطہ:۔

من بیانیہ کا ماقبل مبہم لفظ تین حال سے خالی نہیں ۱۔معرفہ ہوگا۔۲۔نکرہ مخصصہ ہوگا۔۳۔نکرہ محضہ ہوگا۔اگر معرفہ ہو یا نکرہ مخصصہ ہو تو ترکیب میں ظرف مستقر حال واقع ہوگا۔مثال معرفہ کی جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ مثال نکرہ مخصصہ کی جیسے جاء نی رجل عالم من بن تمیم ۔اگر نکرہ محضہ ہو تو پھر وہ ترکیب میں ظرف مستقر صفت واقع ہوگا جیسے جاء نی رجل من بن تمیم ۔

☆ مابین اربعین دلوا الٰی خمسین۔

کبھی کبھی تمیز کو ماقبل کے قرینے سے حذف کردیا جاتا ہے جیسے مذکورہ عبارت میں خمسین کی تمیز محذوف ہے ماقبل اربعین دلوا کے قرینے سے ۔

☆ فان نزح منها بدلو عظیم قدر مایسع من الدلاء الوسط احتسب به ۔

استاذ: اس عبارت کے چند الفاظ کی مختصر ترکیب کریں پھر ضمیر غائب کے مراجع کی رعایت کرتے ہوئے لفظی ترجمہ کریں۔

شاگرد: نزح کا نائب فاعل قدرُ مایسع ہے۔اور یسع اصل میں یسعه تھا اور یسع کے اندر ھو ضمیر فاعل

دلو عظیم کی طرف لوٹ رہی ہے اور یسعہ کی • ضمیر مفعول کی ماموصولہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔(کیونکہ صلے میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔اور یہاں محذوف ہے)۔اور من الدلاء الوسط یہ ما کے لئے بیان ہے یعنی یہاں ما سے مراد الدلاء الوسط (درمیانے ڈول) ہیں۔احتسب به یہ جزاء ہے اور احتسب کے اندر ھو ضمیر نائب فاعل کی طرف لوٹ رہی ہے دلو عظیم کی طرف اور به کی • ضمیر لوٹ رہی ہے ما کی طرف جس سے مراد الدلاء الوسط (درمیانے ڈول) ہیں۔اس عبارت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ پس اگر نکال لی جائے اس کنویں سے ان درمیانے ڈولوں کی مقدار جن کی گنجائش رکھتا ہے وہ بڑا ڈول تو حساب لگایا جائے گا اس بڑے ڈول کا ان درمیانے ڈولوں کے ساتھ۔(کہ کتنے درمیانے ڈول اس بڑے ڈول میں سما سکتے ہیں)۔

وان کان البیر معینا لا ینزح ووجب نزح ما فیها ....الخ

یہ فعل مضارع امکانی ہے اور اس کے معنٰی میں کرسکتا یا نہ کرسکتا کے لفظ آئیں گے لہٰذا یہاں معنٰی یوں ہوگا کہ اگر وہ کنواں جاری ہو کہ نہ نکالا جاسکتا ہو اس کنویں کا پانی اور واجب ہو کنویں کا سارا پانی نکالنا تو نکالیں گے پانی کی وہ مقدار جو کنویں کے اندر موجود ہے۔

وعن محمد بن الحسن انه قال.......... الخ

یہ عن جار مجرور نقل یا منقول محذوف کے ساتھ متعلق ہے۔اور احادیث کے شروع میں عن مثلاً عن ابی هریرة رضی الله عنه یہ رُوِی یا مَروی محذوف کے ساتھ متعلق ہوتا ہے

واذا وجد فی البیر فارة میتة......... الخ

واذا وجد فی البیر فارة میتة الخ یہ شرط ہے تو اس کی جزاء کون سی ہے؟

: اعادوا صلوٰة یوم ولیلة.... الخ یہ جملہ جزاء ہے کیونکہ ہم نے العلامات النحویہ میں پڑھا تھا کہ شرط کی جزاء اگر فعل ماضی کا صیغہ ہو یا فعل جحد بلم کا صیغہ ہو تو وہ ہوگی جس کے شروع میں واؤ، فا، ثم وغیرہ نہ ہو۔

☆ وسور الادمی وما یو کل لحمہ طاھر.......... الخ

یہاں سور الادمی وما یُو کل لحمہ مبتداء ہے اور مبتداء کہتے ہیں جو پیاسی ہو کیونکہ ایک آدمی لوگوں ک
سامنے بار بار کہتا رہے آدمی کا جوٹھا، آدمی کا جوٹھا، اس سے لوگوں کی پیاس نہیں بجھے گی۔ اور یہاں طاہر خبر ہے اور خ
کہتے ہیں روح افزاء کے ٹھنڈے شربت کو۔ یعنی اس خبر کے سننے کے بعد لوگوں کو ایسا اطمینان حاصل ہو گا جیسے سخ
گرمی کے موسم میں روح افزاء کا شربت پینے سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ وسباع البهائم ....وسباع الطیور

یہاں اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے یعنی چیرنے پھاڑنے والے چوپائے اور چیرنے پھاڑنے والے پرندے۔

☆ وما یسکن فی البیوتمثل الحیة والفارة مکروه

ما یسکن فی البیوت موصول صلہ ملکر مبتداء مکروہ خبر اور درمیان میں مثل الحیة والفارة مثال ہے۔ ا
مثال جملہ معترضہ ہوتی ہے اور اس کا ترکیبی اعتبار سے نہ ماقبل سے تعلق ہوتا ہے اور نہ مابعد کیساتھ۔

☆ وبِاَیِّهِمَا بدأ جاز۔۔۔۔۔۔۔الخ

بـا جار ایهـما اسم شرط مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے بدا فعل کے ساتھ بدا فعل ھو ضمیر فاعل راجع بسو۔
انسان۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شرط۔ جاز جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔ اس جم
کا معنٰی یہ ہے کہ وہ ان دونوں (وضوٗ اور تیمم) میں سے جس کے ساتھ بھی ابتداء کرے جائز ہے۔

﴿فوائد شتیٰ﴾

اِنَّ دس مقام میں مکسور پڑھا جاتا ہے۔

۱۔ ابتداء کلام میں جیسے اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔

۲۔ صلہ کے مقام میں جیسے جاء الذی ان اباہ قائم۔

۳۔ واؤ حالیہ کے بعد جیسے جاء زید و انّ المرأۃ قائمۃ۔

۴۔ نداء کے بعد جیسے یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ۔

۵۔ حرف افتتاح کے بعد جیسے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ الآیۃ۔

۶۔ حرف تصدیق کے بعد جیسے (نعم حرف تصدیق کے جواب میں واقع ہوتا ہے) ازید فاضل کے جواب میں نعم انّ زیدا فاضل

۷۔ حتیٰ ابتدائیہ کے بعد (نہ کہ حتیٰ عاطفہ اور جارہ کے بعد کیونکہ ان کے بعد اَنّ مفتوحہ آتا ہے۔ عرفتُ امورک حتی انّک صالح) جیسے مرض فلان حتی اِنّھم لا یرجونہ۔

۸۔ جواب قسم میں جیسے۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔

۹۔ قول بمعنیٰ حکایت (کسی بات کا نقل کرنا) کے بعد (نہ کہ قول بمعنیٰ ظن اور تکلم کے بعد کیونکہ ان کے بعد اَنّ مفتوحہ آتا ہے۔ جیسے تقول اَنّ زیداًقائم. ای تظن و تکلم) جیسے قال زید اِنّ عمروا قائم ای حکیٰ۔

۱۰۔ مبتداء کی خبر میں جیسے زید اِنّ اباہ قائم۔

اَنّ مفتوحہ دو قسم پر ہے۔

۱۔ فعل معلوم مشتق من الانین (رونا) جیسے اَنّ زید یوم الخمیس۔

۲۔ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے یعنی اس کو مفرد کے حکم میں کر دیتا ہے بخلاف اِنّ کے کہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس میں کوئی تغیر و تبدل پیدا نہیں کرتا۔ جیسے ان زیدا قائم۔

☆ اَنّ سات مقام میں مفتوح ہوتا ہے۔

۱۔مضاف کے بعد جیسے بتخییل ان کتابه هذا. اعجبنی اشتهار انک قائم۔

۲۔حرف جر کے بعد جیسے لِاَنَّکَ کُنْتُ بِنَا بَصِیْرًا۔

۳۔مقام فاعل میں جیسے بلغنی انک قائم.

۴۔مقام مفعول میں بشرطیکہ قول کے لئے مقولہ نہ ہو جیسے کرهت انک قائم۔

۵۔اور مقام مبتداء میں جیسے اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ۔

۶۔لولا کے بعد جیسے لو لاانک قلت للناس ۔۷۔لو کے بعد عند البعض لو انک قاری

☆ علم یعلم کے بعد اَنّ پڑھیں گے لیکن اگر اس کی خبر پر لام تاکید کا داخل ہو تو اِنّ پڑھیں گے۔
ولقد علمت الجنة اِنّهم لمحضرون.

☆فائدہ:

بضم المهمله میں مهمله کا مطلب بغیر نقطے والا حرف اور بضم المعجمه میں معجمه کا مطلب نقطے والا حرف۔ جبکہ فوقانیه کا مطلب کسی حرف کے اوپر دو نقطے ہونا جیسا کہ 'ت' اور تحتانیه کا مطلب کسی حرف کے نیچے دو نقطے ہوں۔

﴿ فوائد مضاف مضاف الیہ ﴾

کبھی کبھی مضاف محذوف ہوتا ہے۔

: والعاقبة للمتقين ای حسن او خير العاقبة للمتقين

جب مضاف کی نسبت اپنی ذات کی طرف ہو اور مضاف الیہ ضمیر واقع ہو تو وہاں ضمیر کا ترجمہ "اس کا یا تمھارا" وغیرہ نہیں کریں گے بلکہ "اپنا یا اپنی" وغیرہ کریں گے۔

: سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ. (پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو)۔ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ۔ (پس دھوتم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو) اذ استيقظ احدكم من منامه فلايغمسن يده فى الاناء

عدد چاہے موصوف ہو یا صفت، مضاف ہو یا مضاف الیہ ترجمہ ہمیشہ عدد سے کریں گے۔

: واذا وكله بشراء عشرة ارطال لحم (اور جب اس کو وکیل بنایا دس رطل گوشت خریدنے کے ساتھ)

جب کئی لفظ مضاف مضاف الیہ واقع ہوں تو ترجمہ آخری مضاف الیہ سے کریں گے۔

: وهى لنفى مضمون الجملة فى زمان الحال۔ (وہ لیس جملے کے مضمون کی نفی کے لئے آتا ہے زمانہ حال میں)

وهى مايسال بهاعن تعين احد الامرين. خوف فوت وقت صلوٰة جنازه .

اور اگر آخری مضاف الیہ سے ترجمہ صحیح اور بامحاورہ نہ بن سکے تو پھر ترجمہ مضاف سے کریں گے مضاف الیہ سے نہیں

: اوّل وقت الظهر (ظہر کا پہلا (اوّل) وقت) بمثل قيمته الافى عبده.

جب اسم تفضیل کا صیغہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو تو ترجمہ میں عام طور پر "میں سے" کا لفظ آتا ہے۔

: اوجز كتب الاصول متناً وعبارةً. (اصول کی کتابوں میں سے زیادہ مختصر تھی متن اور عبارت کے اعتبار سے) (نور الانوار)

ان انكر الاصوات لصوت الحمير

مضاف مضاف الیہ مل کر ہمیشہ جملہ کا جزء بنتے ہیں۔ آگے جزء بننے کے کئی مطلب ہیں۔

۱۔ مبتداء بنا جیسے مطل الغنيّ ظلمٌ ، طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم و مسلمة

۲۔ خبر بنا جیسے الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر

۳۔مبتداء اورخبر دونوں بنا جیسے اول الناس ، اول ناس

۴۔فاعل بنا جیسے وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ

۵۔مفعول بنا جیسے اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ، وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ، وَمَکَرُوْا مَکْرَهُمْ ، وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ، وَجَعَلْنَا هَا وَ ابْنَهَا اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ.

۶۔حال بنا جیسے لا الٰه الا الله وحده لا شریک له
بتاویل منفردا

﴿ فوائد موصوف صفت ﴾

☆ ہر صیغہ صفت کا اپنے موصوف کو چاہتا ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف۔

مثال مذکور کی: اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

مثال محذوف کی: القصاص واجب لقتل محقون الدم (ای رجل محفوظ الدم)(قدوری)

☆ اور اگر صیغہ صفت کے بعد جار مجرور آ جائیں تو جار مجرور کو صیغہ صفت کیساتھ متعلق کر کے موصوف کی صفت بنائیں گے

مثال: المعانی الناقضة للوضوء

☆ جب کوئی صفت مؤنث کے ساتھ خاص ہو جائے تو اس کے آخر میں ''ۃ'' کالانا ضروری نہیں ہے۔اب حیض عورت کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس کے آخر میں کبھی ''ۃ'' آئے گی اور کبھی نہیں آئے گی۔

مثال: ولایجوز للحائض ولا لجنب قراءة قرآن

☆ اگر کوئی اسم منسوب کئی ناموں کے بعد آ جائے تو پہلے کو صفت بنائیں گے اور اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر آخری نام کو صفت بنائیں گے۔

مثال: احمدُ بنُ محمدِ بن جعفر البغدادیُّ

☆ جب اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے بعد یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت نام کے بعد یا اسی طرح کسی اور علم کے بعد کوئی ایسا لفظ آ جائے جو صفت والے معنیٰ پر دلالت کرے تو وہ آپس میں موصوف صفت بنیں گے۔

مثال: والصلوٰة علی سید الانبیاء محمدٍ المصطفیٰ

﴿ فوائد جمله فعلیه ﴾

اگر فاعل اور مفعول کا پتہ نہ چل رہا ہو تو ترجمہ کر کے دیکھو کہ اس کے اندر فاعل بننے کی صلاحیت ہے بھی یا نہیں اسی طرح مفعول میں بھی ترجمہ کر کے دیکھو کہ مفعول بننے کی صلاحیت ہے یا نہیں۔

ل:۔ یستوعب راسه اس میں هو ضمیر فاعل ہے اور راسه یہ مفعول ہے کیونکہ راس میں فاعل بننے کی صلاحیت موجود نہیں۔ قصد الفرض الرباعی (اس کو مفعول بنایا جائے گا)

ویحفر القبر ویلحد ویدخل من قبل القبلة (کنز الدقائق ۵۳)

- جب ترکیب میں فاعل (یا کوئی صیغہ) پوچھا جائے گا تو معنی مراد نہیں لیتے بلکہ جو لفظ فاعل بن رہا ہے وہ بتاتے ہیں جیسے فاغسلوا وجوهکم میں فاعل "وضو کرنے والا" نہیں بتلائیں گے بلکہ واؤ ضمیر بتائیں گے اور پھر بعد میں ترجمہ میں اس ضمیر کا مصداق ظاہر کریں گے۔
- فعل مضارع کا وہ صیغہ جس کے ترجمے میں اسم مفعول والا صیغہ آئے وہ عام طور پر مجہول کا صیغہ ہوگا جیسے یستحب کا ترجمہ مستحب اور یکرہ کا ترجمہ مکروہ اور اسی طرح یختص کا ترجمہ مختص اور یندب کا مندوب کرتے ہیں یہ سب فعل مضارع مجہول کے صیغے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی معلوم میں بھی مجہول کا ترجمہ کرتے ہیں جیسے و ان قدم او اخر.
- مسائل کے مقام میں یُستحب کے بعد عام طور پر اَنْ کا لفظ آتا ہے اور یستحب کا نائب فاعل اَنْ سے شروع ہوتا ہے اور وہ جملہ بتاویل مصدر ہو کر یُستحب کے لئے نائب فاعل بن جاتا ہے۔

س:۔ یستحب للمتوضی ان ینوی الطهارة.

اَنْ اور اَنَّ یہ کلام کے درمیان میں آتے ہیں اور اِنْ اور اِنَّ یہ کلام کے شروع میں آتے ہیں یعنی جہاں سے کوئی نئی بات شروع ہو رہی ہو۔ اَنْ اور اَنَّ کا ترجمہ اردو میں کرتے وقت ماقبل کلام کے ساتھ ملانے کے لئے "یہ کہ" یا "یہ بات" کا لفظ لائیں گے اور اگر اَنْ اور اَنَّ فاعل اور نائب فاعل کی جگہ پر بھی ہوں تو پھر بھی یہی ترجمہ کریں گے اور اگر اَنْ اور اَنَّ مفعول بہ بن رہا ہو تو ترجمے میں "کہ" یا "یہ کہ" یا "اس بات کا" کے لفظ لائیں گے۔ اور کبھی اختصار کی وجہ سے یا مصدری معنٰی کرنے کی وجہ سے ان الفاظ کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔

مثال:۔ يُرِيْدُ اللهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ (اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہو)

يستحب للمتوضى ان ينوى الطهارة (مستحب ہے متوضی کے لئے یہ کہ نیت کرے وضوء کی)

☆ اور بعض دفعہ اَنْ مخففہ من المثقلہ یا اِنْ مخففہ من المثقلہ بھی آتا ہے

مثال:۔ واخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين یہ اَنْ اصل میں ''اَنّه'' تھا۔

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ ۔اور یہ اِنْ اصل میں ''اِنّه'' تھا۔

☆ اگر کوئی عامل ماضی پر داخل ہو تو وہ ماضی پر لفظاً تو عمل نہیں کرے گا لیکن محلاً عمل کرے گا۔

مثال:۔ جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔

☆ اعنی کا لفظ تفسیر اور وضاحت کیلئے آتا ہے جیسے باحد الازمنه الثلاثة اعنى الماضى والحال والستقبال میں ارادہ کرتا ہوں یا مراد رکھتا ہوں زمانہ ماضی اور حال اور استقبال کی۔

☆ اگر کوئی صیغہ ذکر ہو تو سب سے پہلے اس کو فعل معلوم بناؤ اور اس کا فاعل تلاش کرو اگر فاعل نہ ہو تو اس صیغے کو فعل مجہول بنا کر نائب فاعل تلاش کرو اور اگر نائب فاعل بھی معلوم نہ ہو تو پھر اس کو اسم بناؤ۔

☆ ایک کلام میں ایک فعل کے بعد دوسرا فعل نہیں آ سکتا لیکن تین صورتوں میں ممکن ہے وہاں آ سکتا ہے

۱) ایک فعل کے بعد دوسرا فعل جزاء بن رہا ہو جیسا کہ ان ضربتُ ضربتُ' اِنْ تَنْصُرُ اللهَ يَنْصُرْكُمْ

۲) دو فعلوں کے درمیان واؤ عاطفہ آ جائے۔

۳) کان کے فوراً بعد فعل آ سکتا ہے جیسے فان كان مسح يوما وليلة

☆ جاز يجوز حَل يحل مات يموت کے بعد جو چیز جائز، حلال اور مرنے والی ہوتی ہے وہی چیز فاعل بنتی ہے۔ جیسے لايجوز قراءة القرآن اس میں قراءة یہ فاعل بن رہا ہے، وقد حلّ له النساء۔مات زيد۔مگر یہ نشانی مجرد کیساتھ خاص ہے یعنی جاز یجوز یہ مجرد ہیں اگر مزید سے ہوں تو پھر حلال یا حرام ہونے والی چیز فاعل نہیں بنے گی جیسے قرآن پاک میں ہے۔

مثال:۔ وَيُحِلُّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

اب یہ یہاں فعل متعدی ہیں حرام ہونے والی چیز فاعل نہیں بنے گی۔

لائے نافیۃ الفعل: جہاں پہلے ایک فعل کی نفی ہوئی ہو اور دوبارہ اسی فعل کی نفی کرنی مقصود ہو تو وہاں صرف لا داخل کرتے ہیں اور فعل کو حذف کر دیتے ہیں۔ اس لا کو لائے نافیۃ الفعل کہتے ہیں۔

:۔ لایجوز للحائض ولاللجنب قراء ۃ القرآن (قدوری ص ۲۸)

تخلل کا معنی درمیان ہے اور بین کا معنی بھی درمیان ہوتا ہے اگر تخلل کے بعد بین کا لفظ آ جائے تو وہاں تخلل کا ترجمہ "واقع" کریں گے۔

:۔ اذاتخلل بین الدمین فی مدۃ الحیض (قدوری ص ۲۹)

﴿فوائد ذوالحال، حال﴾

شرط اور جزا کے درمیان جملہ اسمیہ آ جائے تو وہ حال واقع ہوگا۔

:۔ وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ کَافِرٌ فَاُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًامِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

فان سهی عن القعود الاول وهو الیه اقرب عادوالاالاوسجد للسهو (ص ۳۸)

اگر واؤ استینافیہ یا عاطفہ نہ بن سکے تو اس کو "واو حالیہ" بنا لو۔

:۔ وان احضر الشفیع البائع والمبیع فی یدہ (قدوری ص ۱۲۲)

اووجد فی حرکة وبه الر (کنزالدقائق ص ۵۴)

ایک کلام میں فعل کے بعد جملہ اسمیہ آ جائے تو وہ حال واقع ہوگا۔

:۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ کُرْهٌ لَّکُمْ.

شرط اور جزا کے درمیان فعل مضارع کا صیغہ بغیر واؤ اور فا کے آ جائے تو وہ حال بنتا ہے۔

:۔ من صلی یرائی فقداشرک و من تصدق یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقداشرک

ومن اشارہ علی اخیه بامریعلم ان الرشد فی غیرہ فقد خانه (زادالطالبین)

☆ اللہ پاک کے نام کے بعد تعالیٰ کا لفظ آ جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی طرف لوٹنے والی ضمیر سے حال واقع ہو

☆ کلام کے درمیان میں معرفہ کے بعد جار مجرور آ جائیں تو یہ آپس میں عام طور پر حال ذوالحال بنتے ہیں۔

مثال:۔ اعلم ان العوامل فی النحو .

﴿فوائد ضمائر﴾

☆ فعل سے پہلے ضمیر منصوب منفصل کی آ جائے تو وہ ضمیر مفعول بہ مقدم بنے گی۔

مثال:۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُوَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنَ.

☆ اگر مبتداء کی خبر جملہ ہو تو جملہ میں ایک ضمیر ہوگی جو مبتداء کی طرف لوٹے گی۔

مثال:۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. موت مایعش فی الماء لایفسدالماء

سوال:۔ اگر مبتداء کی خبر جملہ ہو تو اس میں عائد (ضمیر وغیرہ) کا لانا کیوں ضروری ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ جملہ من حیث الجملہ کی مثال ریل کے انجن کی طرح ہے انجن من حیث الانجن نہ ماقبل کا محتاج ہوتا ہے مابعد کا محتاج ہوتا ہے۔لیکن جب اس انجن کو ریل کے ڈبے کے ساتھ جوڑتے ہیں تو وہاں ایک رابط (جوڑنے و چیز) ہوتا ہے جس کو عرف عام میں کنڈا کہا جاتا ہے۔جس کے ذریعے انجن کا تعلق ڈبوں کے ساتھ قائم ہو ہے۔انجن آگے آگے اور ڈبے پیچھے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔اسی طرح جملہ من حیث الجملہ نہ ماقبل کا محتا ہوتا ہے نہ مابعد کا لیکن جب اس جملے (جو بمنزل انجن کے ہے) کو مبتداء کے ڈبے کے ساتھ جوڑیں گے تو یہا بھی ایک رابط اور جوڑنے والے کنڈے کی ضرورت ہے اور یہاں جملے کو مبتداء کے ساتھ جوڑنے والا وہ ک ضمیر ہے جو مبتداء کی طرف لوٹ رہی ہے۔اور یہی وجہ ہے صلہ صفت اور حال کے اندر ضمیر لانے کی جبکہ یہ صفت اور حال جملہ واقع ہو رہے ہوں۔

فائدہ:۔ مبتداء، موصول، موصوف کی طرف لوٹنے والی ضمیر کے ترجمے میں "جو"۔"جس"۔"جنہوں نے" وغیرہ آتے ہ اور کبھی "وہ"۔"اس"۔"انہوں نے" کے الفاظ آتے ہیں۔جیسے الذی خلق الموت (وہ ذات جس۔ موت کو پیدا کیا) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (رحمٰن جس نے سکھلایا قرآن)۔اور کبھی اختصار کی وجہ سے یا

قرینے کی وجہ سے ان الفاظ کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے (رحمٰن نے سکھلایا قرآن)۔
اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے واحد کی ایک ضمیر ماقبل متعدد چیزوں کی طرف علیحدہ علیحدہ لوٹ رہی ہوتی ہے بتاویل کل واحد کے گویا کہ عبارت میں کل واحد کا لفظ ذکر ہے۔

- فاللفظی فی ما عداہ

ضمیروں کی تعداد میں کئی اقوال ہیں۔ عقلی اعتبار سے ضمیروں کی تعداد ۹۰ ہے۔ یعنی ۶ غائب کے لئے۔ ۶ حاضر کیلئے ۶ متکلم کے لئے ۔ یہ کل اٹھارہ ہو گئیں۔ اٹھارہ کو ضمیر کی پانچ اقسام (مرفوع متصل، مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل۔ مجرور متصل) سے ضرب دیں تو کل ۹۰ ضمیریں ہو گئیں۔
صیغے کے اعتبار سے ضمیروں کی تعداد ۷۰ ہے۔ یعنی ضمیروں کی گردان میں کل چودہ صیغے ہوتے ہیں۔ چودہ کو ضمیر کی پانچ اقسام (مرفوع متصل، مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل۔ مجرور متصل) سے ضرب دیں تو کل ۷۰ ضمیریں ہو گئیں اور شکل وصورت کے اعتبار سے ضمیروں کی تعداد ۶۰ ہے۔ یعنی تثنیہ مذکر غائب (ھما) تثنیہ مؤنث غائب (ھما) یہ دونوں ضمیریں شکل وصورت کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں لہٰذا ان کو ایک ضمیر شمار کیا جائے۔ اور اسی طرح تثنیہ مذکر حاضر (انتما)، تثنیہ مؤنث حاضر (انتما) یہ دونوں ضمیریں بھی شکل وصورت کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں لہٰذا ان کو بھی ایک ضمیر شمار کیا جائے تو اس اعتبار سے ضمیر کے صیغوں کی تعداد ۱۲ ہو گئی۔ بارہ کو ضمیر کی پانچ اقسام (مرفوع متصل، مرفوع منفصل، منصوب متصل، منصوب منفصل۔ مجرور متصل) سے ضرب دیں تو کل ۶۰ ضمیریں ہو گئیں۔ ان تین احتمالات میں سے درمیانہ احتمال راجح ہے۔ خیر الامور اوسطھا۔

﴿ فوائد جملہ اسمیہ ﴾

اگر من موصولہ کے بعد جار مجرور آ جائیں اور اس کے بعد اسم ہو تو یہ جار مجرور خبر مقدم ہوگا اور بعد والا اسم اسم مبتداء مؤخر ہوگا پھر مبتداء خبر مل کر صلہ ہوں گے موصول کے لئے۔

- المستحاضة ومن به سلسّ البول (قدوری ص ۳۱)

اگر ماقبل مفضل علیہ ذکر ہو یعنی جس پر فضیلت دی گئی ہے تو پھر اسم تفضیل کے بعد دوبارہ مفضل علیہ کا ذکر نہیں کرتے

اس کوحذف کردیتے ہیں جیسے مسح یوماو لیلة او اکثر مسح کیاایک دن اورایک رات یااس سے زیادہ اب یہاں مفضل علیہ یوماو لیلة پہلے ذکر ہے اب انہیں سے زیادتی مراد ہے یعنی (اکثر) ایک دن اورایک رات۔

☆ جملہ اورشبہ بالجملہ میں فرق:۔

افعال اپنے فاعل یانائب فاعل وغیرہ سے ملیں تو جملہ اوراسماء اپنے فاعل یانائب فاعل وغیرہ سے ملیں تو شبہ بالجملہ

☆ اسم فاعل اور فاعل میں فرق:۔

اسم فاعل جوذات مع الوصف پر دلالت کرے جیسے ضارب' ذات من له الضرب پر دلالت کرتا ہے۔فاعل جو صرف ذات پر دلالت کرے۔جیسے جاء نی زید ۔اور یہی فرق ہے اسم مفعول اورمفعول کے اندر۔بعض یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ اسم فاعل مشتقی ہوتا ہے اورفاعل جامد ہوتا ہے۔

﴿فوائد جملہ شرطیہ﴾

☆ الّا مرکبہ اِنْ اور فعل شرط سے مرکب ہوتا ہے یعنی الّا میں اِنْ اور فعل دونوں ہوتے ہیں۔اوراس کے بعد جزاء ذکر ہوتی ہے۔یہ الّا وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں الّا سے پہلے کوئی فعل ذکر ہو پھر دوبارہ اسی فعل کی نفی کرنی مقصود ہوتو وہاں الّا مرکبہ لاتے ہیں۔

مثال:۔ .فان وجد الماء توضا وصلی والّا تیمم وصلی.ای وان لم یجد الماء(قدوری)

وظروف المکان ان کان مبهما قبل ذالک والا فلا ای و ان لم یکن مبهما (کافیه)

☆ اگر مسائل کے مقام میں شرط جزاء ماضی یافعل جحد بلم کے صیغے کے ساتھ آجائیں اورشرط کے اندر کسی مسئلے کی حکایت بیان کرنا مقصود ہواور جزاء میں اس مسئلے کاحل مقصود ہو۔تو عام طور پر شرط میں ماضی والا اور جزاء میں مستقبل والامعنٰی کرتے ہیں۔

مثال:۔ واذا وجد فی البیر فارة میتة او غیرها ولا یدرون متی وقعت ولم تنتفخ ولم تنفسخ اعادو اصلوٰة یوم ولیلة اذا کانو توضأوا منها

☆ دعوے کے بعد اذ آجائے تو یہ اذ تعلیل کے لئے ہوگااوراس کاترجمہ ''اس لئے کہ'' کریں گے۔

ں:۔ فعلم ان الکلام لایحصل الا من اسمین اومن فعل واسم .... اذلایوجدالمسند والمسند الیہ معاً (ھدایۃ النحو)

مسائل کے بیان میں شرط کے بعد جزاء کے مقام میں فا آ جائے تو اس کا معنی لازم کریں گے۔

ں:۔ اذا تطیب المحرم فعلیہ الکفارۃ فان تطیب عضوا کاملا فما زاد فعلیہ دم

کبھی جزاء مقدم حرف شرط اور فعل شرط دونوں سے ہوتی ہے۔

ں:۔ فعلیہ اجرمثل البغل ان کان الحامل صاحب البغل (قدوری ص ۱۲۹)

﴿فوائد مصدر﴾

بعض دفعہ مصدر کیلئے بھی مفعول مطلق ہوتا ہے۔

ل:۔ 'جنونہ جنونا مطبقاً' (القدوری ص ۱۳۴)

جب مصدر مضاف ہو فاعل کی طرف تو فاعل کے ترجمے میں ''کا'' ''کی'' ''کے'' ''کو'' کے الفاظ آتے ہیں۔

ل:۔ افتتاح المصنف (ترجمہ مصنف کا افتتاح کرنا)۔

﴿ فوائد اسم موصول﴾

اسم موصول سے پہلے الف لام والا کوئی اسم آ جائے یا ایسا اسم آ جائے جو ضمیر کی طرف مضاف ہو تو ترجمہ اسم موصول سے کریں گے۔

ل:۔ واماالمقدمۃ ففی المبادی التی یجب تقدیمھالتوقف المسائل علیھا

بہرحال مقدمہ ان بنیادی باتوں کے بیان میں جن کا مقدم کرنا ضروری ہے۔(ھدایۃ نحو ص ۲)

ل :۔ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ

تمھاری وہ مائیں جو تمھیں دودھ پلائیں۔

العودالذی یجب بہ الکفارۃ وھوالبیاض الذّی (القدوری ص ۱۵)

۶ من کی پانچ قسمیں ہیں۔(تہذیب النحو)

۔ من شرطیہ مثال:۔ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً یُّجْزَبِہٖ

۔ من موصولہ مثال:۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ

ا۔ من استفہامیہ مثال:۔ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا.فَمَنْ رَّبُّکُمَا یَا مُوْسٰی . وَمَنْ یَّغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّااللّٰہُ (یہ من نفی کے معنے کو متضمن ہے الا کے قرینے کی وجہ سے۔

ا۔ من موصوفہ بنکرہ مثال:۔ مررت بمن معجب لک

۔ من موصوفہ بفعل (اس پر رُبَّ داخل ہوتا ہے کیونکہ اس کا دخول بھی نکرے کے ساتھ خاص ہے۔)

ثال:۔ رُبَّ من انضجتُ غیظا قلبہ قد تمنّٰی لی موتا لم یطع

بہت سے لوگ جن پر میں نے غصے کی آگ سے اپنے دل کو پکایا وہ میری موت کی تمنا کرتے ہیں لیکن موت نے ان کا کہنا نہیں مانا

☆ من کے بعد ایک جملہ ہو تو وہ من موصولہ ہوتا ہے۔اور اگر من کے بعد دو جملے آجائیں تو وہ من شرطیہ ہوتا ہے۔اور من شرطیہ بھی اگرچہ من موصولہ ہوتا ہے لیکن شرط کے معنے کو متضمن ہوتا ہے۔

ثال:۔ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ

وَمِنْهُمْ مَن یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ

ثال (من شرطیہ کی) :۔ من رای ھلال رمضان وحدہ صام (قدوری)

☆ بعض حضرات نے من کی دو قسمیں اور بڑھائی ہیں

۔ من تامۃ

ثال:۔ و نعم من ھو فی سر و اعلان ای نعم من ھو الثابت فی حالتی السّر و اعلانیۃ

ا۔ من زائدہ برائے تاکید

ثال:۔ فکفیٰ بنا فضلا علی من غیرنا حب النبی محمد ایّانا

لیکن صاحب جامیؒ نے علی من غیرنا میں من کو موصوفہ بالمفرد شمار کیا ہے اور یوں تفسیر کی ہے ای شخص غیرنا

من عموم کے لئے بھی آتا ہے اور خصوص کے لئے بھی۔

ثال:۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهُ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَّرَهُ

ل مثال:۔ نحمدک یامن (وہ ذات مراد اللہ تعالیٰ) شرح صدورنا لتلخیص البیان فی ایضاح المعانی (مقدمہ مختصر المعانی)

ما کی قسمیں

ما موصولہ مثال:۔ لِلّٰهِ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ الْاَرْضِ

ما استفہامیہ مثال:۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى

ما شرطیہ مثال:۔ ما تصنع اصنع

ما موصوفہ مثال:۔ مررت بما معجب لک ای بشئے معجبک

ما تامة مثال:۔ فَنِعِمَّا هِيَ ای نعم الشئی هو

ماصفتیہ مثال:۔ اضربہ ضربا ما

بعض مقامات میں لم سے پہلے ما کا لفظ مادام کے معنےٰ میں ہوگا۔

و اخر وقتها مالم يطلع الفجر الثانی وتاخير العصر مالم تتغير الشمس.

«فوائد اسم اشارہ مشار الیہ»

اگر اسم اشارہ کے بعد معرف باللام ذکر ہو تو صفت کے ساتھ ساتھ یہ مشار الیہ بھی بنتا ہے۔

رب هذالبيت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ

اسی طرح اگر اسم اشارہ کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم خبر بن رہا ہو تو یہ خبر کے ساتھ ساتھ مشار الیہ بھی بنے گا۔

هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ. هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ

اور اگر اسم اشارہ کے بعد کوئی اسم الف لام والا بھی نہ ہو اور کوئی اسم خبر بھی نہ بن رہا ہو تو پھر مشار الیہ ماقبل ذکر ہوگا۔

واکثرہ اربعون یوما ومازاد علی ذالک فهو استحاضة

☆ اسم اشارہ اور مشار الیہ کو ملا کر ترجمہ کریں گے۔

مثال:۔ **التقسیم الثالث فی طرق استعمال ذلک النظم** (نور الانوار)

ترجمہ:۔ تیسری تقسیم اس نظم کے استعمال کے طریقوں میں

﴿فوائد جار مجرور﴾

☆ ہر متعلق اپنے متعلق میں عمل کرتا ہے یعنی مجرور بحرف جر میں دو عامل ہوتے ہیں ایک حرف جر اور دوسرا وہ فعل یا شبہ با
جس کیساتھ یہ حرف جر متعلق ہے۔ جیسے **مررت بزید** میں زید لفظاً مجرور ہے حرف جر کی وجہ سے اور محلا منصوب **مررت** فعل کی وجہ سے جو اسکا متعلق ہے اور یہ مفعول بہ غیر صریح (جو بواسطہ حرف جر کے ہو) بن رہا ہے اور اگر ح
جر زائدہ ہو تو اسکا مدخول لفظاً مجرور اور معنا کبھی مرفوع ہوگا جیسے **کفیٰ باللہ** اور کبھی منصوب ہوگا جیسے **القیٰ بیدہ**

☆ لیس کے بعد لام جارہ آجائے تو بعض مقامات میں اس کا معنیٰ جائز کریں گے۔

مثال:۔ **ولیس للشریک فی الطریق و الشرب والجار شفعة مع الخلیط**

ترجمہ: نہیں ہے جائز راستے میں شریک اور پانی میں شریک اور ہمسائے کے لئے شفعہ مبیعہ میں شریک کے سا

☆ جہاں علیٰ لام جارہ کے مقابلے میں آجائے تو وہاں لام نفع کے لئے اور علیٰ ضرر کے لئے ہوتا ہے اور اسی ط
کبھی اکیلا علیٰ بھی ضرر کے لئے آتا ہے۔ اس وقت اسکا معنیٰ خلاف کریں گے۔

مثال:۔ **القرآن حجة لک او علیک** (قرآن تیرے لیے حجت ہے یا تیرے خلاف) **واذا اقر الوکیل بالخصومة علی مو**
اذا ترک الشفیع الاشهاد یقضی بالشفعة علی البائع

☆ جار مجرور پر بھی " ^ " آتی ہے یہ مفعول بہ غیر صریح کی نشانی ہوتی ہے بشرطیکہ زائدہ نہ ہو۔

☆ جب جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر پورا نام بن جائیں تو پھر پورا نام ایک ساتھ بولا جاتا ہے۔ وہاں جار مجر
معنیٰ نہیں کیا جاتا۔

مثال:۔ **الشفعة واجبة للخلیط فی نفس المبیع ثم للخلیط فی حق المبیع**

ترجمہ:۔ شفعہ واجب ہے شریک فی المبیع کے لئے پھر شریک فی حق المبیع کے لئے۔

☆ جار مجرور سے پہلے کئی الفاظ آرہے ہوں جن میں متعلق بننے کی صلاحیت موجود ہو۔ تو جار مجرور کو اس لفظ کے سا
متعلق کریں گے جس کے ساتھ متعلق کرنے سے معنیٰ صحیح ہو۔

مثال:۔ **قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَاءِ**

اوراگر دو جار مجرور ہوں اوران کے متعلق الگ الگ ہوں تو وہاں ایک متعلق کودوسرے متعلق سے جدا کرنے کے لئے بعض مقامات میں بطور علامت کے یہ الفاظ "، " م مختلف شکلوں میں لکھے ہوئے ملیں گے۔

ل:۔ وھوالاعراضُ عن الضيافةِ الموضوعة فی ھذاالوقت بالصوم (الحسامی)

ترجمہ:۔ وہ اعراض کرنا ہے روزے کے ساتھ اس مہمانی سے جواس وقت (عید کے دن) میں مقرر کی گئی ہے۔

فيجبرُ النقصان اللازم بترک الوضوء الواجب بالدم.(اصول الشاشی)

علی کے بعد اَن آجائے تو بیع شراء کے مقام میں عام طور پر یہ معنی کریں گے۔" اس شرط پر "

ل:۔ ومن باع عبدا علی ان یعتقه المشتری (اوروہ شخص جس نے بیچا غلام کواس شرط پر کہ مشتری اس کوآزاد کردے گا۔)

ومن باع عبدا علی انه خباز او کاتب (اوروہ شخص جس نے بیچا غلام کواس شرط پر کہ وہ روٹی پکانے والا ہے یا کاتب ہے۔)

کسی مسئلہ میں لام جارہ کے بعد اَن آجائے تو جار مجرور کا متعلق افعال خاصہ میں سے "جائز" نکالیں گے۔

ل:۔ للموکل ان یعزل الوکیل (قدوری ص ۱۳۴)

جب قول کا لفظ مکرر آجائے تو پہلے قول کا معنٰی معتبر کریں گے اوراسی طرح بینة کا لفظ مکرر آجائے تو پہلے بینة کا معنٰی معتبر کریں گے۔

ل:۔ فقالا قد بلغنا فالقول قولھما .(قدوری کتاب الحجر)۔

وان اقاما معا البینة فالبینة بینة المرأة.(قدوری کتاب الدعوی)

دون کا معنٰی کسی مقام پر 'سوا' کسی پر 'نہ' اور کسی پر 'کم' کرتے ہیں۔ جو معنٰی مقام کے مناسب ہو وہ کرلیا جائے۔

ل:۔ دون بمعنٰی سوا — اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَالَا يَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا .

دون بمعنٰی نہ — و مسائل الهبہ مبنیة علیٰ اتباع الأثار دون القیاس. (نہ کہ قیاس پر)

دون بمعنٰی کم — الا عـند العارض دون الاشارة (مگر تعارض کے وقت دلالت النص مرتبے میں اشارة النص سے کم ہے۔ یعنی جب دلالت النص اور اشارة النص میں تعارض ہو تو اشارة النص کو ترجیح ہوگی۔) (حسامی)

فی ھھنا الکلام اشارۃ الی ان علم الاصول فوق الفقہ دون الکلام (توضیح تلویح)

☆ عین کا معنٰی فقہ کی کتابوں میں مطلق چیز بھی ہوگا اور معین بھی ہوگا اور سونا بھی ہوگا اور جسم بھی ہوگا۔

مثال عین بمعنٰی چیز:۔ ومن باع عیناعلی ان لا یسلمھاالٰی رأس الشھر فالبیع فاسد

مثال عین بمعنٰی معین:۔ و یجوز بیع الطعام......وباناء بعینہ لا یعرف مقدارہ او بوزن حجر بعینہ

مثال عین بمعنٰی سونا:۔ ومن العین (ذھب) الف دینار

مثال عین بمعنٰی جسم:۔ فما کان لہ عین مرئیۃ (قدوری)

☆ اما زید فقائم

اصل میں مھمایکن من شئی فزید قائم ہے یہاں مھما ظرف نہیں ہے بلکہ شئی کے معنٰی میں ہے۔کیونکہ آگے من بیانیہ ہےاور یکن فعل شرط تامہ یثبت یایوجد کے معنٰی میں ہے۔

غرضِ اَمّا

اما کے لانے سے غرض تعلیق حکم غیر المتیقن بالمتیقن ۔یعنی غیر یقینی حکم کو یقینی شرط کیساتھ معلق کرنا تا کہ وہ غیر یقینی حکم یقینی بن جائے جیسا کہ مذکورہ مثال میں قیام زید یہ غیر یقینی حکم ہے لیکن اس کو مھما یکن من شئی یقینی شرط کے ساتھ معلق کیا ہے۔کیونکہ شرط کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی شئے ہو (جو کچھ بھی ہو) پس زید کھڑا ہونے والا ہے۔اور اس شرط کا پایا جانا یقینی ہے کیونکہ جملہ اشیاء میں سے ایک شئے وجود باری تعالٰی بھی ہے اور وہ یقینی ہے۔لہٰذا اس شرط کے بعد جزاء والے حکم (قیام زید) کا پایا جانا بھی یقینی ہے۔

اس طرح امابعد فھٰذامختصر مضبوط فی النحو جمعت فیہ مھمات النحو ......الخ۔(اصل میں مھما یکن من شئی بعد الحمد والصلوٰۃ فھٰذامختصر مضبوط ...الخ ہے) کا مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو حمد وصلوٰۃ کے بعد اس کتاب کا مختصر ہونا،مضبوط ہونا یعنی زائد اور لمبی باتوں سے محفوظ ہونا، علم نحو کے مقاصد کو جامع ہونا ...الی آخرہ یقینی ہے۔یعنی یہاں بھی یقینی شرط کے بعد اس جزاء کا پایا جانا یقینی ہے۔

(اَمّا کے بارہ میں مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الھامیہ شرح ھدایۃ النحو)

التركيب الكامل

للمقدمة و النوع الاوّل

(شرح مأته عامل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ـحمد لله على نعمائه الشاملة والآئه الكاملة والصلوة على سيد الانبياء محمد نالمصطفى على اله المجتبىٰ ـاعلم ان العوامل فى النحو على ما الّفه الشيخ الامام افضل علماء الانام بـدالقاهر بن عبدالرحمٰن الجرجانى سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه مائة عامل لفظية و ـعنوية فاللفظية منها على ضربين سماعية وقياسية فالسماعية منها احد وتسعون عاملا و ياسية منها سبعة عوامل والمعنوية منه عددان وتتنوع السماعية منها على ثلثة عشرنوعا

﴿التركيب الكامل للمقدمة و النوع الاوّل(شرح مائة عامل)﴾

بسم الله الرّحمٰن الرحيم

با جاراسم مضاف، اللہ اسم جلیل موصوف، الرّحمٰن صفت اوّل، الرّحیم صفت ثانی۔ اللہ اسم جلیل موصوف اپنی ونوں صفتوں سے مل کرمضاف الیہ ہوا اسم مضاف کے لئے۔ اسم مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با جار کے لئے۔ با جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اشرع فعل کیساتھ۔ اشرع فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (یہ جملہ لفظاً خبریہ اور معناً انشائیہ ہے۔ کیونکہ مدح وذم وغیرہ کے وہ افعال جن کو متکلم فی الحال پیدا رتا ہے وہ بھی انشاء کے اندر داخل ہیں۔)

تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی نعمتوں پر ایسی نعمتیں جو شاملۃ ہیں اور ایسی نعمتیں جو کاملہ ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو انبیاء کے سردار پر جن کا نام گرامی حضرت محمد ﷺ ہے۔ ایسے محمد جو چنے ہوئے ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو آپ کی ال پر جو چنی ہوئی ہے)۔ جان تو بے شک عوامل درانحالیکہ اعتبار کئے ہوئے ہیں۔ (الفہ میں اگر ما موصولہ ہو اور ما سے مراد عوامل ہوں تو پھر یہ ترجمہ ہوگا) اُن عوامل کی بنا پر جن کو شیخ نے تالیف (جمع) کیا ہے۔ (اور اگر ما سے مراد شیخ کے رسائل ہوں تو پھر ترجمہ یہ ہوگا)۔ عوامل اُن رسائل (کتابوں) کے مطابق جن کو شیخ نے تالیف (جمع) کیا ہے۔ اور اگر ما مصدریہ ہو تو پھر معنی یہ ہوگا کہ بے شک عوامل درانحالیکہ اعتبار کیے ہوئے ہیں شیخ کی تالیف (جمع فرمانے) کے مطابق۔۔۔سو (۱۰۰) ہیں۔ اللہ تروتازہ کرے اس کی قبر کو یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور بنائے جنت کو اس کا ٹھکانا

اساتذۂ کرام شرح مائۃ عامل کی مکمل اور تفصیلی تراکیب کے لئے شرح مائۃ عامل کلاں (یعنی فارسی میں بڑے حاشیے والی کتاب شرح مائۃ عامل) کو مطالعہ میں رکھیں۔

الحمد لله علی نعمائه الشاملة والائه الکاملة [۱]

الحمد مبتداء، لام جار، الله اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً ومنصوب محلاً مفعول بہ غیر صریح۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے یاثابت مقدر کے ساتھ۔ علی جار، نعماء مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف، ملة صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الاء مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ کر موصوف، الکاملة صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف کے ساتھ مل کر مجرور علی جار کے لئے۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں کے ساتھ مل کر خبر ہوئی الحمد مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، (یعنی ثابت اسم فاعل کا صیغہ اپنے مبتداء پر تکیہ اور سہارا پکڑ کے اپنے فعل والا عمل ہے)۔ ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر مد مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا صورتاً اور انشائیہ ہوا معناً۔

الآئه :. الآئِه جمع ہے اَلیٰ کی یا اِلیٰ کی اور اس کا معنی ہے نعمت۔

۔ مصنف نے نعمائه کی صفت الشاملة کیوں ذکر کی ہے حالانکہ دونوں کا معنٰی نعمت ہے؟

:۔ مصنف نے نعمائه کی صفت الشاملة اور الآئه کی صفت کاملہ لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعمتیں دو قسم پر ہیں۔ شاملة اور کاملة میں پانچ طریقوں سے فرق بیان کیا جاتا ہے۔

۱:۔ شاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو دونوں جہانوں کو شامل ہوں اور کاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو آخرت کے ساتھ خاص ہوں۔

۲:۔ شاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو تمام مخلوقات کو شامل ہوں اور کاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو انسانوں کے ساتھ خاص ہوں۔

۳:۔ شاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو تمام انسانوں کو شامل ہوں اور کاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو مؤمنین کے ساتھ خاص ہوں۔

۴:۔ شاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو تمام مؤمنین کو شامل ہوں اور کاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو انبیاءِ کرام علیہم السلام کیساتھ خاص ہوں

۵:۔ شاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو تمام انبیاءؑ کو شامل ہوں اور کاملة ان نعمتوں کو کہتے ہیں جو آقائے نامدار حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ خاص ہوں۔

والصلوٰة علیٰ سید الانبیاء محمدن المصطفٰے و علیٰ الہ المجتبٰے

واؤ استینافیہ، الصلوٰۃ مبتداء علیٰ جار، سید مضاف، الانبیاء مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ محمد موصوف المصطفٰے صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور ہوئے علیٰ جار کیلئے، جار مجرور مل کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، علی جار ال مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف، المجتبٰے صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف کے ساتھ مل کر مجرور ہوئے جار کے لئے، جار اپنے مجرور کے ساتھ مل کر متعلق ہوئے ثبعت یا ثابعۃ مقدر کیساتھ، نزلت فعل، ہو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے، یا کہ نازلۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفت است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء الصلوٰۃ کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا صورتاً اور انشائیہ ہوا معنا۔

اعلم انّ العوامل فی النحو علیٰ ما الّفہ الشیخ الامام افضل علماء الانام عبد القاھر بن عبد الرحمن الجرجانی سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

اعلم فعل، انت ضمیر مستتر فاعل، انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل۔ العوامل ذوالحال فی جار، النحو مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے معتبرۃ اسم مفعول مقدر کے ساتھ، معتبرۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ (یعنی معتبرۃ اسم مفعول کا صیغہ اپنے ذوالحال پر تکیہ اور سہارا پکڑ کے اپنے فعل والا عمل کر رہا ہے)۔ ھی ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال اوّل ہوا۔ علی جار، ما موصولہ، الّف فعل، ہ ضمیر مفعول بہ مقدم۔ الشیخ موصوف، الامام صفت اول، افضل اسم تفضیل مضاف۔ علماء مضاف الیہ مضاف الانام مضاف الیہ۔ علماء مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا افضل مضاف کیلئے پھر افضل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ثانی ہوئی الشیخ کی۔ الشیخ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مبدل منہ ہوا۔ عبد مضاف القاھر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف۔ ابن مضاف، عبد مضاف الیہ

مضاف، الرّحمٰن مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا ابن مضاف کے لئے۔ ابن مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت اول ہوئی عبد القاهر کے لئے۔ الجرجانی صفت ثانی۔ عبد القاهر موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر بدل ہوا۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل ہوا الّف فعل کے لئے۔ الّف فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا (یعنی ما موصولہ کے لئے)۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا علی جار کے لئے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے معتبرةً (او مبنيّةً) اسم مفعول مقدر کیساتھ۔ معتبرة صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود بعمل عمل فعلہ (یعنی معتبرة اسم مفعول کا صیغہ اپنے ذوالحال پر تکیہ اور سہارا پکڑ کے اپنے فعل والا عمل کر رہا ہے)۔ ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ثانی ہوا العوامل ذوالحال کے لئے۔ العوامل ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے مل کر ان کا اسم ہوا۔ سقٰی فعل، اللہ اسم جلیل فاعل، ثرا مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ سقٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ دعائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، جعل فعل ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اللہ تعالیٰ الجنۃ مفعول بہ یا مفعول فیہ اول مثوا مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول ثانی ہوا۔ جعل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ دعائیہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ انشائیہ دعائیہ معترضہ معطوفہ ہوا۔

مائة عامل

مائة اسم عدد مبہم ممیز مضاف۔ عامل تمیز مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا انّ کی۔ انّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ ہوا قائم مقام دو مفعولوں کے۔ اعلم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لفظية و معنوية [1]

لفظية خبر ہے مبتداء محذوف بعضها کے لئے، بعض مضاف ها ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، معنويّة خبر مبتداء محذوف بعضها کے لئے،

---

[1] عامل لفظی:۔ ما یُعرف بالقلب و یُتلفّظ باللسان　　عامل معنوی:۔ ما یُعرف بالقلب و لا یُتلفّظ باللسان

بعض مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

فا للفظية منها على ضربين ۱

فا تفصیلیہ الفظية ذوالحال، من جار، ھا ضمیر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کیلئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال کیساتھ مل کر مبتداء۔ على جار ضربين مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، (یعنی ثابتۃ اسم فاعل کا صیغہ اپنے مبتداء پر تکیہ اور سہارا پکڑ کے اپنے فعل والا عمل کر رہا ہے) ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ (اس کا معطوف المعنوية منها عددان آگے ذکر ہے)۔

سماعية و قياسية ۲

سماعية خبر ہے مبتداء محذوف احدها کے لئے، احد مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ

---

۱ فائدہ: فاللفظية منها... فالسماعية منها... والقياسية منها... والمعنوية منها: مقدے میں یہ جتنے بھی منھا ہیں یہ ماقبل ترکیب سے حال واقع ہونگے

سوال:۔ حال وہ ہے جو فاعل کی حالت کو بیان کرے یا مفعول بہ کی حالت کو بیان کرے۔ یہاں اللفظية۔ وغیرہ۔ نہ فاعل ہے اور نہ مفعول ہے۔

جواب:۔ یہاں اللفظية مبتداء یہ فاعل حکمی ہے اور فاعل حکمی وہ ہوتا ہے جس میں فاعل کی خصلت پائی جائے۔ اور فاعل کی دو خصلتیں ہیں ۱۔ مسند الیہ ہونا۔ ۲۔ دوسرے نمبر پر ہونا۔ اور یہاں اللفظية مبتداء میں فاعل کی پہلی خصلت مسند الیہ ہونا پائی جارہی ہے۔

۲ عامل سماعی:۔ ما يُسمع من العرب ولا يُقاس عليه شيء اخر عامل قیاسی:۔ ما يُسمع من العرب و يُقاس عليه شيء اخر

سے مل کر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، قیاسیۃ خبر مبتداء محذوف ثانیھا کے لئے۔ ثانی مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

فالسماعیہ منھا احدو تسعون عاملا

فا تفصیلیہ، السماعیۃ ذوالحال، من جار، ھا ضمیر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ مقدر کیساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال کے ساتھ مل کر مبتداء۔ احد و تسعون اسم عدد مبہم ممیز ناصب التمیز۔ عاملا تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔

والقیاسیۃ منھا سبعۃ عوامل

واؤ عاطفہ، القیاسیۃ ذوالحال، من جار، ھا ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ فعل مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال کے ساتھ مل کر مبتداء سبعۃ اسم عدد مبہم ممیز مضاف، عوامل تمیز مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

والمعنویۃ منھا عددان

واؤ عاطفہ، المعنویۃ ذوالحال، من جار، ھا ضمیر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ

ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال کے ساتھ مل کر مبتداء۔ عددان خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ اللفظیۃ منھا علی ضربین معطوف علیہ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

و تتنوع السماعیہ منھا علی ثلثۃ عشر نوعا [1]

واؤ استینافیہ، تتنوع فعل مضارع معلوم، السماعیہ ذوالحال، من جار، ھا ضمیر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال

---

[1] سوال:۔ شرح مأۃ عامل کے بعض نسخوں میں ثلاثۃ عشر نوعا سے پہلے علی کا کلمہ ذکر نہیں ہے تو وہاں ثلاثۃ عشر کو منصوب کیوں پڑھا جاتا ہے حالانکہ تنوع فعل لازمی ہے؟

جواب:۔ ہم ثلاثۃ عشر کو منصوب پڑھتے ہیں بنا بر تضمین معنی صیر درت کے یعنی صیر درت کے معنی کو متضمن ہونیکی وجہ سے۔

تضمین:۔ لغت میں کہتے ہیں در بر گرفتن بغل میں کسی چیز کو چھپالینا

اصطلاح میں ایک فعل یا شبہ بالفعل کے معنٰی کا اعتبار کرنا دوسرے فعل یا شبہ بالفعل میں مذکورہ فعل یا شبہ بالفعل کے متعلقات کے ذکر نہ ہونے کی وجہ سے۔ آگے جس فعل یا شبہ بالفعل کا معنٰی اعتبار کیا جائے اس کو متضمن کہتے ہیں اور جس میں اعتبار کیا جائے اس کو متضمِّن کہتے ہیں۔

آگے تضمین کے تین طریقے ہیں۔

۱:۔ متضمِّن کو اپنی جگہ پر رکھ کر اور متضمَّن سے اسم فاعل کا صیغہ نکال کر بناء بر حالیت کے پیچھے ذکر کرنا۔

۲:۔ متضمَّن کو متضمِّن کی جگہ پر رکھ کر اور متضمِّن سے اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ نکال کر بناء بر حالیت کے پیچھے ذکر کرنا۔

۳:۔ متضمَّن کو متضمِّن کی جگہ پر رکھ کر اور متضمَّن سے مصدر نکال کر اس کو مدخول بحرف جر بنا کر ذکر کردیں۔

پہلے طریقے کے مطابق عبارت اس طرح ہوگی "تتنوّع السماعیۃ صائرۃ ثلثۃ عشر نوعا"۔ دوسرے طریقے کے مطابق عبارت اس طرح ہوگی "تصیر السماعیۃ متنوّعۃ ثلثۃ عشر نوعا"۔ تیسرے طریقے کے مطابق عبارت اس طرح ہوگی "تصیر السماعیۃ بالتنوّع ثلثۃ عشر نوعاً"۔

اپنے حال کے ساتھ مل کر فاعل ہوا۔ علی جار، ثلثة عشر اسم عدد مبہم ممیز ناصب التمیز، نوعا تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر محلا مجرور ہوا جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے تتنوع فعل کے ساتھ۔ تتنوع فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿النوع الاوّل﴾

النوع الاول حروف تجر الاسم

النوع موصوف، الاول صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء، حروف موصوف، تجر فعل، ھی ضمیر فاعل، الاسم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہوا موصوف کی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فَقَطْ

اسکی ترکیب دو طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

ا:۔ فا زائدہ محض از برائے تحسین کلام۔ قط اسم فعل بمعنی انتہ امر حاضر معلوم، انت ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۲:۔ فا فصیحیہ ہے۔ اس کی شرط محذوف ہے۔ اصل عبارت یہ تھی اذا جررت بھا الاسم فانتہ عن غیر عمل الجر. اذا اسم شرط، جررت فعل، ت ضمیر فاعل۔ با جار، ھا ضمیر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے جررت فعل کیساتھ۔ الاسم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول بہ کیساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ فا جزائیہ انتہ فعل انت ضمیر مستتر فاعل عن حرف جار، غیر مضاف، عمل مضاف الیہ و مضاف۔ الجر مضاف الیہ، عمل مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا غیر کے لئے۔ غیر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا عن جار کے لئے۔ عن جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا انتہ فعل کیساتھ۔ انتہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء ہوا شرط کے لئے۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

و تسمی حروفا جارة

واؤ استینافیہ، تسمی فعل مجہول، ھی ضمیر اس کا نائب فاعل، حروفا موصوف جارة صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ، (یعنی اسم فاعل کا صیغہ اپنے موصوف پر تکیہ اور سہارا پکڑ کے اپنے فعل والا عمل کر رہا ہے)۔ ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے موصوف، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وھی سبعة عشر حرفا

واؤ استینافیہ، ھی ضمیر مبتداء، سبعة عشر اسم عدد مبہم ممیز ناصب التمیز، حرفا تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الباء للالصاق

الباء مبتداء، لام جارہ، الالصاق مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ (اسکا معطوف للاستعانة آگے ذکر ہے۔)

وھو اتصال الشیء بالشیء اما حقیقة نحو به داء واما مجازا نحو مررت بزید ای التصق مروری بمکان یقرب منه زید وللاستعانة نحو کتبت بالقلم۔

واؤ استینافیہ۔ ھو ضمیر مبتداء، اتصال مصدر یعمل عمل فعلہ مضاف، الشیء مجرور بالکسر لفظاً و مرفوع معناً بنا بر فاعلیت

---

(۱) ☆:۔ للالصاق الصاق کے لغوی معنیٰ:۔ الصاق کے لغوی معنی چمٹنا، چمٹانا، ملنا یا ملانا۔

الصاق کے اصطلاحی معنیٰ:۔ باالصاق کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کیساتھ کوئی چیز ملی (چمٹی) ہوئی ہے۔ نام رکھا جاتا ہے اس ملنے والی چیز کا مُلصَق، اور میرے مدخول کا مُلصَق بہ۔

آگے الصاق دو قسم پر ہے۔ الصاق حقیقی، الصاق مجازی۔

الصاق حقیقی:۔ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملنا سمیت دھنسنے (داخل ہونے) کے جیسا کہ به داءٌ (ثابت ہے اس آدمی کے ساتھ بیماری)۔

الصاق مجازی:۔ ایک چیز کا دوسری چیز کیساتھ ملنا بغیر دھنسنے (داخل ہونے) کے جیسا کہ مررت بزید (میں زید کیساتھ گزرا)

~~☆ فائدہ:۔ اکثر باء ملصق بہ پر داخل ہوتی ہے لیکن کبھی کبھی ملصق پر بھی داخل ہوجاتی ہے جیسے منک هذا الصدکر من الحنطة (اب یہاں با عوض اور بدل پر داخل ہو کر اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ بدل (ثمن) اس ... کے ساتھ ملا ہوا ہے)(اصول الشاشی صفحہ ۲۲)~~

باجار، الشی مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اتصال مصدر کے ساتھ۔
اما زائدہ، حقیقۃ معطوف علیہ، نحو مضاف، باجار، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔
ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء مؤخر۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا داء مبتداء مؤخر کے لئے۔
یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء مؤخر کے لئے۔ مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالہ کے لئے، مثال مضاف، ہٗ ضمیر راجع بسوئے الصاق حقیقی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مبینہ (کیونکہ ہر مثال ممثل لہ کی وضاحت کے لئے ہوتی ہے) ہوا۔

واؤ زائدہ، امّا حرف عطف مجازاً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر تمیز (از نسبت اتصال بسوئے شی یعنی یہ تمیز اس نسبت سے ابہام کو دور کر رہی ہے جو اتصال کی شی کی طرف ہے۔) ممیز اپنی تمیز سے مل کر خبر ہوئی ھو مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، مررت فعل، تُ ضمیر بارز (ظاہر) فاعل، باجار، زید مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے مررت فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے متعلق اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسر ای حرف تفسیر، التصق فعل، مرور مصدر مضاف، ی ضمیر مضاف الیہ معناً فاعل۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا التصق فعل کیلئے۔ باجار، مکان موصوف یقرب فعل، من جار۔ ہٗ ضمیر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے یقرب فعل کے ساتھ، زید فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوا مکانٍ موصوف کیلئے۔ مکانٍ موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے التصق فعل کیساتھ، التصق فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسَّر، مفسِّر اپنے مفسَّر کے ساتھ مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالہ کے لئے، مثال مضاف، ہٗ ضمیر راجع بسوئے الصاق مجازی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤعاطفہ، لام جار، الاستعانۃ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، پھر للالصاق معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا الباء مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا الباء مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا صورتاً اور انشائیہ ہوا معناً۔

نحو مضاف کتبتُ فعل، تُ ضمیر بارز فاعل، با جار قلم مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے کتبت فعل کے ساتھ۔ کتبتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتا ویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو کے لئے پھر نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا، مبتداء محذوف مثالھا کے لئے، مثال مضاف، ھا ضمیر راجع بسوئے با

☆:۔للاستعانۃ

استعانت کا لغوی معنیٰ:۔ استعانت کے لغوی معنی ہیں مدد طلب کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ:۔

اصطلاح میں با استعانت کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول سے مدد طلب کی گئی ہے کسی فعل کو صادر کرنے کے لئے اور میرا مدخول فعل کے صدور کے لئے آلہ بن رہا ہے۔

آگے آلہ دو قسم پر ہے۔ آلہ حقیقی اور آلہ مجازی۔

آلہ حقیقی:۔

آلہ حقیقی اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر اس فعل کا صدور (کرنا) ناممکن ہو۔ جیسا کہ کتبتُ بالقلم۔

سوال:۔ قلم کے بغیر بھی کتابت والے فعل کا صدور ممکن ہے، مثلاً انگلی کے ساتھ یا تنکے کے ساتھ لکھنا۔

جواب:۔ ہماری یہاں قلم سے مراد آلۂ کتابت (لکھنے کا آلہ) ہے جو ہر اس چیز کو شامل ہے جسکے ساتھ لکھنا ممکن ہو، خواہ وہ قلم ہو یا انگلی ہو یا تنکا ہو

آلہ مجازی:۔

آلہ مجازی اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر اس فعل کا صدور ممکن تو ہو لیکن امر قبیح ہو۔ جیسا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہر امر ذیشان اور اچھے کام کا صدور بسم اللہ شریف پڑھے بغیر ممکن تو ہے لیکن یہ امر قبیح (ناپسندیدہ) ہے۔

استعاریہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ مل کر مبتداء۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تکون للتعلیل نحو قوله تعالی اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ

واؤ استینافیہ ، قد حرف تحقیق مع التقلیل (قلت اور کمی کے ساتھ کسی بات کو ثابت کرنا)، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ، ھی ضمیر مستتر اسم، راجع بسوئے با۔ للتعلیل، لام جار، التعلیل مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، (اس کے معطوفات کا سلسلہ للسز یادۃ تک چلے گا اور درمیان میں با کے معانی کی امثلہ کی الگ الگ تراکیب کی جائیں گی اور ان کا ترکیبی اعتبار سے مسئلے سے تعلق نہیں ہوگا کیونکہ مثال جملہ معترضہ کے حکم میں ہوتی ہے۔)

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردل مومناں (یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی طرف لوٹ رہی ہے جو ہر مؤمن کے دل میں نقش ہے)۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم ورافع الخبر ، کم ضمیر اسم، ظلمتم فعل، تم ضمیر فاعل، انفس مضاف کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ با جار، اتخاذ مصدر یعمل عمل فعلہ مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ مجرور محلا ومرفوع معناً بنابر فاعلیت ۔ العجل مفعول بہ اول، الھاً محذوف مفعول بہ ثانی۔ اتخاذ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ (جو حقیقت میں فاعل ہے) اور دونوں مفعولوں سے مل کر مجرور ہوا با جار کے لئے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ظلمتم فعل کے ساتھ۔ ظلمتم فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر خبر ہوا اِنَّ کی۔ اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر مقولہ اور بدل ہوا مبدل منہ کے لئے۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر یا قول اپنے مقولے سے ملکر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا

☆:۔ للتعلیل

تعلیل کا لغوی معنی ہے سبب یا علت بیان کرنا۔

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں باتعلیل کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول کسی فعل (کام) کے لئے علت یا سبب بنا ہے۔ مثال اس باء تعلیل کی فرمان باری تعالیٰ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ کے ہے۔ (ترجمہ:۔ بے شک تم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر بسبب بنا لینے تمہارے بچھڑے کو معبود)۔

کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللمصاحبة نحو اشتريت الفرس بسرجه

واؤ عاطفہ، لام جار، المصاحبة مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف نحو مضاف، اشتریت فعل، ت ضمیر فاعل۔ الفرس مفعول بہ، با جار سرج مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اشتریت فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کیلئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ۔ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللتعدية نحو قوله تعالىٰ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ ونحو ذهبت بزيد اى اذهبتهٗ

واؤ عاطفہ، لام جار، التعدية مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردلِ مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے

☆:۔ للمصاحبة

لغوی معنٰی:۔ مصاحبت کے لغوی معنی سنگ پکڑنا ہے یعنی ساتھی بنانا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں با مصاحبت کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول نے سنگ اور ساتھ پکڑا ہے فعل کے معمول کے ساتھ۔ آگے معمول سے مراد عام ہے خواہ فاعل ہو یا مفعول۔
مثال فاعل کی جیسا کہ قَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ بِالْحَقِّ۔ مثال مفعول کی جیسا کہ اشتريت الفرس بسرجه

☆:۔ للتعدية

لغوی معنٰی:۔ تعدیہ کے لغوی معنی آگے بڑھنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں با تعدیہ کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے ذریعے فعل لازمی کو متعدی کیا گیا ہے۔
نحو قوله تعالىٰ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ ونحو ذهبت بزيد اى اذهبتهٗ

مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ ذھب فعل، اللہ اسم جلیل فاعل، بــا جار، نــورِ مضاف، ھـم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ بــا جار کے لئے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے، ذھـب فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ اور بدل ہوا مبدل منہ کے لئے۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر یا قول اپنے مقولے سے ملکر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کیلئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ، نحو مضاف ذھبت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، با جار، زید مجرور با جار کے لئے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے، ذھبت فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسَّر، ای حرف تفسیر، اذھبت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

وللمقابلة نحو اشتريت العبد بالفرس

واؤ عاطفہ، لام جار، المقابلة مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف نحو مضاف، اشتریت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، العبد مفعول بہ، با جار، الفرس مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اشتریت فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للمقابلة

لغوی معنٰی:۔ مقابلہ لغت میں عوض کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں با مقابلہ کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول عوض یا بدل بن رہا ہے کسی چیز کے لئے۔ اس باء کو باء ثمن اور باء عوض بھی کہتے ہیں نحو اشتريت العبد بالفرس

وللقسم نحو باللہ لافعلن کذا

واؤ عاطفہ، لام جار، القسم مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، بـا جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم، لام ابتدائیہ تاکیدیہ، افعلن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، کذا کنایہ غیر عددیہ (یعنی یہاں کذا کسی مبہم عدد کی طرف اشارے کے لئے استعمال نہیں ہوا جیسا کہ عندی کذا رجلا میں مبہم عدد کی طرف اشارے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور یہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے) منصوب محلا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو کا۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللاستعطاف نحو ارحم بزید

واؤ عاطفہ، لام جار، الاستعطاف مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف نحو مضاف، ارحم فعل، انت

☆۷. للقسم لغوی معنٰی:۔ قسم کا لغوی معنٰی ہے پکا کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں باقسم کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے کسی کام (یا بات) کو پکا کیا گیا ہے۔

جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسِم، مقسم بہ، حرف قسم، جواب قسم۔ نحو باللہ لافعلن کذا

☆۸. للاستعطاف لغوی معنٰی:۔ استعطاف کا لغوی معنٰی نرمی طلب کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں با استعطاف کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے مخاطب کے دل کو نرم کرنے کے لئے اور حقیقت میں میرا مدخول مقسم بہ نہیں ہے۔

یا اصطلاح میں با استعطاف کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے متکلم مخاطب کے دل کی نرمی چاہتا ہے۔ جیسے: بحیاتک اخبرنی

پہلی تعریف کے مطابق اس مثال کا معنٰی یہ ہے کہ قسم ہے تیری حیاتی (زندگی) کی تو مجھ کو خبر دے۔

دوسری تعریف کے مطابق اس مثال کا معنٰی یہ ہے کہ تیری حیاتی (زندگی) کا واسطہ تو مجھ کو خبر دے۔

علامت:۔ با استعطاف کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد ہمیشہ جملہ انشائیہ فعل طلب کا ہوگا۔ اسی وجہ سے بعض حضرات نے ارحم بزید والی مثال کو تسامح (چشم پوشی، بھول چوک) پر محمول کیا ہے۔ یعنی یہ مثال یوں ہونی چاہیے تھی بزید ارحم۔

ضمیر مستتر فاعل، بہا استعطافیہ جار، زید مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ارحم فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل حذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو بحیاتک اخبرنی ۔ترکیب نمبرا:۔ نحو مضاف، با قسمیہ جار، حیات مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مقسم بہ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اقسم فعل محذوف کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ اَخبِرْ فعل، انت ضمیر مستتر فاعل، نون وقایہ، ی ضمیر متکلم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہو کر بتاویل حذا الترکیب کے مضاف الیہ۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترکیب نمبر۲:۔ نحو مضاف، بہا استعطافیہ جار، حیاتِ مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستعطف بہ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق استعطفت فعل محذوف کے ساتھ۔ استعطفت فعل ت ضمیر بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر استعطاف، اَخبِرْ فعل، انت ضمیر مستتر فاعل۔ نون وقایہ، ی ضمیر متکلم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب استعطاف۔ استعطاف اپنے جواب استعطاف سے ملکر جملہ استعطافیہ انشائیہ ہو کر بتاویل حذا الترکیب کے مضاف الیہ۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

وللظرفیۃ نحو زید بالبلد

واؤ عاطفہ، لام جار، الظرفیہ مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، زید مبتداء، با جار، البلد

☆:۔ للظرفیۃ   لغوی معنٰی:۔   ظرف کا لغوی معنی ہے قرار پکڑنا

اصطلاحی معنٰی:۔   اصطلاح میں با ظرفیت کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول میں کسی چیز نے قرار پکڑا ہے۔ نام رکھا جاتا ہے قرار پکڑنے والی چیز کا مظروف اور اسکے مدخول کا ظرف۔ نحو زید بالبلد

مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا زید مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ۔ ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا زید مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللزیادة نحو قوله تعالى وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

واؤ عاطفہ، لام جار، الزیادۃ مجرور، جار مجرور مل کر معطوف۔ للظرفیۃ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للاستعطاف کے لئے پھر للاستعطاف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للقسم کے لئے پھر للقسم معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للمقابلۃ کے لئے پھر للمقابلۃ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للتعدیۃ کے لئے پھر للتعدیۃ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للمصاحبۃ کے لئے پھر للمصاحبۃ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للتعلیل کے لئے پھر للتعلیل معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ہوا ثبتت یا ثابتۃً مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا تکون کے لئے، یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم تکون خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع

☆:۔ للزیادۃ　　لغوی معنٰی:۔　زیادۃ کا لغوی معنی ہے زیادہ کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔　اصطلاح میں باز ائدہ وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اگر مجھے اپنے مدخول سے علیحدہ کر دیا جائے تو بھی اصلی معنے میں کوئی فرق نہ پڑے۔　نحو قوله تعالى وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَة

☆ لیس کے بعد عام طور پر باز ائدہ آتی ہے۔ نحو ومانقص من ذلک فلیس بحیض وھو استحاضہ

☆ فاعل اور مفعول پر بھی باز ائدہ آتی رہتی ہے۔ نحو وسمیتہ بھدایۃ النحو رجاء ان یھدی اللہ

~~فائدہ:۔ جو حروف جار زائدہ ہوتے ہیں وہ اپنے متعلق سے مستغنی ہوتے ہیں یعنی وہ اپنے متعلق کو نہیں چاہتے اور وہ جار مجرور مل کر کبھی فاعل بنتے ہیں جیسے کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا اور کبھی مفعول بنتے ہیں جیسے مذکورہ مثال میں اور کبھی مبتدا بنتے ہیں جیسے بحسبک درھم اور کبھی خبر بنتے ہیں جیسے وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ ما زید بقائم۔~~

بسوئے اسم تکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ تکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردلِ موموناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ واؤ قرانیہ، (یعنی واؤ کا ترکیبی حال ماقبل قرآن پاک کی آیت مبارکہ دیکھنے سے معلوم ہوگا) لا ناہیہ، تلقوا فعل واؤ ضمیر بارز فاعل، با زائدہ جار، ایدی مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر مفعول بہ۔ الی جار، التھلکۃ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے تُلقوا فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر مقولہ اور بدل ہوا مبدل منہ کے لئے۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر یا قول اپنے مقولے سے ملکر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واللام للاختصاص نحو الجل للفرس

اللام مبتداء، لام جارہ، الاختصاص مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ (اس کے معطوفات کا سلسلہ آگے للعاقبۃ تک ہے)

نحو مضاف الجل مبتداء لام جار، الفرس مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للاختصاص

لغوی معنٰی:۔ اختصاص کا لغوی معنی خاص ہونا اور تعلق پکڑنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں لام اختصاص کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ساتھ کسی چیز نے تعلق اور ربط پکڑا ہے۔ آگے ربط اور تعلق سے مراد عام ہے۔ خواہ وہ ملکیت والا ہو جیسا کہ المال لزید۔ مال ثابت ہے زید کے لئے۔ یا وہ تعلق تملیک (یعنی پہلے مالک نہ ہو پھر مالک بنا دیا جائے) والا ہو جیسا کہ وھبتُ لزید دینارًا۔ میں نے زید کو دینار ہبہ کیے۔ یا وہ تعلق نسبت والا ہو جیسے: الابنُ لزید۔ بیٹا ثابت ہے زید کیلئے۔ یا وہ تعلق اور ربط استحقاق کی صورت میں ہو جیسے: الحمد للہ رب العلمین۔ تمام تعریفیں ثابت ہیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یا وہ تعلق خصوصیت والا ہو جیسے: الجل للفرس۔ جل (گھوڑے پر زین کے نیچے ڈالنے والا کپڑا) ثابت ہے گھوڑے کے لئے۔

وللزیادۃنحو ردف لکم ای ردفکم

واؤعاطفہ، لام جار، الزیادۃ مجرور، جارمجرورملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، ردف فعل، ھوضمیر فاعل راجع بسوئے کسے (کوئی شخص) یااس کا فاعل مؤخر قرآن پاک کے اندرذکر ہے۔وہ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ہے، لام جار، کم ضمیر مجرور۔جاراپنے مجرور سے مل کرمفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اورمفعول بہ کے ساتھ مل کرمفسَّر ہوا۔ ای حرف تفسیر، ردف فعل، ھوضمیرفاعل کم ضمیر (منصوب معنا) مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مفسِّر ہوا۔مفسَّر اپنے مفسِّر سے مل کر بتاویل ھذاالترکیب مضاف الیہ ہوانحو مضاف کے لئے ۔نحومضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کرخبرہوامبتداءمحذوف مثالھا کیلئے۔مبتداءاپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللتعلیل نحو جئتک لاکرامک

واؤعاطفہ، لام جار، التعلیل مجرور، جارمجرورملکر معطوف علیہ معطوف نحو مضاف، جئت فعل، تُ ضمیر بارز فاعل ک ضمیرمفعول بہ، لام جار، اکرام مصدرمضاف، ک ضمیر مضاف الیہ معنا فاعل، اوراِیَّایَ مفعول بہ محذوف، یا کہ اکرام

☆:۔ للزیادۃ ،

لغوی معنٰی:۔ زیادۃ کالغوی معنی ہے زیادہ کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں لام زائدہ وہ ہوتا ہے جواس بات پردلالت کرے کہ اگر مجھے اپنے مدخول سے علیحدہ کردیا جائے تو بھی اصلی معنے میں کوئی فرق نہ پڑے۔نحو ردف لکم ای ردفکم .

☆:۔ للتعلیل

لغوی معنٰی:۔ تعلیل کالغوی معنی سبب یاعلت بیان کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں لام تعلیل کاوہ ہوتا ہے جواس بات پردلالت کرے کہ میرامدخول کسی کام کے لئے علت یاسبب بنتا ہے۔

نحو جئتک لاکرامک

~~☆ من بھی تعلیل کے لئے آتا ہے~~

~~۱: والنعس والکحل الامن علو~~

~~۲: وان کانت لاتحیض من صغر وکبر فعدتھا~~

~~۳: ولااظھار لواحد منھا الامن عیب وعدم رویۃ~~

~~۴: ان تخرج الامن عذر وان کان نصیبھامن شلوالمیت~~

مصدر مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ معناً مفعول، اور یا ضمیر متکلم محذوف معناً فاعل، اور اصل عبارت یوں تھی لا کرامی ایاک، پھر اکرام مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے جئت فعل کیساتھ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللقسم نحو للہ لا یُؤخَّرُ الاجل

واؤ عاطفہ، لام جار، القسم مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، لام قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اُقسم فعل محذوف کے ساتھ۔ اُقسم فعل، انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ لا نافیہ یُؤخّر فعل الاجلُ نائب فاعل۔ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہو کر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللمعاقبة نحو لزم الشر للشقاوة

واؤ عاطفہ، لام جار، المعاقبة مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، للقسم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر پھر معطوف

☆:۔ للقسم لغوی معنیٰ:۔ قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں لام قسمیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے کسی کام (یا بات) کو پکا کیا گیا ہے۔

جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسِم۔ مقسم بہ۔ حرف قسم۔ جواب قسم۔

نحو للہ لا یُؤخِّرُ الاجلَ (اللہ کی قسم وہ (اللہ) موت کو مؤخر نہیں کرے گا) نحو للہ لا یُؤخَّرُ الاجلُ (اللہ کی قسم موت مؤخر نہیں کی جائیگی)۔

☆:۔ للمعاقبة لغوی معنیٰ:۔ معاقبۃ کے لغوی معنی ہیں پیچھے آنا

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں لام معاقبۃ کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول کسی فعل کا انجام بن رہا ہے، یعنی میرا مدخول فاعل کی غرض تو نہیں ہے لیکن وہ اس کو حاصل ہو رہا ہے کسی فعل کے ساتھ تعلق پکڑنے کی وجہ سے۔ نحو لزم الشر للشقاوة. اس نے لازم پکڑا شر کو بدبختی کے لئے، یعنی شر اور برائی کا انجام بدبختی ہوا۔

☆ ایک لام جارہ کا نفع کے لئے ہوتا ہے۔ نحو اَلَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الاَرْضَ فِرَاشًا

ہوا للتعلیل کیلئے پھر للتعلیل معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر پھر معطوف ہوا للزیادۃ کے لئے پھر للزیادۃ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر پھر معطوف ہوا للاختصاص کے لئے، پھر للاختصاص معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا ثبتَ یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبتَ فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، لَزِمَ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے کسے (کوئی شخص)، الشر مفعول بہ، لام جار، الشقاوۃ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے لزم فعل کے ساتھ۔ لزم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و من وھی لابتداء الغایۃ نحو سرت من البصرۃ الی الکوفہ

واؤ استینافیہ، من بارادۂ لفظ مبتداء ہو اؤ زائدہ، ھی ضمیر مبتداء، لام جار، ابتداء مضاف، الغایہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور ملکر معطوف علیہ۔

نحو مضاف، سرتُ فعل، تُ ضمیر فاعل، من جار، البصرۃ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اول ہوئے سرتُ فعل کے ساتھ اور الیٰ جار، الکوفۃ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی ہوئے سرتُ فعل کے ساتھ۔ سرتُ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للابتداء الغایۃ　　　　من ثابت ہے ابتداء غایۃ (مسافت) کے لئے

لغوی معنٰی:۔ ابتداء کا لغوی معنٰی ہے شروع ہونا۔

اصطلاحی معنٰی:۔　　　اصطلاح میں من ابتدائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول سے کسی مسافت (سفر) یا کسی کام کی ابتداء کی گئی ہے۔ نحو سرت من البصرۃ الی الکوفۃ

وللتبعیض نحو اخذت من الدراھم ای بعض الدراھم

واؤعاطفہ، لام جار، التبعیض مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، اخذت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، من جار، دراھم مجرور۔ جار مجرور ملکر مفسَّر، ای حرف تفسیر، بعض مضاف، الدراھم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفسِّر۔ مفسَّر اپنے مفسِّر سے مل کر متعلق ہوئے اخذت فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا۔ مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللتبیین نحو قوله تعالٰی فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الاَوْثَانِ ای اَلرِّجْسَ الَّذِیْ هُوَالْاَوْثَان

واؤعاطفہ، لام جار، التبیین مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ معطوف، نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالٰی منقوش است بردلِ مومناں۔ تعالٰی فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل

☆:۔ للتبعیض　　لغوی معنٰی:۔　　تبعیض کا لغوی معنٰی ہے حصہ کرنا، بعض کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں من تبعیضیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول کسی چیز کا حصہ بن رہا ہے۔ نحو اخذت من الدراھم ای بعض الدراھم

☆:۔ للتبیین　　لغوی معنٰی:۔　　تبیین لغت میں بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں من بیانیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے ماقبل کسی لفظ کے معنے سے ابہام کو دور کیا گیا ہے۔

نحو قوله تعالی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَا نِ اَیْ اَلرِّجْسَ الَّذِیْ هُوَالْاَوْثَان

پس بچو تم پلیدی سے درانحال کہ وہ پلیدی ثابت ہے بتوں سے یعنی کفر اور شرک کی پلیدی سے بچو۔

~~متفرقات:۔~~

~~☆:۔ من بیانیہ کا ماقبل دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ معرفہ ہوگا یا نکرہ ہوگا۔ اگر ماقبل معرفہ ہو تو ترکیب میں حال واقع ہوگا۔ اگر ماقبل نکرہ ہو تو ترکیب میں صفت واقع ہوگی۔~~

~~☆امثلہ من بیانیہ~~

~~وما یلزم کل واحد من الذیون ——— نبذ من الاطناب (ھدایۃ ص ۲)۔~~

~~وما یقبلہ کل واحد منھما من الفعل ——— احکام الخروج من الحلال (نور الانوار ص ۱۰)۔~~

~~جمعا من المسیات (الحسامی ص ۹) ——— والذی یروی من التلبیث (ھدایۃ ص ۱۲)۔~~

اپنے فاعل سے ملکر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کیلئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ فاقر آنیہ اجتنبوا فعل، واؤ ضمیر فاعل۔ الرجس ذوالحال، من جار، الاَوثانِ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتاً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ یا کہ ثابتاً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفسَّر۔ ای حرف تفسیر۔ الرجسَ موصوف، الذی موصول، ھو ضمیر راجع بسوئے موصول مبتداء، الاوثانُ خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت ہوا موصوف کے لئے۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مفسِّر مفسَّر اپنے مفسِّر سے مل کر مفعول بہ ہوا اجتنبوا فعل کے لئے۔ اجتنبوا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر بدل ہوا مبدل منہ کے لئے۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللزيادة نحو قوله تعالى يَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ

واؤ عاطفہ، لام جار، الزیادۃ مجرور، جار مجرور مل کر معطوف، للتبیین معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا للتبعیض کے لئے پھر للتبعیض معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر پھر معطوف ہوا لابتداء الغایہ کے لئے پھر لابتداء الغایہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتَ یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کیلئے، یا کہ ثابتۃ

☆:۔ للزیادۃ

لغوی معنٰی:۔ زیادۃ کا لغوی معنی ہے زیادہ کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں مِـن زائدہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اگر مجھے اپنے مدخول سے علیحدہ کر دیا جائے تو بھی اصلی معنی میں کوئی فرق نہ پڑے۔ نحو قوله تعالى يَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ

متفرقات:۔

☆ غیر پر من کا لفظ آ جائے تو وہ من با کے حکم میں ہو جائے گا فان سقطت من غير برء (قدوری ص ۱۱)

صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است برامبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوا من مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردل مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ یغفو فعل ھو ضمیر اس کا فاعل لام جار کم ضمیر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے فعل کیساتھ۔ من جار، ذنوب مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر (منصوب معنا) مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل متعلق اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و الیٰ لانتھاء الغایة فی المکان نحو سرت من البصرة الی الکوفة

واؤ استئنافیہ۔ الیٰ بارادۂ لفظ مبتداء، لام جار، انتھاءِ مضاف، الغایہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ذوالحال۔ فی جار، المکان مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبتت یا ثابتةً مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل ھی ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر حال ہوا ذوالحال کیلئے، یا کہ ثابتةً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر حال ہوا ذوالحال کیلئے ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور۔ جار مجرور مل کر معطوف علیہ، اور اس مثال کی ترکیب ماقبل من لابتداء الغایة کے بیان میں گزر چکی ہے۔

☆:۔ للانتھاء الغایة فی المکان:۔ الیٰ ثابت ہے انتہاء غایہ (مسافت) کے لئے مکان میں

لغوی معنٰی:۔ انتہاء کا لغوی معنٰی ہے ختم ہونا۔

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں الیٰ انتہائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کسی مسافت (سفر) یا کسی کام کی انتہاء کی گئی ہے۔ نحو سرت من البصرة الی الکوفة

وللمصاحبة نحو قوله تعالیٰ وَلَا تَاکُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ ای مَعَ اَمْوَالِکُمْ

واؤ عاطفہ، لام جار، المصاحبة مجرور، جار مجرور مل کر معطوف، لابتداء الغایہ معطوف علیہ، لابتداء الغایہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتة مقدر کے ساتھ۔ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔یا کہ ثابتة صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است برا مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوا من مبتداء کے لئے۔مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بر دل مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔واؤ قرآنیہ، لاتاکلوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، اموال مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ۔مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول۔ الی جار، اموال مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ۔مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفسَّر، ای حرف تفسیر مع مضاف، اموال مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا مع مضاف کے لئے، مع مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفسر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر مجرور۔جار مجرور مل کر متعلق ہوئے تاکلوا فعل کے ساتھ۔فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر بدل ہوا مبدل منہ کے لئے۔مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ نحو مضاف کیلئے۔نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئے مبتداء محذوف مثالھا کیلئے۔مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

☆:۔ للمصاحبة

لغوی معنٰی:۔ مصاحبت کا لغوی معنی سنگ پکڑنا اور ساتھی بنانا۔

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں الیٰ مصاحبت کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول فعل کے معمول کا ساتھی بن رہا ہے۔آگے معمول سے مراد عام ہے خواہ فاعل ہو یا مفعول۔جس وقت الی مصاحبت کے لئے ہو اس وقت (مع) ساتھ کے معنٰی میں ہوگا۔ نحو قوله تعالى وَلَا تَاكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اَى مَعَ اَمْوَالِكُمْ

وقد یکون ما بعد ھا داخلا فی ماقبلھا ان کان مابعد ھا من جنس ماقبلھا نحو قولہ تعالیٰ

فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، یکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ما موصولہ (یا موصوفہ) بعد ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کیلئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر اسم ہوا یکون کا، داخلاً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم یکون خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم یکون، فی جار ما موصولہ (یا موصوفہ)، قبل ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا موصول اپنے صلے سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے داخلاً کے ساتھ، اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر خبر ہوا یکون کی۔ یکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء مقدم عند الکوفییّن (یا دال بر جزاء محذوف عند البصر یّین، گویا کہ بصریوں کے نزدیک یہی جملہ شرط کے بعد بطور جزاء کے محذوف ہے۔ کیونکہ بصریوں کے نزدیک جزاء ہمیشہ شرط سے مؤخر ہوتی ہے) اِنْ حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ما موصولہ (یا موصوفہ)، بعد ظرف مضاف ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر اسم ہوا کان کا، من حرف جار جنس مضاف، ما موصولہ (یا موصوفہ)، قبل ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر مضاف الیہ ہوا جنس مضاف کے لئے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور متعلق ہوئے ثبتَ یا ثابتاً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم کان۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا کان کے لئے۔ یا کہ ثابتاً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم کان خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم کان۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کان کے لئے

کان فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط موٴخر۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف علیہ۔
نحو مضاف، قول مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردل مومناں۔
تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ فاقرآئیہ، اغسلوا فعل، واؤ ضمیر بارز فاعل، وجوہ مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ایدی مضاف، کم ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ، الی جار، المرافق مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اغسلوا فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر مقولہ اور بدل ہوا مبدل منہ کیلئے، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ نحو مضاف کیلئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئے مبتداء محذوف مثالھا کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد لا یکون مابعد ھا داخلا فی ماقبلھا ان لم یکن مابعد ھا من جنس ما قبلھا نحو قولہ تعالیٰ ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ .

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، لایکون فعل نفی از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ما موصولہ (یاموصوفہ)، بعد ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کیلئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر اسم ہوا لایکون کا، داخلا صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم لایکون خود عامل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم لایکون، فی جار ما موصولہ (یا موصوفہ) قبل ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے داخلاً کے ساتھ، داخلاً اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر ہوا لایکون کی۔ لایکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء مقدم عند الکوفیین یا دال بر جزاء محذوف عند البصریین (گویا کہ بصریوں کے نزدیک یہی جملہ شرط کے بعد بطور جزاء

کے محذوف ہے)اِنْ حرف شرط لم یکن فعل جحد از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ، ما موصولہ(یا موصوفہ)، بعد ظرف مضاف،ہا ضمیر مجرور مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے ثبت فعل ، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول،فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔موصول اپنے صلے سے ملکر اسم ہوا لم یکن کا من حرف جار، جنس مضاف،ما موصولہ(یا موصوفہ)، قبل ظرف مضاف،ہا ضمیر مجرور مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کیلئے،ثبت فعل،ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول،فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔موصول اپنے صلے سے ملکر مضاف الیہ ہوا جنس مضاف کیلئے،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا،جار مجرور متعلق ہوئے ثبت یا ثابتاً مقدر کیساتھ،ثبت فعل،ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم لم یکن۔فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا لم یکن کے لئے۔یا کہ ثابتاً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم لم یکن خود عمل مل فعلہ،ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم لم یکن،اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا لم یکن کیلئے۔لم یکن فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر۔شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ معطوفہ۔

وحتى لانتهاء الغاية فى الزمان نحو نمت البارحة حتى الصباح

واؤ استئنافیہ حتّی بارادۂ لفظ مبتداء ،لام جار،انتهاءِ مضاف،الغاية مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ذوالحال۔فی جار، الزمان مجرور،جار مجرور معطوف علیہ،نحو مضاف،نمت فعل،تُ ضمیر بارز فاعل،البارحة مفعول فیہ حتّی جار،الصباح مجرور،جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے نمت فعل کے ساتھ،فعل اپنے فاعل،مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا التركيب مضاف الیہ نحو مضاف کیلئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوئی مبتداء محذوف کیلئے۔مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للانتهاء الغاية فى الزمان. لغوی معنٰی:۔ انتہاء کا لغوی معنی ہے ختم ہونا۔
اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں حتّی انتہائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کسی مسافت (سفر) یا کسی کام کی انتہاء کی گئی ہے۔ نحو نمت البارحة حتى الصباح

و فی المکان نحو سرت البلد حتی السوق

واؤ عاطفہ فی جار، المکان مجرور، جار مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃً مقدر کیساتھ۔ ثبت فعل ھی ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر حال ہوا ذوالحال کیلئے ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور۔ جار مجرور مل کر معطوف علیہ، نحو مضاف، سرت فعل ت ضمیر بارز فاعل، البلد مفعول فیہ ، حتّی جار، السوق مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے سرت فعل کیساتھ، فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر مبتداء محذوف کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وللمصاحبۃ نحو قرأت وردی حتی الدعاء ای مع الدعاء

واؤ عاطفہ، لام جار، المصاحبۃ مجرور، جار مجرور مل کر معطوف، لابتداء الغایہ معطوف علیہ کیلئے، لابتداء الغایہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے۔ ثبتَ یا ثابتۃ مقدر کیساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوا حتّی مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للانتہاء الغایۃ فی المکان — لغوی معنیٰ:۔ انتہاء کا لغوی معنی ہے ختم ہونا۔

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں حتّی انتہائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کسی مسافت (سفر) یا کسی کام کی انتہاء کی گئی ہے۔ نحو سرت البلد حتی السوق

☆:۔ للمصاحبۃ — لغوی معنیٰ:۔ مصاحبت کا لغوی معنی سنگ پکڑنا اور ساتھی بنانا۔

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں (حتّی) مصاحبت کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرا مدخول فعل کے معمول کا ساتھی بن رہا ہے۔ آگے معمول سے مراد عام ہے خواہ فاعل ہو یا مفعول۔ نحو قرات وردی حتی الدعاء ای مع الدعاء

نحو مضاف، قرات فعل، ت ضمیر بارز فاعل ہو کر مضاف، ی ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، حتّٰی جار، الدعاء مجرور، جار مجرور ملکر مفسّر، ای حرف تفسیر مع مضاف، الدعاء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر متعلق ہوئے قرات فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوئی مبتداء محذوف کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ومابعدها قد یکون داخلا فی حکم ما قبلهانحو اکلت السمکة حتی راسها

واؤ استینافیہ، ما موصولہ (یا موصوفہ)، بعد ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر مبتداء، قد حرف تحقیق مع التقلیل، یکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھو ضمیر اسم راجع بسوئے مبتداء، داخلا صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است براسم یکون خود عمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم یکون، فی جار، حکم مضاف، ما موصولہ (یا موصوفہ)، قبل ظرف مضاف، ھا ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت (یا وقع) فعل محذوف کے لئے، ثبت فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے موصول، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے مل کر مضاف الیہ ہوا حکم کا۔ حکم مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے داخلاً کے ساتھ، داخلاً اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر خبر ہوا یکون کی۔ یکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، اکلت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، السمکۃ مفعول بہ، حتّٰی جار، راس مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اکلت فعل کیساتھ، فعل اپنے فاعل، مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالها کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد لا يكون داخلا فيه نحو المثال المذكور

واؤ استینافیہ ، قد حرف تحقیق مع التقلیل ،لا نافیہ یکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ، ھو ضمیر اسم راجع بسوئے مابعد (حتّٰی) ، داخلا صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم لایکون خود بعمل عمل فعلہ ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم لایکون، فی جار، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے داخلاً کے ساتھ،داخلاً اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوا لایکون کی۔لایکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، المثال موصوف،المذکور صفت،موصوف صفت ملکر مضاف الیہ ہوئے نحو مضاف کیلئے نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی ،مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

وهي مختصّةٌ بالاسم الظاهر بخلاف الى فلا يقال حتاه ويقال اليه

واؤ استینافیہ ،ھی ضمیر مبتداء راجع بسوئے حتّٰی ،مختصۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود بعمل عمل فعلہ ،ھی ضمیر مستتر راجع بسوئے مبتداء ذوالحال۔با جار،الاسم موصوف،الظاھر صفت،موصوف صفت ملکر مجرور۔جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مختصۃ کے ساتھ۔با جار،خلاف مضاف،الی بارادۂ لفظ مضاف الیہ۔مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔جار مجرور ملکر متعلق ہوئے متلبسۃً کے ساتھ۔ متلبسۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود بعمل عمل فعلہ ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر حال ہوا ذوالحال کیلئے۔ذوالحال اپنے حال سے مل کر نائب فاعل۔مختصۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فا فصیحیہ ہے اسکی شرط اذا کان الامرُ کذلک محذوف ہے، لا یقال فعل منفی،حتاہ بارادۂ لفظ نائب فاعل فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف علیہ،واؤ عاطفہ،یقال فعل مثبت،الیہ بارادۂ لفظ نائب فاعل،فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء۔شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

وعلی للاستعلاء نحو زید علی السطح و علیه دینٌ

واؤ استینافیہ، علی بارادۂ لفظ مبتداء، لام جارہ، الاستعلاء مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے۔ ثبت یا ثابتۃ مقدر کیساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوا اول مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، زید مبتداء، علی جار، السطح مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کیساتھ۔ ثبت فعل ھو ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ۔ ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، علی جار، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء مؤخر۔ فعل

☆ ۱۔ للاستعلاء

لغوی معنی:۔ بلند ہونا

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں علی استعلائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کوئی چیز بلند کی گئی ہے۔ بلند ہونے والی چیز کو مستعلی اور علی کے مدخول کو مستعلی علیہ کہتے ہیں۔

استعلاء دو قسم پر ہے۔ استعلاء حقیقی، استعلاء مجازی۔

استعلاء حقیقی:۔ استعلاء حقیقی اسے کہتے ہیں کہ مستعلی کا وجود مستعلا علیہ پر حسا موجود ہو (یعنی آنکھوں سے نظر آئے) جیسے زید علی السطح

استعلاء حکمی:۔ استعلاء حکمی اسے کہتے ہیں کہ مستعلی کا وجود مستعلا علیہ پر حسا موجود نہ ہو (یعنی آنکھوں سے نظر نہ آئے) جیسے علیہ دین

نحو زید علی السطح

☆ علی لزوم کے معنی میں نحو علی الامۃ الاحداد (قدوری ص ۱۴۱)

علی المعتدۃ ان تعتد فی المنزل کان علیھم مثل الدین (قدوری)

اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا دین مبتداء مؤخر کیلئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتداء مؤخر خود عمل عمل فعلہ ہو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء مؤخر کیلئے مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تكون بمعنى الباء نحو مررت عليه بمعنى مررت به

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل (قلت اور کمی کے ساتھ کسی بات کو ثابت کرنا)، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر مستتر اسم، راجع بسوئے علی، با جار بمعنیٰ مضاف، الباء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون ۔فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم تکون خود عمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، مررت علیہ بارادۂ لفظ موصوف۔ با جار بمعنیٰ مضاف۔ مررت بہ بارادۂ لفظ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل ھی ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہوا موصوف کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ

☆:۔ بمعنی الباء

اصطلاحی معنیٰ:۔ علی بمعنی الباء یعنی علی باء کے معنیٰ میں۔ نحو مررت علیہ بمعنیٰ مررت بہ

متفرقات:۔

☆ غیر پر اگر علی کا لفظ آ جائے تو وہ علی با کے حکم میں ہو جائے گا

وان شدھا علی غیر وضوء (قدوری ص ۱۱)

است بر موصوف خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے موصوف۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت ہوا موصوف کے لئے۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تکون بمعنی فی نحو قوله تعالیٰ اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ ای فِی سَفَرٍ

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل (قلت اور کمی کے ساتھ کسی بات کو ثابت کرنا)، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ، ھی ضمیر مستتر اسم، راجع بسوئے علیٰ ، با جار، معنی مضاف، فی بارادۂ لفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم تکون خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بر دل مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کیلئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ اِن حرف شرط، کنتم فعل از افعال ناقصہ، تُمْ ضمیر مرفوع متصل بارز اسم، علیٰ جار، سفر مجرور۔ جار مجرور مل کر مفسَّر، ای حرف تفسیر، فی جار، سفر مجرور، جار مجرور مل کر

☆:۔ بمعنی فی

اصطلاحی معنی:۔ علیٰ بمعنی فی یعنی علیٰ فی کے معنی میں۔ نحو قوله تعالیٰ اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ اَیْ فِی سَفَرٍ

متفرقات:۔

☆ شہد یشہد کے بعد علیٰ آجائے تو وہ ضرر کے لئے ہوگا۔

وان شهد شاهدان على الامراة مانكاح بمقدار مهر مثلها

☆ علیٰ یہ عوض کے معنی میں بھی آتا ہے۔

وان طلقها على مال فقبلت وقع

مفسِّر۔ مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر متعلق ہوئے نِعمَ یا ناہیمن مقدر کے ساتھ۔ نِعمَ فعل نِعْمَ ضمیر بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا کان کی۔ یا کرنا ہیمن صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است برا سم کان خود عمل عمل فعلہ، الھم ضمیر فاعل۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا کان کی۔ کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط۔ اور اسکی جزاء فرھن مقبوضۃ یہاں محذوف لیکن قرآن پاک کے اندر مذکور ہے۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر معقولہ اور بدل ہوا مبدل منہ کیلئے۔ مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالہا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وعن للبعد والمجاوزة نحو رميت السهم عن القوس الى الصيد

واؤ استینافیہ، عن بارادۂ لفظ مبتداء، لام جارہ، البعد معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، المجاوزۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے نِعتَ یا ثابعۃٌ مقدر کے ساتھ۔ نِعتَ فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ نِعتَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کرنا ثابعۃٌ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود عمل عمل فعلہ ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا عن مبتداء کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، رمیت فعل، ت ضمیر بارز فاعل۔ السھم مفعول بہ۔ عن جار۔ القوس مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے رمیت فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ وصل الی الصید معطوف، معطوف علیہ

☆:۔للبعد و المجاوزۃ

لغوی معنٰی:۔ دور ہونا اور تجاوز کرنا اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں عن مجاوزت کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول سے کوئی چیز تجاوز کر گئی ہے۔ نام رکھا جاتا ہے تجاوز کرنے والی چیز کا مجاوز اور میرے مدخول کا مجاوز عنہ۔ رمیت السھم عن القوس.

آگے یہ تجاوز تین قسم پر ہے۔ ۱۔ انفکاک (جدا ہونا) مجاوز کا مجاوز عنہ سے ہو اور وصول الی الثالث بھی ہو جیسے۔ رمیت السھم عن القوس و وصل الی الصید. ۲۔ انفکاک (جدا ہونا) مجاوز کا مجاوز عنہ سے ہو اور وصول الی الثالث نہ ہو جیسے۔ رمیت السھم عن القوس. ۳۔ انفکاک (جدا ہونا) مجاوز کا مجاوز عنہ سے نہ ہو اور وصول الی الثالث ہو جائے جیسے۔ رمیت

اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وفی للظرفیۃ نحو المال فی الکیس ونظرت فی الکتاب

واؤ استئنافیہ۔ فی بارادۂ لفظ مبتداء، لام جار، الظرفیۃ مجرور، جار مجرور معطوف علیہ، نحو مضاف، المال مبتداء فی جار، الکیس مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ ثابت صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ۔ نظرت فعل، ت ضمیر بارز فاعل۔ فی جار، الکتاب مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے نظرت فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔ للظرفیۃ

لغوی معنی:۔ قرار پکڑنا

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں فی ظرفیت کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول میں کسی چیز نے قرار پکڑا ہے نام رکھا جاتا ہے قرار پکڑنے والی چیز کا مظروف اور فی کے مدخول کا ظرف۔

ظرف دو قسم پر ہے۔ ۱۔ ظرف حقیقی۔ ۲۔ ظرف مجازی

۔ظرف حقیقی:۔

مظروف کا وجود ظرف کے اندر حسًا موجود ہو۔ جیسے المال فی الکیس

۲۔ ظرف مجازی:۔

مظروف کا وجود ظرف کے اندر حسًا موجود نہ ہو لیکن اتصال مظروف کا ظرف کے ساتھ اسطرح ہو گویا مظروف کا وجود ظرف کے اندر حسًا موجود ہے۔ جیسے نظرت فی الکتاب

وللاستعلاء نحو قوله تعالیٰ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوْعِ النَّخْلِ

واؤ عاطفہ، لام جار، الاستعلاء مجرور، جار مجرور مل کر معطوف، للظرفیۃ معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے۔ ثبتت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبتت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود فاعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوا فی مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، قولِ مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بر دل مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کے لئے۔ قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ۔ واؤ قرآنیہ۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ۔ اصلبن فعل۔ انا ضمیر مستتر فاعل۔ کم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ۔ فی جار۔ جذوع مضاف۔ النخل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا لاصلبن فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۷:۔ للاستعلاء

لغوی معنیٰ:۔ بلند کرنا

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں فی استعلائیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول پر کوئی چیز بلند لی گئی ہے۔ بلند ہونے والی چیز کو مستعلی اور علی کے مدخول کو مستعلیٰ علیہ کہتے ہیں۔

استعلاء دو قسم پر ہے۔ استعلاء حقیقی، استعلاء مجازی۔

استعلاء حقیقی:۔ استعلاء حقیقی اسے کہتے ہیں کہ مستعلی کا وجود مستعلا علیہ پر حساً موجود ہو (یعنی آنکھوں سے نظر آئے)

استعلاء حکمی:۔ استعلاء حکمی اسے کہتے ہیں کہ مستعلی کا وجود مستعلا علیہ پر حساً موجود نہ ہو (یعنی آنکھوں سے نظر نہ آئے)

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوْعِ النَّخْلِ

والكاف للتشبيه نحو زيد كالاسد

واؤ استئنافیہ۔ کاف مبتداء، لام جار، التشبیہ مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے۔ ثبت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

نحو مضاف زید مبتداء۔ کاف جار، الاسد مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ھو ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہو کر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کیلئے۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

☆:۔ للتشبیہ

لغوی معنیٰ:۔ تشبیہ دینا اور شریک کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ:۔ اصطلاح میں کاف تشبیہ کا وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسے زید کالاسد۔ جہاں تشبیہ ہو گی وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ مشبہ:۔ جس کو تشبیہ دی جائے۔

۲۔ مشبہ بہ:۔ جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔

۳۔ حرف تشبیہ:۔ جس حرف کے ذریعے تشبیہ دی جائے۔

۴۔ وجہ تشبیہ:۔ جس وجہ سے یعنی جس بات میں تشبیہ دی جائے۔

☆ نحو مثل اور کاف بمعنی مثل کے خبر مبتدا محذوف کی ہوتی ہیں

ولا تجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر فغير احد اوصافه كماء المد والماء الذي يختلط به الاشنان والصابون والزعفران (القدوری ص ۵) الماء كالاشربة والخل والمرق (القدوری ص ۵)

وما يكون في البيوت مثل الحية والفارة مكروه (القدوری ص ۸)

وقد تكون زائدة نحو قوله تعالىٰ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ہھی ضمیر مستتر اسم، راجع بسوئے کاف۔ زائدۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است براسم تکون خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون ۔اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا تکون کے لئے۔تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف،قول مصدر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر ذوالحال راجع بسوئے اللہ تعالیٰ منقوش است بردل مومناں۔ تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔فعل اپنے فاعل سے ملکر حال۔ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا قول مصدر کیلئے۔قول مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبدل منہ۔لیس فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر۔ ک (زائدہ) جار،مثل مضاف،ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر اپنے متعلق سے مستقر ہوکر خبر مقدم، شئی اسم مؤخر۔فعل اپنی خبر مقدم اور اسم مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ ناقصہ ہوکر بدل ہوا مبدل منہ کیلئے مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے۔نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ومذ ومنذ لابتداء الغاية في الزمان الماضي نحو ما رايته مذ يوم الجمعة او منذ يوم الجمعة اى ابتداء عدم رؤيتي اياه كان يوم الجمعة الى الآنَ.

واؤ استینافیہ، مذ بارادۂ لفظ معطوف علیہ،واؤ عاطفہ، منذ بارادۂ لفظ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتداء، لام جار،ابتداء مضاف،الغاية ذوالحال۔في جار،الزمان موصوف،الماضي صفت،موصوف صفت ملکر مجرور،

☆:۔زائدۃ

لغوی معنی:۔ زیادۃ کا لغوی معنی ہے زیادہ کرنا

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں کاف زائدہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اگر مجھے اپنے مدخول سے علیحدہ کردیا جائے تو بھی اصلی معنی میں کوئی فرق نہ پڑے۔جیسا کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

☆:۔مذ ومنذ لابتداء الغاية في الزمان الماضي:۔

مذ ومنذ ثابت ہیں ابتداء غایۃ (مسافت) کے لئے زمانہ ماضی میں

جار مجرور مل کر متعلق ہوئے نبعث یا ثابعۃً مقدر کے ساتھ۔ نبعث فعل ھی ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر حال ہوا ذوالحال کے لئے۔ یا کہ ثابعۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر ذوالحال خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر حال ہوا ذوالحال کیلئے ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ابتغا فعل کے ساتھ۔ ابتغا فعل الف ضمیر بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابعان صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھما ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، ما نافیہ، رایت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، مذ جار، یوم مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر معطوف علیہ۔ او عاطفہ، منذ جار، یوم مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر متعلق ہوا رأیت فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفسّر۔ ای حرف تفسیر۔ ابتداء مصدر مضاف یعمل عمل فعلہ۔ عدم مضاف الیہ، مضاف (ومرفوع معنًا بنا بر فاعلیت) ۔ رؤیۃ مصدر مضاف الیہ مضاف۔ یا ضمیر متکلم مضاف الیہ (ومرفوع معنًا بنا بر فاعلیت)۔ ایاہ ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ رؤیۃ مصدر کے لئے۔ رؤیۃ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا عدم کیلئے، عدم مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا ابتداء مصدر کیلئے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء۔ کان فعل از افعال ناقصہ، ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے مبتداء کان کا اسم۔ یوم مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوا کان کی۔ الیٰ جار، الآنَ مجرور و منصوب محلًا مفعول بہ غیر صریح، جار مجرور ملکر متعلق کان فعل ناقص کے۔ کان فعل اپنے اسم و خبر اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مفسِّر۔ مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر جملہ تفسیریہ ہوکر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تکونان بمعنی جمیع المدۃ نحو ما رایتہ مذ یومین او منذ یومین ای جمیع مدۃ انقطاع رؤیتی ایاہ یومان

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، تکونان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، الف ضمیر بارز اسم، راجع بسوئے مذ یا منذ، ب جار معنی مضاف، جمیع مضاف الیہ مضاف، المدۃ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر پھر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبتا یا ثابتان مقدر کے ساتھ۔ ثبتا فعل، الف ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکونان۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا تکونان کے لئے، یا کہ ثابتان صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم تکونان خود یعمل عمل فعلہ، ھم ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکونان۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا تکونان کے لئے۔ تکونان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، ما نافیہ، رایت فعل، ت ضمیر بارز فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ۔ مذ جار، یومین مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ۔ او حرف عطف، منذ جار، یومین مجرور، جار مجرور ملکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا، رایت فعل کے ساتھ۔ رایت فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسّر، ای حرف تفسیر، جمیع مصدر مضاف یعمل عمل فعلہ، مدۃ مضاف الیہ مضاف، انقطاع مضاف الیہ مضاف۔ رؤیت مصدر مضاف الیہ مضاف یا ضمیر متکلم مضاف الیہ، ایاہ ضمیر منصوب مفعول بہ رؤیت مصدر کے لئے۔ رؤیت مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا انقطاع کے لئے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا مدۃ کے لئے پھر مدۃ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا جمیع کے لئے۔ جمیع مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء، یومان خبر۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفسّر، مفسّر اپنے مفسّر سے ملکر جملہ تفسیریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

☆:۔ بمعنی جمیع المدۃ — مذ ومنذ ثابت ہیں تمام مدت کے معنی میں

اصطلاحی معنی:۔ — اصطلاح میں مذ ومنذ دو غرضوں کے لئے آتے ہیں۔ ۱۔ زمانہ ماضی میں کسی کام کی ابتدائی مدت بتانے کے لئے نحو ما رایتہ مذ یوم الجمعۃ او منذ یوم الجمعۃ ای ابتداء عدم رؤیتی ایاہ کان یوم الجمعۃ الی الان۔ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتداء جمعہ کا دن ہے) ۲۔ کسی کام کی کل مدت بتانے کے لئے۔ نحو ما رایتہ مذ یومین او منذ یومین ای جمیع مدۃ انقطاع رؤیتی ایاہ یومان (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے)۔

ورب للتقليل ولا يكون مجرورها الا نكرة موصوفة ولا يكون متعلقه الافعلا ماضيا نحو رب رجل كريم لقيت

واؤ استینافیہ۔ رب باراوہ لفظ مبتداء، لام جار، التقليل مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے۔ ثبتَ یا ثابتة مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، هی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتة صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، هی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ۔ قد حرف تحقیق مع التقلیل، لا یکون فعل منفی از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر مجرور مضاف، ها ضمیر مضاف الیہ راجع بسوئے رب، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم ہوا لا یکون کا۔ الاَّ حرف استثناء (یا استثنائیہ ملغی از عمل یعنی عمل سے خالی)۔ نکرۃ موصوف، موصوفة صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ هی ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے موصوف، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مستثنیٰ مفرغ خبر، (الاَّ سے پہلے شیأ مستثنیٰ منہ محذوف ہے) لا یکون فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، لا یکون فعل منفی از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، متعلقُ مضاف، هٗ ضمیر مضاف الیہ راجع بسوئے رب، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم ہوا لا یکون کا۔ الاَّ حرف استثناء (یا استثنائیہ ملغی از عمل یعنی عمل سے خالی)، فعلا موصوف، ماضیا صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ۔ هو فاعل ضمیر راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر صفت ہوا موصوف کی، موصوف

☆:۔ للتقلیل

لغوی معنی:۔ کمی کرنا

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں رُبّ تقلیلیہ وہ ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے قلیل (تھوڑے) افراد کے ساتھ مابعد فعل کا تعلق ہے۔ جیسا کہ رُبَّ رجل کریم لقیتہ

اپنی صفت سے ملکر مستثنیٰ مفرغ خبر، (الاّ سے پہلے شیأ مستثنیٰ منہ محذوف ہے)، لایکون فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

نحو مضاف، رب جار برائے تقلیل، رجل موصوف۔ کریم صیغہ صفت مشبہ تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود بالعمل عمل فعلہ۔ ھو ضمیر راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر صفت ہوا موصوف کی۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر مفعول بہ مقدم، لقیت (جواب رُبَّ) فعل۔ تُ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب کا دوسرا انداز:۔

نحو مضاف، رب جار برائے تقلیل، رجل موصوف، کریم صیغہ صفت مشبہ تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود بالعمل عمل فعلہ۔ ھو ضمیر راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر اپنے متعلق سے مستغنی ہوکر باعتبار لفظ کے نہ باعتبار معنی کے (من حیث اللفظ لا من حیث المعنی) مرفوع محلاً مبتداء، لقیت فعل۔ تُ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جواب رُبَّ سد مسد خبر (قائم مقام خبر کے)۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تدخل علی الضمیر المبھم، ولایکون تمیزہ الا نکرۃ موصوفۃ نحو ربہ رجلا جوادا

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، تدخل فعل، ھی ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے رُبَّ، علی جار، الضمیر موصوف، المبھم صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوے تدخل فعل کے ساتھ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ، لایکون فعل منفی از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب

☆:۔تدخل علی الضمیر المبھم

کبھی کبھی رب ضمیر مبہم پر بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ربہ رجلا جوادا

الخمر متمیز مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر لایکون کا اسم الأحرف استثناء (یا استثنائیہ ملغٰی از عمل یعنی عمل سے خالی)، نکرۃ موصوف موصوفۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود بعمل عمل فعلہ۔ ھی ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے موصوف، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مستثنٰی مفرغ خبر، (الّا سے پہلے شیئاً مستثنٰی منہ محذوف ہے)، لایکون فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

نحو مضاف، رُبَّ جارہ ہ ضمیر مبہم ممیز ناصب التمیز، رجلا موصوف، جوّاد صیغہ مبالغہ تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود بعمل عمل فعلہ ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے موصوف، صیغہ مبالغہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مجرور، جار مجرور ملکر اپنے متعلق سے مستغنی ہو کر باعتبار لفظ کے نہ باعتبار معنٰی کے (من حیث اللفظ لا من حیث المعنیٰ) مرفوع محلا مبتداء، لقیت فعل محذوف، جواب رُبَّ سد مسد خبر (قائم مقام خبر کے)۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

والواؤ للقسم وھی لا تدخل الاعلی الاسم الظاھر لا علی المضمر نحو واللہ لاشربن اللبن

واؤ استینافیہ، الواؤ مبتداء، لام جارہ، القسم مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے۔ ثبت یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر

(☆:۔ للقسم

لغوی معنٰی:۔ قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں واؤ قسم کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے کسی کام (یا بات) کو پکا کیا گیا ہے۔

جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسم۔ مقسم بہ۔ حرف قسم۔ جواب قسم۔

نحو واللہ لاشربن اللبن

خبر ہوا الواؤ مبتداء کے لئے، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ہوا۔ استینافیہ، ھی ضمیر مبتداء، لا تدخل فعل، الا حرف استثناء (یا استثنائیہ ملغیٰ از عمل یعنی عمل سے خالی)، علی جار، الاسم موصوف، الظاھر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، لا حرف عاطفہ، علی جار، المضمر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر مستثنیٰ مفرغ ہوکر متعلق ہوا لا تدخل فعل کے ساتھ، (الا سے پہلے علی شئ مستثنیٰ منہ محذوف ہے)، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر۔ ھی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ، اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ اضربن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، اللبن مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو کا۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد تکون بمعنی رب نحو وعالم یعمل بعلمہ ای رب عالم یعمل بعلمہ

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر مستتر اسم، راجع بسوئے واؤ، با جار، معنیٰ مضاف، رُبَّ بارادۃ لفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃً مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون ۔فعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر خبر ہوا تکون کے لئے۔ یا کہ ثابتۃً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم تکون خود عامل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم تکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا تکون کے لئے۔ تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆:۔بمعنی رب

کبھی کبھی واؤ رب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

نحو وعالم یعمل بعلمہ ای رب عالم یعمل بعلمہ

نحو مضاف ہوا۔ بمعنی رُبَّ جار۔ عالم موصوف، یعمل فعل ہو ضمیر مستتر فاعل، بہا جار، علم مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے یعمل فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر مفسَّر۔ ای حرف تفسیر رُبَّ جار، عالم موصوف، یعمل فعل ہو ضمیر مستتر فاعل۔ بہا جار، علم مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے یعمل فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر متعلق سے مستغنی ہوکر باعتبار لفظ کے نہ باعتبار معنی کے (من حیث اللفظ لا من حیث المعنی) مرفوع محلاً مبتداء، ملقیت فعل محذوف، جواب رُبَّ سد مسد خبر (قائم مقام خبر کے)۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کے لئے، نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

والتاء للقسم وھی لا تدخل الا علی اسم اللہ تعالیٰ نحو تاللہ لا ضربن زیدا

واؤ استینافیہ، التاء مبتداء، لام جار، القسم مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثبتَ یا ثابتۃ مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر خبر ہوا التا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ، ھی ضمیر مبتداء، لا تدخل فعل، الا حرف استثناء (یا استثنائیہ ملغی از عمل یعنی عمل سے خالی)، علی جار

☆:۔ للقسم

لغوی معنی:۔ قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا

اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح میں تاء قسم کی وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ میرے مدخول کے ذریعے کسی کام کو پکا کیا گیا ہے۔

جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسم۔ مقسم بہ۔ حرف قسم۔ جواب قسم۔

نحو تاللہ لا ضربن زیدا

اسم مضاف، اللہ اسم جلیل ذوالحال، تعالیٰ فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے ذوالحال، فعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ ہوا اسم کا۔ اسم مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا۔ جار مجرور ملکر مستثنیٰ مفرغ ہو کر متعلق ہوئے لا تدخل فعل کے ساتھ، (الّا سے پہلے علی شیٍٔ مستثنیٰ منہ محذوف ہے)، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر۔ ھی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف، تا جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کیساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ اضربن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، زیداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا نحو کا۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا (ھا ضمیر راجع بسوئے جملہ اسمیہ مصدرۃ بانّ ولام ابتداء) کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اعلم انه لا بد للقسم من الجواب فان كان جوابه جملة اسمية فان كانت مثبتة وجب ان تكون مصدّرة بان اولام الابتداء نحو والله ان زيداً قائم والله لزيد قائم وان كانت منفية كانت مصدّرة بما ولا وان مثل والله ما زيد قائما ووالله لا زيد في الدار ولا عمرو و والله انْ زيد قائم.

اعلم فعل از افعال قلوب، انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم ورافع الخبر، "ہٗ" ضمیر شان اسم، راجع بسوئے معہود فی الذہن (یعنی ذہن کے اندر موجود ہے اور اس میں ابہام ہے مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہے)، لائے نفی جنس، بدّ مفرد موصول مبنی بر فتح، لام جار، القسم مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے بدّ کے ساتھ، من جار، الجواب مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے وُجِدَ یا مَوْجُوْدٌ مقدر کے ساتھ، وجد فعل، ھو ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے اسم لا، فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوا لائے نفی جنس کی، یا کہ موجود صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم لا خود (یعنی اسم مفعول کا صیغہ سہارا پکڑے ہوئے ہے اپنے لا کے اسم پر) یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا لائے نفی جنس کی، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا انّ کی، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر مفعول بہ ہوا قائم مقام دو مفعولوں کے، اعلم فعل اپنے فاعل اور

مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ فا تفصیلیہ، ان حرف شرط۔ کان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، جواب مضاف، ؤ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر کان کا اسم، جملۃ موصوف، اسمیۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر کان کی خبر۔ کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، ان حرف شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ اسمیہ، مثبتۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، وجب فعل، اَنْ مصدریہ (ناصب المستقبل)، تکون فعل از افعال ناقصہ، رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ اسمیہ، مصدرۃً صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم تکون خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم تکون، با جار، اِنَّ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لام مضاف، الابتداء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مصدرۃ کے ساتھ مصدرۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا تکون کی، تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ۔

نحو مضاف، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ اِنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، زیدا اسم۔ قائم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا اِنّ کی۔ اِنّ اسم وخبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ، زیدٌ مبتداء۔ قائم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا نحو کا۔ نحو مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء

اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ عاطفہ، انْ حرف شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ اسمیہ منفیۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ، رافع الاسم وناصب الخبر، ہی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ اسمیہ مصدرۃً صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود یعمل عمل فعلہ، ہی ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، بہا جار، ہما معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لا معطوف علیہ معطوف، واؤ عاطفہ، ان معطوف، اب لا معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا ما کیلئے، ما معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مصدرۃ کے ساتھ، مصدرۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء ہوا شرط (فان کان جوابہ جملۃ اسمیۃ) کے لئے۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ، مثل مضاف، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسر ولفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کیساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ ما حرف از حروف مشبہ بلیس، زید اسم قائما صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم ماخود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا ما کی۔ ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوکر معطوف علیہ ہوا واؤ عاطفہ، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسر ولفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم، لائے نفی جنس ملغی از عمل (یعنی عمل سے خالی) بزیدٌ معطوف علیہ فی جار، الدار مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کیساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کے لئے واؤ عاطفہ، لا زائدہ، عمرو معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے

جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف ۔ واؤ عاطفہ، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ اِن نافیہ (غیر عاملہ) ، زید مبتداء۔ قائم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہو کر معطوف ہوا واللہ لا زید فی الدار ولا عمرو معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا۔ واللہ ما زید قائما معطوف علیہ کے لئے، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہو کر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وان كان جوابه جملة فعلية فان كانت مثبتة كانت مصدّرة باللام وقد او باللام وحده مثل والله لقد قام زيد ووالله لا افعلنّ كذا و ان كانت منفية فان كانت فعلا ماضيا كانت مصدّرة بما مثل والله ما قام زيد وان كانت فعلا مضارعا كانت مصدّرة بماً ولا ولن مثل والله ما افعلنّ كذا ووالله لا افعلنّ كذا ووالله لن افعل كذا

واؤ عاطفہ، ان حرف شرط۔ کان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، جواب مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر کان کا اسم، جملۃ موصوف، فعلیۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر کان کی خبر۔ کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط، فا جزائیہ، ان حرف شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ فعلیہ، مثبتۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود بعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا کانت کی۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ، رافع الاسم ناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ فعلیہ مصدّرہ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود بعمل عمل فعلیہ، ھی ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے اسم کانت، با

جار، اللّام معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، قد معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، او حرف عطف، بما جار، السلام ذوالحال، وحدہ بتاویل منفرداً کے حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوئے مصدرۃ کے ساتھ، مصدرۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ مثل مضاف، واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ، قد حرف تحقیق مع التقریب قام فعل مزید فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوکر معطوف علیہ ۔واؤ عاطفہ، واؤ قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کیساتھ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ لام ابتدائیہ تاکیدیہ افعلن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، کذا کنایہ غیر عددیہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔
مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

واؤ عاطفہ، انْ حرف شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ فعلیہ منفیۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، ان حرف شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ھی ضمیر راجع بسوئے جملہ فعلیہ اسم، فعلا موصوف، صاحبھا صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل، راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر کانت کی خبر۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ، رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ فعلیہ منفیہ مصدرۃً صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، با جار، ما مجرور، جار مجرور ملکر

متعلق ہوئے مصدرۃ کے ساتھ، مصدرۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ۔

مثل مضاف، واؤ قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ ما نافیہ، قام فعل، زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ عاطفہ، ان حرف شرط۔ کانت فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر راجع بسوئے جملہ فعلیہ اسم، فعلا موصوف، مضارعاً صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل، راجع بسوئے موصوف اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر کانت کی خبر۔ کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط، کانت فعل از افعال ناقصہ، رافع الاسم وناصب الخبر، ھی ضمیر اسم راجع بسوئے جملہ فعلیہ منفیہ، مصدرۃ صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم کانت خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر نائب فاعل، راجع بسوئے اسم کانت، با جار، ما معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لا معطوف علیہ معطوف، واؤ عاطفہ، لن معطوف، اب لا معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا ما کیلئے، ما معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مصدرۃ کے ساتھ، مصدرۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کانت کی، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف، معطوف علیہ (ان کانت فعلا ماضیا کانت مصدرۃ بما) اپنے معطوف سے ملکر جزاء، شرط (ان کانت منفیۃ) اپنی جزاء سے ملکر معطوف، معطوف علیہ (ان کانت مثبتۃ کانت مصدرۃ باللام وقد او باللام وحدہ) اپنے معطوف سے ملکر جزاء۔ شرط (وان کان جوابہ جملۃ فعلیۃ) اپنی جزاء سے ملکر معطوف، معطوف علیہ (ان کان جوابہ جملۃ اسمیۃ الخ) اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

مثل مضاف، واؤ قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے

ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ ما نافیہ، افعلن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، کـذا کنایہ غیر عددیہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ۔

واؤ عاطفہ، واؤ قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ لا نافیہ، افعلن فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، کـذا کنایہ غیر عددیہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ معطوف۔

واؤ عاطفہ، واؤ قسمیہ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم۔ لن ناصبہ، افعل فعل، انا ضمیر مستتر فاعل، کـذا کنایہ غیر عددیہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ اول کے لئے۔ معطوف علیہ اول اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وقد یکون جواب القسم محذوفا ان کان قبل القسم جملۃ کالجملۃ التی وقعت جوابہ مثل زید عالم واللہ ای واللہ ان زیدا عالم او کان القسم واقعا بین الجملۃ المذکورۃ مثل

زید واللہ عالم ای واللہ انّ زیدا عالم

واؤ استینافیہ، قد حرف تحقیق مع التقلیل، یکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، جواب مضاف، القسم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم، محذوفا صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم یکون خود بعمل عمل فعلہ ھو ضمیر نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا یکون کی، یکون اپنے اسم وخبر سے

ملکر جزاء متقدم (عند الکوفیین، دال بر جزاء محذوف عند البصریین) ان حرف شرط، کان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر ،مقبل مضاف، القسم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا، ثبت یا ثابتۃ مقدر کیلئے، ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم مؤخر، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم، یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است براسم مؤخر خود، یعمل عمل فعلہ۔اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر مقدم۔ جملۃ موصوف، کاف جار، الجملۃ موصوف، التی اسم موصول، وقعت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے موصول، جواب مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلے سے ملکر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے ثبت یا ثابتۃ۔ مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے موصوف۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں کے ساتھ مل کر صفت ہوئی جملۃ موصوف کیلئے، یا کہ ثابتۃ صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود یعمل عمل فعلہ، ھی ضمیر فاعل راجع بسوئے موصوف۔اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر صفت ہوا موصوف کی۔موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم مؤخر ہوا کان کا، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ۔

مثل مضاف، زید مبتداء۔عالم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کی۔مبتداء اپنی خبر سے ملکر دال بر جواب قسم محذوف۔واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔اس کے بعد زید عالم جواب قسم محذوف ہے۔قسم اپنے جواب قسم محذوف سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر مفسَّر۔ای حرف تفسیر۔

واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، زیداً اسم۔عالم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است براسم خود یعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم۔اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا اِنّ کی۔اِنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب قسم۔قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر مفسِّر۔مفسَّر اپنے

مفتبر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ عاطفہ، کان فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، القسم اسم، واقعاً اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم کان خود عمل عمل فعلہ ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم، بین مضاف، الجملۃ موصوف، المذکورۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا کان کی، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ (کان فعل القسم الخ) اپنے معطوف سے ملکر (شرط، شرط اپنی جزا مقدم یا محذوف سے مل کر جملہ شرطیہ انشائیہ) جملہ معطوفہ ہوا۔

مثل مضاف، زید مبتداء ۔ واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ (اس کے بعد زید عالم جواب قسم محذوف ہے۔) عالم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود عمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر دال بر جواب قسم محذوف قسم اپنے جواب قسم محذوف سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر مفسّر۔ ای حرف تفسیر۔

واؤ جار، اللہ اسم جلیل مجرور بالکسرہ لفظاً۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوئے اُقسم فعل کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم۔ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، زیداً اسم۔ عالم صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر اسم خود عمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا انّ کی۔ انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہوکر مفتبر۔ مفسّر اپنے مفتبر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

حاشا و خلا وعدا کل واحد منها للاستثناء مثل جاء نی القوم حاشا زید و خلا زید و عدا زید

حاشا بارادۂ لفظ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، خلا بارادۂ لفظ معطوف علیہ معطوف، واؤ عاطفہ، عدا بارادۂ لفظ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ (حاشا) کیلئے۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتداء اوّل، کل مضاف، واحد صیغہ اسم فاعل بمعنی جار، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اسم فاعل کے ساتھ۔ اسم فاعل اپنے متعلق سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء ثانی، لام جار، الاستثناء مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے۔ ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء کیلئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوا مبتداء ثانی کیلئے۔ مبتداء ثانی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتداء اوّل کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مثل مضاف، جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر متکلم مفعول بہ مقدم، القوم مستثنیٰ منہ، حاشا استثنائیہ جار، زید مستثنیٰ مجرور جار مجرور مل کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، خلا استثنائیہ جار، زید مستثنیٰ مجرور، جار مجرور مل کر معطوف علیہ، معطوف، واؤ عاطفہ عدا استثنائیہ جار، زید مستثنیٰ مجرور، جار مجرور ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا۔ فعل اپنے فاعل مؤخر اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆ کل واحد منھا للاستثناء

لغوی معنٰی:۔ کسی چیز سے جدا کرنا

اصطلاحی معنٰی:۔ اصطلاح میں حاشا و خلا و عدا استثنائیہ وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر دلالت کریں کہ جس حکم کی نسبت ہمارے ماقبل کی طرف کی گئی ہے اُس حکم کی نسبت ہمارے مابعد کی طرف نہیں ہے۔

نحو جاء نی القوم حاشا زید و خلا زید و عدا زید

وقال بعضهم ان الاسم الواقع بعدها یکون منصوبا علی المفعولیة فحینئذٍ تکون هذه الالفاظ افعالا و الفاعل فیها ضمیر مستتر دائما فالمثال المذکور فی معنی جاء نی القوم حاشا زیدا و خلا زیدا و عدا زیدا

قال فعل، بعض مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوئے قال کا، انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم ورافع الخبر، الاسم موصوف، الف لام بمعنی الذی اسم موصول، واقع صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر موصول خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے موصول، بعد مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا واقع اسم فاعل کے لئے، واقع اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اپنے صلے سے ملکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم ہوا اِنّ کا۔ یکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھو ضمیر اسم، منصوبا صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر اسم یکون خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے اسم یکون، علی جار المفعولیۃ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے منصوباً کے ساتھ، منصوباً اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوا یکون کی۔ یکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا انّ کی۔ انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر مقولہ اور مفعول بہ ہوا قال کیلئے۔ قال فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

فا فصیحیہ، حین مبدل منہ ظرف مضاف، اذ مضاف الیہ مضاف، کان کذا جملہ مضاف الیہ محذوف، اذ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ اور بدل ہوا حین مضاف کے لئے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم، تکون فعل از افعال ناقصہ رافع الاسم وناصب الخبر، ھذہ اسم اشارہ موصوف، الالفاظ مشار الیہ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم ہوا تکون کا، افعالا خبر، تکون فعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ، الفاعل مبتداء فی جار، ھا ضمیر مجرور راجع بسوئے ھذہ الالفاظ، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مستتر مؤخر کیساتھ، ضمیر موصوف، مستتر صیغہ اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود بعمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے موصوف، دائماً مفعول مطلق باعتبار موصوف محذوف استتاراً کے، اسم مفعول اپنے نائب فاعل، متعلق اور مفعول مطلق سے مل کر صفت ہوا موصوف کی ،

موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہوا مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، ھذہ الالفاظ افعالاً معطوف علیہ، معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

فا تفریعیہ برائے افادہ ترتب لاحق بر سابق (یعنی ماقبل کو مابعد پر مرتب کرنے کے لئے آتا ہے) المثال موصوف، المذکور اسم مفعول تکیہ گرفتہ است بر موصوف خود محتمل عمل فعلہ، ھو ضمیر نائب فاعل راجع بسوئے موصوف، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر صفت ہوا موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء، فی جار، معنٰی مضاف، جاء نی القوم حاشا زیدا و خلا زیدا و عدا زیدا بارادۂ لفظ مضاف الیہ، معنٰی مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثبت یا ثابت مقدر کے ساتھ۔ ثبت فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ یا کہ ثابت صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود محتمل عمل فعلہ، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتداء۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق کیساتھ مل کر شبہ بالجملہ ہوکر خبر ہوا مبتداء کے لئے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا صورتاً اور انشائیہ ہوا معنًا۔

واذا وقعت خلا وعدا بعد ما مثل ما خلا زیدا وما عدا زیدا او فی صدر الکلام مثل خلا البیتُ زیدا و عدا القوم زیداً تعیّنتا للفعلیّۃ

واؤ استینافیہ، اذا شرطیہ، وقعت فعل، خلا بارادۂ لفظ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، خلا بارادۂ لفظ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل بعد مضاف ما بارادۂ لفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ۔ مثل مضاف، ما خلا زیدا یہ مثال اصل میں جاء نی القوم ما خلا زیدا، جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر متکلم مفعول بہ مقدم۔ القوم مستثنٰی منہ ذوالحال۔ ما مصدریہ، خلا فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مجیئت، (یہ مرجع معنوی ہے۔ یعنی مشتق منہ (مجیئت) مشتق (جاء) کے ضمن میں موجود ہے اور اس کا معنٰی ہے آنا) یا جائی (یہ مرجع معنوی جاء فعل سے ماخوذ ہے اور اس کا معنٰی ہے آنے والا) یا بعض القوم (یہ مرجع استثناء کے قرینے سے سمجھا جارہا ہے۔ کیونکہ جب قوم سے زید کا استثناء کر لیا تو اب قوم سے مراد قوم کے سارے افراد نہیں ہونگے بلکہ بعض افراد ہونگے)۔ زیداً مستثنٰی مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر بتاویل مصدر ہوکر بمعنی خالیاً کے حال ہوا ذوالحال کے لئے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر یا

مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ماعدا زیدا یہ مثال اصل میں جاء نی القوم ما عدا زیدا، جاء فعل، نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ مقدم، القوم مستثنیٰ منہ ذوالحال۔ ما مصدریہ، عدا فعل، ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مجیئت، (یہ مرجع معنوی ہے۔ یعنی مشتق منہ (مجیئت) مشتق (جاء) کے ضمن میں موجود ہے اور اس کا معنٰی ہے آنا) یا جائی (یہ مرجع معنوی جاء فعل سے ماخوذ اور سمجھا جا رہا ہے اور اس کا معنٰی ہے آنے والا) یا بعض القوم (یہ مرجع استثناء کے قرینے سے سمجھا جا رہا ہے۔ کیونکہ جب قوم سے زید کا استثناء کرلیا تو اب قوم سے مراد قوم کے سارے افراد نہیں ہونگے بلکہ بعض افراد ہونگے)۔ زیداً مستثنیٰ مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر بمعنی عادیاً کے اور عادیاً بمعنی مُجاوِزٌ کے حال ہوا ذوالحال کے لئے، ذوالحال اپنے حال سے مل کر یا مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، جاء فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا مثل کا، مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

واؤ عاطفہ، فی جار، صدر مضاف، الکلام مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ (بعدما) اپنے معطوف سے ملکر معمول ہوا وقعت فعل کیلئے، فعل اپنے فاعل اور معمول یعنی مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط۔

مثل مضاف، خلا فعل، البیتُ فاعل۔ زیداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ، عدا فعل، القومُ فاعل، زیداً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بتاویل ھذا التر کیب مضاف الیہ ہوا مثل کا۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوا مبتداء محذوف مثالھا کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تعیّنتا فعل ماضی معلوم، الف ضمیر بارز فاعل راجع بسوئے خلا و عدا، لام جار، الفعلیّۃ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فعل کیساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

﴿تراکیب مفیدہ﴾

☆ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ

لائے نفی جنس الٰہ نکرہ مفردہ موصولہ (ملا ہوا) مبنی بر فتح موصوف الا بمعنٰی غیر اللہ صفت (اور یہ غیر اسم کے محل کے تابع ہے۔ اور وہ محلا مرفوع ہے تو اس پر بھی رفع پڑھیں گے) موصوف اپنی صفت سے ملکر لا کا اسم اور موجود خبر محذوف لا اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ محمد مبتداء رسول مضاف اللہ اسم جلیل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆ سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدّک ولا الٰہ غیرک

سبحان مصدر مضاف الی المفعول یہ مفعول مطلق ہے سبحت یا اسبح فعل محذوف کے لئے۔ سبحت کی ت ضمیر یا اسبح کی انا ضمیر فاعل ذوالحال۔ اللّٰھم نداء (اصل میں یا اللہ تھا کثرت استعمال کی وجہ سے یا حرف نداء کو حذف کر کے اس کے آخر میں میم مشدد لے آئے۔ یا اللہ کی ترکیب یہ ہے یا حرف نداء قائم مقام ادعو ادعو فعل انا ضمیر فاعل، اللہ اسم جلیل منادیٰ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر نداء ایک مرتبہ یہ تفصیلی ترکیب کر لی جائے پھر مختصر ترکیب کرتے وقت یوں کہہ دیا جائے اللھم نداء)۔ واؤ حالیہ بحمدک حلیا کے ساتھ متعلق ہو کر حال (میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس حال میں کہ میں ملنے والا ہوں آپ کی حمد وثناء کے ساتھ) ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا سبحت یا اسبح فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ تبارک اسمک وتعالیٰ جدّک ولا الٰہ غیرک معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جواب نداء۔ نداء اپنے جواب نداء سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

☆ سبحان ربی الاعلیٰ

سبحان مضاف۔ ربی غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم مجرور تقدیراً موصوف، الاعلیٰ صفت۔ موصوف صفت ملکر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق ہوئے سَبّحتُ یا اُسَبّحُ فعل محذوف کے لئے ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ کیونکہ متکلم فی الحال تسبیح کا انشاء کر رہا ہے۔

☆ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایّھاالنبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علیناوعلٰی عباد اللّٰہ الصالحین اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ

التحیات معطوف علیہ واؤعاطفہ الصلوات معطوف اول واؤعاطفہ الطیبات معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مبتداء۔ للّٰہ ظرف مستقر کائنۃ کے ساتھ متعلق ہوکرخبر۔ السلام معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں (ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ) سے مل کر مبتداء۔ علیک ظرف مستقر نازل کے ساتھ متعلق ہوکرخبر ای موصوف ھا حرف تنبیہ النبی صفت، موصوف صفت مل کر منادیٰ برائے حرف نداء محذوف۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جواب نداء اورایھا النبیّ نداء۔ نداء اپنے جواب نداء سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔ السلام علینا وعلٰی عباد للّٰہ (مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف) الصالحین (صفت) معطوف معطوف علیہ ملکر ظرف مستقر نازل کیساتھ متعلق ہوکرخبر۔ اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اشھد فعل، انا ضمیر فاعل، ان مخففہ من المثقلہ (اس پر قرینہ ثانی ان ہے)، ضمیر شان مقدر اس کا اسم۔ لا الٰہ الاّ اللّٰہ جملہ اس کی خبر۔ ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر مفعول بہ۔ باقی ترکیب ظاہر ہے۔

☆ اللّٰھم صل علٰی محمدٍ وّ علٰی آل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علٰی محمد و علٰی آل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللّٰھم نداء۔ صل علٰی محمد.... الخ جواب نداء۔ اس جواب نداء میں کماصلیت میں کاف مشبہ جار ما مصدریہ۔ صلیت بتاویل مصدر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوئے صل فعل کے ساتھ۔ انک حمید مجید (حمید خبراوّل۔ مجید خبر ثانی) جواب نداء ثانی۔

☆ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ .... الخ

رب غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم منصوب تقدیراً منادیٰ۔ یا حرف نداء مقدر۔ اجعل فعل انت ضمیر فاعل

نون وقایہ۔ یا ضمیر متکلم مفعول اول۔ مقیم الصلوٰۃ مفعول ثانی۔ واؤ عاطفہ۔ من تبعیضیہ ای بعض ذریتی اور اسکا عطف ماقبل یا ضمیر متکلم پر ہے (کیونکہ من تبعیضہ کا عطف براہ راست ضمیر منصوب پر جائز ہوتا ہے۔) ربنا منادیٰ منصوب برائے حرف نداء (یا) محذوف (کبھی منادی کو التجاء کی خاطر تکرار کے ساتھ لایا جاتا ہے) واؤ عاطفہ، تقبل دعاء (اصل میں دعائی تھا۔ کبھی تخفیف کے لئے مضاف الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے) معطوف علیہ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جواب نداء۔ نداء اپنے جواب نداء سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

السلام معطوف علیہ۔ ورحمۃ اللہ معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر مبتداء علیکم ظرف مستقر نازلان کے ساتھ متعلق ہوکر خبر۔

☆ حی علیٰ الصلوٰۃ. حی علیٰ الفلاح

حی اسم فعل بمعنی ایتِ۔ علی الصلوٰۃ جار مجرور متعلق ایت فعل کے ساتھ۔ ایت فعل انت ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور اگر اسم کی شکل کا اعتبار کریں تو پھر جملہ انشائیہ ہوا۔

☆ لاحول ولاقوۃ الاباللہ ای لاحول عن المعصیۃ ولا قوۃ علی الطاعۃ موجود الا باللہ

نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہیں ہے نیکی پر طاقت موجود مگر اللہ پاک کی توفیق اور ان کی مہربانی کیساتھ (ان دونوں جملوں میں لائے نفی جنس کا ہے اور حول اور قوۃ انکے اسم ہیں اور موجود انکی خبر محذوف ہے مزید تفصیل کیلئے

الاظہر موجودان

ملاحظہ ہو شرح جامی (صفحہ نمبر ۱۵۶)

☆ الآیۃ. الحدیث۔

بعض مقامات میں بطور استدلال کے آیت کریمہ کا یا حدیث شریف کا ایک حصہ ذکر کر دیتے ہیں۔ اور آخر میں لکھ دیتے ہیں الآیۃ. یا. الحدیث۔ یہ اصل میں یوں ہے اقرء الآیۃ الی آخرہٖ یا اقرء الحدیث الی آخرہٖ۔

☆ اقائم زید

ہمزہ حرف استفہام۔ قائم صیغہ صفت کا ثانی قسم مبتداء مسند بہ زید فاعل سد مسد (قائم مقام) خبر

☆ اللّٰهم الّاان یقال

شارحین کو جب کسی سوال کے جواب میں مشکل پیش آئے تو وہ اللہ پاک کی ذات کو یاد کر کے یوں جواب دیتے ہیں یہ اصل میں اللّٰهم لا مخلص لی عن هذا الاعتراض الّاان یقال تھا۔ (کما مر ذکر فی المختصر المعانی فی خطبہ)

☆ شرح (خواہ ترکیب کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں) کے مقام میں قول کے بعد مقولہ آجائے۔ تو وہاں مقولے کا عربی لفظ مراد ہوگا نہ کہ اس کا معنٰی۔

مثال:۔ فتفسیر قوله الحمد لله واضح (نورانوار) اب یہاں یوں معنٰی کریں گے کہ "مصنف کے قول الحمد للہ کی تفسیر واضح ہے۔ و قوله علٰی من اختص کنایة عن محمد ﷺ۔ اور اس کا قول علٰی من اختص یہ کنایہ ہے حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی سے۔

☆ واؤ قرآنیہ

قرآن پاک کی آیت سے کوئی مثال پیش کی جائے اور اس کے شروع میں واؤ ہو تو اس کو ترکیب میں واؤ قرآنیہ کہتے ہیں۔ اور فارسی میں یوں کہتے ہیں کہ واوے کہ حالش از ماقبل معلوم خواہد شد۔ اس طرح شروع میں " فا " اور " ثم " کی ترکیب کر لی جائے۔

☆ فا تفریعیه

تعریف نمبر ا:۔ استخراج الفرع من الاصل ۔ اور فرع کا معنٰی ہے شاخ لہٰذا مثال کے شروع میں جو فا آتی ہے وہ فا تفریعیہ ہوتی ہے۔ کیونکہ مثال بھی قاعدے کے لئے بمنزل شاخ کے ہوتی ہے۔ جیسے کل فاعل مرفوع فزید فی ضرب زید مرفوع

تعریف نمبر ۲:۔ فا کا مابعد مبنی ہو اور ماقبل مبنی علیہ ہو یعنی پچھلی بات کی بنیاد ماقبل پر ہو۔

جیسا کہ لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار

مثال نمبر ۲:۔ السفر قطعة من العذاب، یمنع احدکم نومه و طعامه و شرابه فاذا قضی احدکم

نهمنه من وجهه فليعجل الى اهله ۔

☆ فاجزائیہ — جو شرط مذکور کی جزاء پر داخل ہو۔

☆ فا فصیحیہ — جو شرط محذوف کی جزاء پر داخل ہو۔ جیسے فلا یقال ای اذا کان الامر کذالک

☆ فانتیجیہ — جو نتیجے پر داخل ہو۔ جیسے العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث

☆ فَقَط — اسکی ترکیب دو طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

ا:۔ فا زائدہ محض از برائے تحسین کلام۔ قط اسم فعل بمعنی انتہ امر حاضر معلوم، انت ضمیر مستتر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۲:۔ فا فصیحہ ہے۔ اسکی شرط محذوف ہے (ایک شرط محذوف عام ہے جو ہر مقام میں نکالی جا سکتی ہے اذا بلغ الکلام الیٰ هذا فانتہ)۔ اور وہ یہ ہے اذا جررت بها الاسم فانتہ عن غیر عمل الجر

اذا اسم شرط، جررت فعل، ت ضمیر فاعل۔ با جار، ها ضمیر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے جررت فعل کے ساتھ۔ الاسم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ فا جزائیہ انتہ فعل انت ضمیر مستتر فاعل، عن حرف جار، غیر مضاف، عمل مضاف الیہ مضاف۔ الجر مضاف الیہ عمل مضاف اپنے مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا غیر کے لئے۔ غیر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا عن جار کے لئے۔ عن جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا انتہ فعل کیساتھ۔ انتہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء ہوا شرط کے لئے۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

☆ والکلِمُ بکسر اللام (شرح جامی)

بکسر اللام یہ عبارت کلمے کی ہیئت اور شکل بتلانے کے لئے ہے۔ ایسی عبارات کے بارے میں یہ مقولہ مشہور ہے از قبیل مایریٰ و لا یقرء۔ یعنی اس عبارت کو دیکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

☆ حقاً، صدقاً، عدلاً

مذکورہ الفاظ اگر منصوب ہو کر آجائیں تو مفعول مطلق بنتے ہیں فعل محذوف کے لیے جیسے زید قائمٌ حقاً ای حق هذا الخبر حقاً ۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَّعَدْلاً ۔ فَاللّٰهُ خَاصَّةً (مصدر علی وزن اسم فاعل مثل العاقبۃ و العافیۃ) ای خص خصوصاً (کافیہ محرم آفندی)

☆ مضمون جملہ

جملے کا مضمون نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جملہ دو حال سے خالی نہیں اسمیہ ہوگا یا فعلیہ ہوگا۔ اگر فعلیہ ہے تو فعل کی مصدر نکال کر فاعل یا مفعول کی طرف مضاف کردو۔ جیسے قام زید کا مضمون جملہ قیام زید ۔ اگر اسمیہ ہے تو پھر اس کی خبر دو حال سے خالی نہیں۔ مشتق ہوگی یا جامد ہوگی اگر مشتق ہو تو اس خبر کی مصدر نکال کر اس کو مبتداء کی طرف مضاف کردو۔ جیسے زید عالم کا مضمون جملہ علم زید ۔ اور اگر جامد ہے تو اس کی جعلی مصدر بنا کر یعنی اس کے آخر میں " ی ت " مصدریت کی لگا کر اسکو مبتداء کی طرف مضاف کردو۔ جیسے ھذا زید کا مضمون جملہ زیدیت ھذا۔ اور اسی طرح زید ھذا کا مضمون جملہ ھذیت زید۔

☆ اھلاً وسھلاً و مرحبا

اھلاً وسھلاً یہ مفعول بہ ہیں فعل محذوف کے لئے ان کا حذف سماعی ہے۔ اصل میں اتیت اھلا لا اجانب و وطئت سھلاً لا حزناً آپ اپنے اہل کے پاس آئے ہیں نہ کہ اجنبیوں کے پاس اور آپ نے روندا ہے نرم زمین کو نہ کہ سخت زمین کو (یعنی آپ خوشگوار جگہ اور اچھے اخلاق والے لوگوں کے پاس تشریف لائے ہیں نہ کہ ویران جگہ اور ترش رو لوگوں کے پاس آئے ہیں)، مرحبا یہ مفعول مطلق ہے رحبت فعل محذوف کیلئے ۔ (آپ کشادہ ہو کر آئیں کشادہ ہو کر آنا یعنی کھلے دل سے آئیں) اور کبھی کبھی مقام کی مناسبت سے (مرحبا) مفعول بہ اور مفعول فیہ بھی واقع ہوتا ہے۔ جیسے مرحبا بالقوم او بالوفد. (المشکوٰۃ) ای اصاب الوفد رحبا وسَعةً (یعنی وفد نے کشادگی کو پالیا) او اتی القوم موضعا واسعا (یعنی قوم کشادہ جگہ میں آئی)۔

☆ فبھا

من توضا یوم الجمعة فبھا ونعمت ومن اغتسل فھو افضل

فبھا ونعمت یہ جزاء ہے۔ اور اصل میں عبارت یوں تھی فبھذہ الخصلة (الوضوء) ینال الفضل والثواب ونعمت ای نعمت الخصلة ھی. (البنایہ فی شرح الھدایہ) یعنی جس شخص نے جمعہ کے دن وضوء کیا پس اس خصلت (صفت) کی وجہ سے وہ فضیلت اور ثواب کو پالے گا۔ اور جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا پس یہ غسل کرنا بہت ہی بہتر ہے۔ اور بعض مقامات میں فبھا میں بھا ظرف مستقر خبر ہوگی مقرون یا مقرونة کے ساتھ متعلق ہو کر مبتداء محذوف ھو یا ھی کے لئے ۔ ای فھو مقرون او ھی مقرونة بالخصلة الحسنة

☆ مطلقاً

۱۔ ماقبل کسی لفظ سے حال واقع ہوگا جیسے الاول منھا الفعل مطلقاً (شرح مأۃ عامل)

۲۔ یا یہ مصدر میمی ہے بمعنی اطلاق کے اور مفعول مطلق ہوگا اطلق فعل محذوف کے لیے۔

☆ **فضلاً بمعنی چہ جائیکہ**

فلان لایملک درھما فضلا عن دینار ۔فلان آدمی ایک درھم کا مالک نہیں چہ جائیکہ دینار کا ملک ہو۔
شیخ ابوعلی فارسی کے نزدیک فضلا (زائد ہونا باقی رہنا) مفعول مطلق ہے فَضَلَ فعل محذوف کے لئے فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر صفت ہوا درھماً کی۔

☆ **اصلاً**

یہ منصوب ہے بناء بر ظرفیت کے یعنی ظرف زمان ہے۔اور محل نفی میں تاکید نفی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اگر ماضی منفی کے بعد ہو تو قط کے معنٰی میں آتا ہے۔جیسے ما فعلته اصلاًای وقتاً۔میں نے کبھی بھی یہ کام نہیں کیا۔اور فعل مضارع کے آخر میں ہو تو یہ عوض کے معنٰی میں آتا ہے۔جیسے لا افعله اصلاًای حین من الاحیان. میں ہرگز یہ کام نہیں کروں گا۔

☆ **البتة**

لا افعله البتة ۔یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف بت بمعنٰی قطع از باب نصر کے لئے۔کلام عرب میں یہ الف لام کے ساتھ اور بغیر الف لام کے مستعمل ہے۔اور یہ شک اور تردد کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ **لا محالة**

محالة بفتح المیم مصدر میمی ہے۔اس کا معنٰی ہے پھرنا یعنی انتقال من حال الی الحال (ایک شئی کا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا)۔اور موجود اس کی خبر اکثر محذوف ہوتی ہے ۔یہ لفظ تاکید کے لئے (ضروری کے معنٰیمیں) استعمال ہوتا ہے۔

☆ **ویحک**

اسم فعل بمعنٰی اتاسف علیک

☆ **وھو لغةً** (کمانی نور الانوار ص۱) منصوب بنزع خافض (و ھو فی اللغة) یعنی حرف جر کو حذف کر کے کسی اسم کو منصوب پڑھنا۔اور کبھی تمیز واقع ہوتا ہے اور منصوب بنزع خافض مفعول بہ ہوتا ہے یا شبہ مفعول بہ جیسے واختاره موسیٰ قومه سبعین رجلا.ای من قومه.

☆ **تارةً** مفعول فیہ ہے ما قبل فعل کے لیے منها نخرجکم تارة اخریٰ ای حینا او مرة اخریٰ۔

☆ **ومن ثم** من تعلیل کے لیے ہے جو ما بعد فعل یا شبہ بالفعل کے ساتھ متعلق ہوگا۔اور اسم اشارہ مکان کے لیے ہے۔

☆ اعراب لفظی — جو لفظاً پڑھا جائے۔ جیسے خلق اللہ

☆ اعراب تقدیری — جو لفظاً نہ پڑھا جائے یعنی مقدر ہو۔ جیسے واذقال موسٰی

☆ اعراب محلی — مبنی کا اعراب محلی ہوتا ہے۔ محلی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ اگر کوئی معرب لفظ موجود ہوتا تو اس کے اُوپر اعراب لفظی یا تقدیری آجاتا لیکن یہاں معرب کی جگہ پر مبنی واقع ہوا ہے اس لیے اس پر اعراب لفظی یا تقدیری نہیں آئے گا۔ انزلنا۔ نا ضمیر مرفوع محلاً۔

☆ اعراب حکائی

ایک لفظ کا پہلی ترکیب میں جو اعراب تھا اسی اعراب کو دوسری ترکیب کی طرف منتقل کر دینا۔

جیسے رایتُ زیداً فزیداً معرب (فا تفصیلیہ زیداً منصوب بالفتح لفظاً باعراب حکائی ومرفوع محلاً بابتداء یعنی خلو اسم از عوامل لفظی)

☆ بنفسہٖ

وانما یصلی کل واحد بنفسہٖ (ھدایۃ باب صلوٰۃ الکسوف)

یہ با زائدہ ہے اور نفسہ کا لفظ ماقبل کی تاکید کے لئے ہے۔ (جیسے جاء نی زید نفسہ میں نفسہ تاکید کے لئے ہے)۔ معنٰی یہ ہے کہ بلا شبہ (بے شک) نماز پڑھے گا ہر ایک آدمی خود۔

☆ جب منادیٰ لفظ اُمّ یا اَب کا ہو مضاف ہو یا ضمیر متکلم کی طرف تو اس میں ۱۲ وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔

آٹھ غلامی والی۔ اور باقی یہ ہیں یا کو تا کے ساتھ بدل کر تا پر فتح پڑھنا۔ جیسے یا ابتَ۔ کسرہ پڑھنا جیسے یا ابتِ۔ ت کے بعد الف بڑھا دینا جیسے یا ابتا اور ان تینوں کے آخر میں حالت وقف میں ہ لگا دینا۔ جیسے یا ابتَہ۔ یا ابتِہ۔ یا ابتاہ

☆ جب منادیٰ لفظ ابنُ کا ہو مضاف ہو اُمّ یا عَمّ کی طرف آگے وہ اُمّ یا عمّ کا لفظ مضاف ہو یا ضمیر متکلم کی طرف تو اس میں ۱۰ وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔

آٹھ غلامی والی۔ اور باقی یہ ہیں کہ الف کو حذف کر کے ماقبل فتح پڑھنا۔ جیسے یا بن عمَّ۔ اور حالت وقف میں ہ لگا دینا۔ جیسے یا بن عمَّہ۔

☆ ھَلُمَّ جَرّاً۔

ھلم اسم فعل بمعنی ایت اور جراً مفعول مطلق برائے فعل محذوف تجو۔ پھر یہ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر حال ہوا ایت کی انت ضمیر سے۔ ترجمہ: تو آ مذکورہ عمل کو کھینچتے ہوئے (یعنی اس کو ہمیشہ کرتا رہ)۔ یا جراً مصدر مبنی للفاعل بمعنی جاراً۔ جاراً حال ہے ایت کی ضمیر سے۔

☆ جمیعاً۔ یہ بھی منصوب ہوتا ہے بناء بر حالیت کے جیسے خرجنا جمیعا ای حال کونہ مجتمعین۔

☆ معاً۔ جمہور کے نزدیک یہ معرب منصوب ہے بناء بر ظرفیت کے اور یہ زمان اور مکان دونوں میں مستعمل ہے جیسے جئنامعاًای فی زمان (یعنی ہم ایک ہی وقت میں آئے) کنامعاًای فی مکان (یعنی ہم ایک ہی جگہ میں تھے)۔ بعض کے نزدیک منصوب ہوتا ہے بناء بر حالیت کے جیسے خرجنا معاً ای حال کونہ مجتمعین۔

فائدہ:۔ معاً اور جمیعاً کے حال ہونے کی صورت میں فرق یہ ہے کہ معاً میں اجتماع فی الفعل وقت واحد میں شرط ہے۔ اور جمیعاً میں یہ شرط نہیں۔

☆ فصاعداً حال ہے اصعد فعل محذوف کے لیے یا مصدر کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق ہے اور اس صورت میں فاء زائدہ ہے۔ اور اگر ماقبل پر عطف صحیح ہو تو پھر یہ فاء عاطفہ ہوگی۔ جیسے شرح جامی میں لا یقع الاعلیٰ الثلاث فصاعدااای اذکر العدد نازلا فصاعدا ۔

☆ فمادونھاای وقع دونھا منصوب بناء بر ظرفیت۔

☆ لام مُوطِّئہ

جو جواب قسم کیلئے تمہید ہو کہ آئندہ جواب قسم آ رہا ہے اور یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ جواب قسم کے قرینہ سے قسم کو حذف کر دینا اور شرط کے قرینہ سے جزاء کو حذف کر دینا۔ جیسے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیدَنَّکُمْ. لَئِنْ میں لام موطِئہ من التوطئہ آئندہ جواب قسم (لَاَزِیدَنَّکُمْ) کیلئے تمہید ہے اب یہاں جواب قسم کے قرینہ سے شروع میں وَاللہ قسم محذوف ہے اور شرط (ان شَکَرْتُمْ) کے قرینہ سے جزاء (لَاَزِیدَنَّکُمْ) محذوف ہے اور جزاء محذوف پر دال جواب قسم ہے۔ اصل عبارت یوں تھی لَئِنْ شَکَرْتُمُ النعمة لَاَزِیدَنَّکُمْ فضلا علی فضلٍ او نعمةً علی نعمةٍ۔

﴿مطالعہ کے لئے منتخب کردہ کتابیں﴾

طلباء کرام کی طرف سے عام طور پر یہ اشکال سننے میں آتا ہے کہ ہم اسباق کی کثرت کی وجہ سے تمام کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ہر درجے میں تین کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کرلیا جائے اور باقی کتابوں پر جس قدر ممکن ہو سکے نظر ڈال لی جائے تاکہ معلومات اور مجہولات میں امتیاز ہو جائے۔ الحمد للہ اس انداز سے مطالعہ کرنا کتب دینیہ میں سمجھنے کی استعداد پیدا کرنے کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ مزید اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کرام کی رہنمائی لے لی جائے۔ اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کرلیا جائے۔ اور جن ساتھیوں کے پاس وقت میں فرصت ہو ان کے لئے کتب عقلیہ کا دقت نظر اور گہرائی سے مطالعہ ملکۂ فہم میں قوۃ کا سبب ہوگا۔

ثانیہ:۔ زاد الطالبین، ھدایۃ النحو، قدوری

ثالثہ:۔ ریاض الصالحین، اصول الشاشی، کنز الدقائق

رابعہ:۔ شرح جامی، نور الانوار، شرح وقایہ

خامسہ:۔ ھدایہ، حسامی، مختصر المعانی

سادسہ:۔ جلالین، ھدایہ ثانی، توضیح تلویح

موقوف علیہ:۔ مشکوۃ شریف، بیضاوی، ھدایہ

دورہ حدیث:۔ حدیث شریف کی کسی بھی کتاب کا مطالعہ باعث رحمت خداوندی ہے۔

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمد للّٰه والمنة کہ کتاب نافع طلاب مشتمل بر فوائد نحویہ

موسوم بہ

الشرح المقبول

لتسهيل

درس الحاصل والمحصول

تأليف

العبد الضعيف محمد حسن عفا اللّٰه عنه وعافاه
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور واستاذ جامعہ محمدیہ
لیک روڈ، لاہور

ادارۂ محمدیہ
لاہور ۰ پاکستان

﴿پیش لفظ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امّا بعد:۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے نحو کی جن کتب کو قبولیت عامہ کی نعمت سے مالا مال فرمایا ہے ان میں سے ایک حضرت ملا عبدالرحمٰنؒ جامی کی کتاب الفوائد الضیائیہ المعروف ''شرح ملا جامی'' ہے۔ جو صدیوں سے مدارس میں زیر نصاب چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں خاص نورانیت رکھی ہے بقول اساتذہ کرام اس کے پڑھنے سے مطالعہ کا ملکہ پیدا ہوتا ہے بشرطیکہ مطالعہ کر کے اس کتاب کو پڑھا جائے۔ اسی کتاب کی ایک معرکۃ الآرء بحث حاصل محصول کی بحث ہے جس کو حل کرنے کے لیے مختلف شراح کرام اور کبار شیوخ عظام نے شروحات لکھیں ہیں جن کا مطالعہ انشاء اللہ العزیز مفید ثابت ہو گا۔ لیکن تعلیم وتدریس کے دوران ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کی کوئی آسان مختصر اور درسی شکل میں کوئی شرح ہو۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے بندہ نے محض اللہ کے فضل وکرم سے مختلف اطراف میں طویل سفر کر کے اپنے کبار اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بحث کو سمجھنے کے لیے آسان تعبیر کے حصول کی کوشش کی الحمد للہ بندہ نے اپنے اکابر اساتذہ کرام کو اس بحث کو آسان انداز سے سمجھانے کے اندر '' ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است '' کا

مصداق پایا۔ بندہ کی ایک عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ اپنے اساتذہ کرام کے ان فیوضات کو ضبط تحریر میں لاکر مبتدی اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کروں تا کہ ابتداءً اس بحث کو پڑھاتے وقت انکا مطالعہ مفید رہے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس حقیری سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماویں اور تمام اساتذہ کرام اور طلباء کرام کو دونوں جہانوں میں اپنی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے آمین۔ **بجاهِ النبی الکریم صلی اللّٰہ علیٰ حبیبه خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین.**

عبدِ ضعیف

محمد حسن عفی عنہ

مدرس جامعہ محمدیہ، لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور
جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد، رائے ونڈ روڈ، تھہ پاجیاں لاہور
جامعہ عبداللہ بن عمرؓ، سُوا آ گجومتہ، فیروز پور روڈ، لاہور
جامعہ محمد موسیٰ البازیؒ، عقب گورنمنٹ ہائی سکول رائے ونڈ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ○

الحمد للّٰہِ الذی صرّف قلوبنا نحو الھدایۃ بکلمۃالاسلام و شرح صدورنا لإدراك قواعد علم الاعراب لا صلاح الکلام۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیّدنا محمد ن الّذی یتلیٰ معجزاتہ الیٰ یوم القیام و علیٰ آلہ واصحابہ مصابیح الظلام اما بعد فیقول العبد المفتقر الی اللہ محمد حسن ابن مولانا القاری محمد قاسم المیواتی ثم الرّالیو ندی:-

ماتن نے کہا **الاسم ما دلّ** اور شارح نے فرمایا **ای کلمۃ دلت** ۔ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا۔ لیکن اس سوال کے سمجھنے سے پہلے ایک تمہید سمجھ لیں۔(یہ تمہید ہر اس کتاب کی ابتداء میں بیان کی جاتی ہے جو کسی متن کی شرح پر مشتمل ہو)تمہید کا حاصل یہ ہے کہ جب بھی شارحین کسی کتاب کی شرح لکھتے ہیں تو اُس شرح کی بہت ساری اغراض ہوتی ہیں ان میں سے چار غرضیں مشہور ہیں۔

۱۔ شارح کی شرح کسی سوال مقدر کا جواب ہوگی۔

۲۔ کبھی شارح اپنی شرح کے ذریعے ماتن پر سوال کرے گا آگے خواہ اُس کا جواب دے یا نہ دے۔

۳۔ کبھی شارح اپنی شرح کے ذریعے متن کے کسی لفظ کی ترکیب بیان کرے گا۔

۴۔ کبھی شارح اپنی شرح کے ذریعے متن کا حاصل معنیٰ بیان کرے گا۔آگے حاصل معنیٰ بیان کرنے کی چار صورتیں ہیں

   ۱۔ متن کے کسی لفظ کا لغوی معنیٰ کا بیان کرنا۔

   ۲۔ یا اصطلاحی معنیٰ کا بیان کرنا۔

   ۳۔ متن میں کوئی دعویٰ ذکر ہے اس دعویٰ پر دلیل عقلی پیش کرنا۔

   ۴۔ یا دلیل نقلی پیش کرنا۔

سوال کا حاصل یہ ہے کہ آپ کی اسم کی تعریف مانع نہیں ہے دخول غیر سے ۔ کیونکہ یہ صادق آرہی ہے **دوال اربعۃ** پر کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ اسم وہ چیز ہے جو کسی معنیٰ پر دلالت کرے اور **دوال اربعۃ** بھی

☆ بعض اساتذہ کرام فرماتے ہیں کہ حاصل محصول کی بحث سے شہاب الدین دولت آبادی ثم ہندیؒ کا رد کرنا مقصود ہے کیونکہ فاضل ہندیؒ فرماتے ہیں کہ اسم کا معنیٰ اسم میں ہے اور فعل کا معنیٰ فعل میں ہے لیکن حرف کا معنیٰ حرف میں نہیں بلکہ غیر میں ہے جیسے ان تضرب اب ان کا معنیٰ ان میں نہیں بلکہ تضرب میں ہے۔تو شارح ملا جامیؒ رد فرماتے ہیں کہ ان کا معنیٰ ان میں ہے لیکن استقلال اور عدم استقلال کا فرق ہے۔یعنی سہارے کا محتاج ہے۔ جیسے لائٹ ٹیوب کی محتاج ہے۔

کسی نہ کسی معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کو اسم کوئی بھی نہیں کہتا۔ دوال اربعة چار ہیں۔۱۔عقود (جمع ہے عقد کی اور عقد کا لغوی معنیٰ ہے گرہ لگانا اور اصطلاح میں ہاتھ کی انگلیوں کے ساتھ جو بھاؤ (قیمت) وغیرہ کے اشارے ہوتے ہیں ان کو عقود کہتے ہیں)۔۲۔خطوط (کتابوں میں لکھے ہوئے نقوش)۔۳۔نصب (راستے میں مسافت معلوم کرنے کے نشانات)۔۴۔اشارات (سبز اور سرخ رنگ کی جھنڈیاں یا بتیاں وغیرہ)۔

شارح نے جواب دیا کہ یہاں "ما" سے مراد کلمہ ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ اسم قسم ہے کلمہ کی۔اور کلمہ مَقْسَمْ ہے۔اور ہر مَقْسَمْ اپنی اقسام کے ضمن میں موجود ہوتا ہے۔

مصنف نے متن میں کہا دَلَّ اور شارح نے کہا دلت اس لیے کہ اس کا موصوف کلمة مؤنث ہے تو آگے صفت بھی مؤنث ہو جائے۔

ای فی نفس مادل یعنی الکلمة۔۔۔۔الخ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا۔

سوال کا حاصل یہ ہے کہ تم فی نفسه کی "ہ" ضمیر " معنیً " کی طرف لوٹاؤ گے یا 'ما' کی طرف۔اگر آپ "معنیً" کی طرف لوٹاؤ تو عبارت یوں بن جائے گی معنی فی نفس المعنی۔یعنی معنیٰ معنیٰ میں۔تو اس صورت میں ظرفیت الشی لنفسه کی خرابی لازم آئے گی یعنی ایک چیز کا اپنی ذات کے لیے ظرف بننا جیسے الماء فی الماء پانی پانی میں۔الکوز فی الکوز لوٹا لوٹے میں۔حالانکہ ایک چیز اپنی ذات کے لیے ظرف نہیں بن سکتی کیونکہ ظرف اور مظروف کے درمیان مغایرت ہوتی ہے۔

اور اگر نفسه کی "ہ" ضمیر کو "ما" کی طرف لوٹاؤ گے تو پھر راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت نہیں ہے۔کیونکہ نفسه کی "ہ" ضمیر مذکر ہے اور "ما" عبارت ہے کلمة سے۔کلمة مؤنث تو "ما" بھی مؤنث

جواب کا حاصل یہ ہے کہ دونوں کی طرف لوٹا سکتے ہیں۔اگر معنیً کی طرف لوٹائیں تو پھر آپ کا سوال ہے کہ ظرفیت الشی نفسہ لازم آئے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نفسہ کی "ہ" ضمیر معنیً کی طرف لوٹاتے ہیں

ایک قاعدے کے ساتھ وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب فی کا لفظ نفس پر یا ذات پر داخل ہو اور پھر یہ نفس اور ذات کا لفظ مضاف ہو کسی چیز کی طرف اور انکا مضاف الیہ اور موصوف ایک ہی چیز ہوں تو وہاں فی اعتبار کے معنیٰ میں ہوگا۔ (یعنی بـا کے معنیٰ میں ہوگا) اور جہاں فـی اعتبار کے معنیٰ میں ہو وہاں ظرفیت الشی لنفسہ لازم نہیں آئے گی۔ تو یہاں بھی فی کا لفظ نفس پر داخل ہے اور وہ آگے مضاف ہے ضمیر کی طرف اور پھر اس ضمیر کا مرجع اور موصوف ایک ہی چیز ہیں تو یہاں فـی اعتبار کے معنیٰ میں ہوگا۔ اور معنیٰ یہ ہوگا اسم وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے ایسے معنیٰ پر جو ثابت ہے باعتبار ذات اپنی کے۔

جیسے الـدار فی نفسها حکمها (ای ثمنها) کذا کے اندر" فی" اعتبار کے معنے میں ہے کیونکہ یہاں بھی فـی نـفسها میں نـفـس کا مضاف الیہ اور مبتداء (جو بمنزلہ موصوف کے ہے) ایک ہی چیز ہیں اور اس مثال کا معنیٰ اور مطلب یہ ہوگا کہ گھر باعتبار ذات کے (یعنی تعمیر اور ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے) اس کی قیمت اتنی ہے۔ لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ یہ گھر مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے اندر ہے کہ جہاں کی مٹی بھی سونا ہے تو اس کی قیمت کا علم اللہ ہی جانے کیا ہے؟

اور فـی نفسہ کی "ہ" ضمیر کو "ما" کی طرف بھی لوٹا سکتے ہیں تو پھر آپ کا سوال ہے کہ راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت نہیں ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم نـفـسـہ کی "ہ" ضمیر کو "مـا" کی طرف لوٹاتے ہیں ایک قاعدے کے تحت اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک لفظ کے اندر دو اعتبار ہوں کہ وہ لفظوں کے لحاظ سے مذکر ہو اور معنیٰ کے اعتبار سے مؤنث ہو تو پھر اسکی طرف مذکر کی ضمیر بھی لوٹا سکتے ہیں اور مؤنث کی ضمیر بھی لوٹا سکتے ہیں اب اس ما کے اندر بھی دو اعتبار ہیں یہ لفظوں کے اعتبار سے مذکر ہے کیونکہ اس میں تانیث کی کوئی علامت

نہیں ہے اور یہ ما باعتبار معنیٰ کے مؤنث ہے۔ کیونکہ ما عبارت ہے کلمۃ سے لہٰذا ہم ما کی طرف مذکر کی ضمیر بھی لوٹا سکتے ہیں لفظوں کا اعتبار کرتے ہوئے اور مؤنث کی ضمیر بھی لوٹا سکتے ہیں معنیٰ کا اعتبار کرتے ہوئے

ومحصوله ماذکر بعض المحقیقین ۔۔۔۔الخ یہ جملہ مُستانفۃ جواب ہے سوال مقدر کا

سوال کا حاصل یہ ہے کہ آپ کا معنی فی نفسہ کی تشبیہ دینا الدار فی نفسھا حکمھا کذا کیساتھ ناجائز ہے کیونکہ معنی فی نفسھا یہ معقول ہے اور الدار فی نفسھا یہ محسوس ہے تو معقول کی تشبیہ دینا محسوس کے ساتھ یہ ناجائز ہے کیونکہ معقول کی تشبیہ معقول کے ساتھ دینی چاہیے نہ کہ محسوس کے ساتھ۔

جواب کا حاصل یہ ہے کوئی ناجائز نہیں ہے کیونکہ رئیس المناطقۃ سید السند میر سیدؒ نے معقول کی تشبیہ محسوس کے ساتھ دی ہے۔ جب اتنے بڑے امام معقول کی تشبیہ محسوس کے ساتھ دے رہے ہیں تو ہم غلام اگر معقول کی تشبیہ محسوس کے ساتھ دے لیں تو کیا حرج ہے؟ وہ ایسے کہ میر سیدؒ نے کہا ہے کہ موجودات خارجیہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ قائم بالذات (جو اپنے وجود میں غیر کی طرف محتاج نہ ہو) ۔۲۔ قائم بالغیر (جو اپنے وجود میں غیر کی طرف محتاج ہو)۔ مثال قائم بالذات کی جیسے جوہر۔ اور جوہر کی مثال جیسے قلم، کتاب، دیوار وغیرہ۔ اور مثال قائم بالغیر کی جیسے عرض۔ عرض کی مثال جیسے قلم، کتاب، دیوار وغیرہ کا رنگ۔

اسی طرح معقولات بھی دو قسم پر ہیں۔

۱۔ ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم جیسے معنیٰ اسم اور فعل کا۔

۲۔ غیر ملحوظ بالذات اور غیر مستقل بالمفہوم جیسے معنیٰ حرف کا (یعنی ملحوظ بالذات نہ ہو بلکہ ملحوظ بالتبع ہو۔)

اب یاد رکھنا جو معنیٰ ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم ہے وہ محکوم علیہ بھی بن سکتا ہے اور محکوم بہ بھی بن سکتا ہے مسند بھی بن سکتا ہے اور مسند الیہ بھی بن سکتا ہے جیسے معنیٰ اسم اور فعل کا

اور جو معنیٰ غیر ملحوظ بالذات اور غیر مستقل بالمفہوم ہے وہ نہ محکوم علیہ بن سکتا ہے اور نہ محکوم بہ بن سکتا ہے اور نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ بن سکتا ہے جیسے معنیٰ حرف کا۔

مثال:۔

جیسے ابتداء کا معنیٰ ہے شروع کردن (شروع کرنا) اب یہی ابتداء اگر باب افتعال کی مصدر ابتداء کا معنیٰ ہو تو یہ معنیٰ ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم ہے لہٰذا یہ محکوم علیہ (مسند الیہ، مثلاً مبتداء) بھی بن سکتا ہے اور محکوم بہ (مسند، مثلاً خبر) بن سکتا ہے۔ اور اگر یہ ابتداء من جارہ کا معنیٰ اور مدلول ہو تو یہ معنیٰ غیر ملحوظ بالذات اور غیر مستقل بالمفہوم ہے لہٰذا یہ معنیٰ نہ محکوم علیہ بن سکتا ہے اور نہ محکوم بہ بن سکتا ہے۔

ہمارے ایک استاذ محترم تھے وہ اس ابتداء کی مثال پنجابی زبان میں یوں سمجھاتے تھے کہ۔

"ابتداء (باب افتعال کی مصدر) دا معنیٰ وی ابتداء تے من جارہ دا معنیٰ وی ابتداء۔ جیہڑے ابتداء دا معنیٰ ابتداء اے اوندے نال بصرہ ہووے نہ ہووے کوفہ ہووے نہ ہووے گل پلّے پے جاسی لیکن جیہڑے من جارہ دا معنیٰ ابتداء اے، اوس من نال بصرہ ہوسی الیٰ نال کوفہ ہوسی تاں جا کے گل پلّے پے سی"

یعنی ابتداء (باب افتعال کی مصدر) کا معنیٰ بھی ابتداء (شروع کردن) ہے اور من جارہ کا معنیٰ بھی ابتداء ہے۔ اب جس ابتداء کا معنیٰ ابتداء کا ہے اس کے ساتھ بصرہ ملائیں یا نہ ملائیں۔ کوفہ ملائیں یا نہ ملائیں معنیٰ سمجھ میں آجائے گا۔ لیکن جس من جارہ کا معنیٰ ابتداء ہے اس کے ساتھ بصرہ ملائیں گے اور الیٰ کے ساتھ کوفہ ملائیں گے تو ابتداء اور انتہاء والا معنیٰ سمجھ میں آئے گا۔

گویا کہ جو ابتداء باب افتعال کی مصدر ہے اس کا معنیٰ مستقل بالمفہوم ہے اس معنیٰ کو سمجھنے میں ہم کسی دوسرے کلمے کے محتاج نہیں بخلاف جو من جارہ کا معنیٰ ابتداء ہے یہ ابتداء غیر مستقل بالمفہوم ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے

ہم بصرہ وکوفہ کے محتاج ہیں۔
سوال: آپ کی عبارت (یصلح ان یُحکم علیه وبه) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو معنی ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم ہو وہ محکوم علیہ بھی ہوسکتا ہے اور محکوم بہ بھی حالانکہ فعل کا معنی بھی ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم ہے لیکن فعل کا معنی محکوم علیہ نہیں ہوسکتا۔
جواب: یہ واؤ " او " کے معنی میں ہے۔اور یہ قول "یصلح ان یُحکم علیه وبه" قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا جو معنی ملحوظ بالذات اور مستقل بالمفہوم ہے۔اس کا ان دونوں باتوں (محکوم علیہ ومحکوم بہ) سے خالی ہونا منع ہے۔اس معنے میں ان دونوں باتوں کا جمع ہونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا منع نہیں ہے۔لہٰذا اسم کے معنی میں یہ دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں اور فعل کے معنی میں ایک ہی چیز پائی جائے گی اور وہ ہے محکوم بہ بننا۔
جواب ۲: فعل باعتبار معنے کے محکوم علیہ نہیں بن سکتا لیکن باعتبار لفظ (یعنی بارادہ لفظ) کے محکوم علیہ بن سکتا ہے جیسے ضَرَبَ صِیغَۃُ مَاضٍ (ضرب، ماضی کا صیغہ ہے) اب یہاں ضرب کا لفظ مراد ہے نہ کہ معنی۔
ولزمه تعقل متعلقه اجمالاً وتبعاً۔۔۔۔الخ یہ عبارت جواب ہے ایک سوال مقدر کا۔سوال کا حاصل یہ ہے کہ وہ ابتداء جو باب افتعال کی مصدر ابتداء کا معنی ہے اس کے سمجھنے میں بھی ہم دوسرے کلمے (متعلق اور یہاں متعلق سے مراد ما منه الابتداء ہے یعنی وہ لفظ جس سے کسی چیز (سیر وغیرہ) کی ابتداء ہو رہی ہے) کے ملانے کے محتاج ہیں کہ وہ ابتداء ہوئی تو کہاں سے ہوئی؟
جواب کا حاصل یہ ہے کہ وہ ابتداء جو باب افتعال کی مصدر ابتداء کا معنی ہے اس کے سمجھنے میں ہم دوسرے کلمے (متعلق) کے ملانے کے محتاج ہیں ذہن میں نہ کہ کتابت میں یعنی لفظوں میں وہ ابتداء کسی متعلق

(بصرہ، کوفہ وغیرہ) کے لکھنے کو نہیں چاہتی بلکہ اس متعلق کا اجمالاً ذہن میں تصور کر لینا کہ یہ ابتداء کہیں سے تو ہوئی ہے خواہ بصرہ سے ہو یا کوفہ سے۔ اتنا تصور کر لینا ہی کافی ہے۔ لیکن مــن سے ابتداء والا معنیٰ تب سمجھ میں آئے گا جب اس کا متعلق (بصرہ، کوفہ وغیرہ) لفظوں میں ذکر ہو۔

﴿ملحوظ بالذات اور ملحوظ بالتبع کی حسّی مثالیں﴾

ماقبل ہم نے عرض کیا تھا کہ اسم اور فعل کا معنیٰ ملحوظ بالذات (جس کی طرف ذاتی طور پر توجہ کی جائے) اور مستقل بالمفہوم (وہ معنیٰ اور مفہوم جو دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں آجائے) ہوتا ہے اور حرف کا معنیٰ غیر ملحوظ بالذات یعنی ملحوظ بالتبع (جس کی طرف تبعاً طور پر توجہ کی جائے) اور غیر مستقل بالمفہوم (وہ معنیٰ اور مفہوم جو دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئے) ہوتا ہے۔ ملحوظ بالذات اور ملحوظ بالتبع کو سمجھنے کے لیے چند حسّی اور ظاہری مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱) جب ہم آیئنہ میں اپنا چہرہ دیکھتے ہیں تو اب آیئنے میں اپنا چہرہ بھی نظر آتا ہے اور چہرہ دیکھتے ہوئے ساتھ ساتھ آیئنے پر بھی نظر پڑتی ہے لیکن یہاں چہرہ ملحوظ بالذات ہوتا ہے (اور اس پر حکم بھی لگایا جاتا ہے کہ چہرہ صاف ہے یا اس پر کوئی داغ ہے) اور آیئنہ ملحوظ بالتبع ہوتا ہے (اور اس پر حکم بھی نہیں لگایا جاتا) یعنی چہرے کی طرف نظر قصداً ہوتی ہے اور آیئنے کی طرف تبعاً۔ ایسے ہی اسم اور فعل کے معنے کی طرف نظر اور توجہ قصداً ہوتی ہے اور حرف کے معنے کی طرف تبعاً ہوتی ہے۔

لیکن اگر بازار میں آیئنہ خریدنے کے لیے جائیں تو وہاں آیئنے کی طرف نظر قصداً ہوتی ہے اور اپنے چہرہ کی طرف نظر تبعاً ہوتی ہے۔ کیونکہ خریدتے وقت آیئنے کی جانچ پڑتال مقصود ہوتی ہے کہ آیا اس میں چہرہ صحیح دیکھائی دیتا ہے یا کہ نہیں۔

۲) جیسے آدمی گاڑی چلاتا ہے تو سامنے والے شیشے کی طرف اس کی توجہ قصداً ہوتی ہے۔ یعنی سامنے والا شیشہ ملحوظ بالذات ہوتا ہے اور جو سائیڈ والے شیشے ہیں ان پر اس کی توجہ تبعاً ہوتی ہے۔ یعنی سائیڈ والے شیشے ملحوظ بالتبع ہیں۔ کیونکہ سائیڈ والے شیشے کو ضرورت پڑنے پر دیکھتا ہے اصل سامنے والا شیشہ ہوتا ہے۔

کلام کے اندر اسم اور فعل کی مثال سامنے والے شیشے کی طرح ہے اور حرف کی مثال سائیڈ والے شیشے کی طرح ہے۔

۳) جیسا کہ جلسہ گاہ میں سامعین کی توجہ خطیب، مقرر اور بیان کرنے والے کی طرف قصداً ہوتی ہے اور جو احباب اور مہمانان گرامی سٹیج پر رونق افروز ہیں ان کی طرف توجہ تبعاً ہوتی ہے۔

﴿خلاصة المحصول﴾

ہمارے ایک استاذ محترم محصولہ کی بحث کا خلاصہ چند لفظوں میں اس طرح بیان فرماتے کہ۔

"نحوی کی ذہنی توجہ قصداً اسم اور فعل کی طرف ہوتی ہے یعنی ملحوظ بالذات کی طرف اور تبعاً حرف کی طرف ہوتی ہے یعنی غیر ملحوظ بالذات کی طرف"

جیسے ایک آدمی کی برات گئی۔ جب آدمی کی برات سسرال پہنچی تو سسرال والوں کی ذہنی توجہ قصداً دولہے کی طرف ہوگی اور برات والوں کی طرف توجہ تبعاً ہوگی۔ اسی طرح کلام کے اندر اسم اور فعل کی مثال دولہے کی طرح ہے اور حرف کی مثال براتیوں کی طرح ہے۔

﴿خلاصۃ الحاصل﴾

الحاصل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں چار سوالوں کا جواب ہے۔

۱) ان لفظ لابتداء موضوع۔۔۔۔۔۔سے لیکر و اذاعرفت تک پہلے سوال کا جواب ہے۔

۲) و اذاعرفت۔۔۔۔۔۔سے لیکر ففی هذا الکتاب تک دوسرے سوال کا جواب ہے۔

۳) ففی هذا الکتاب۔۔۔۔۔سے لیکر بما سبق من التحقیق تک تیسرے سوال کا جواب ہے۔

۴) اور بما سبق من التحقیق۔۔۔۔۔۔سے لیکر ولما کان الفعل تک چوتھے سوال کا جواب ہے۔

۱) ان لفظ الابتداء موضوع الخ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا سوال کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے ماقبل یہ کہا کہ ابتداء اگر باب افتعال کی مصدر کا معنیٰ ہو تو یہ مستقل بالمفہوم ہے اور اگر من جارہ کا معنیٰ ابتداء ہو تو یہ غیر مستقل بالمفہوم ہے ایک ہی معنیٰ مستقل بالمفہوم بھی ہو اور غیر مستقل بالمفہوم بھی ہو یہ تو اجتماع نقیضین ہے۔

جواب کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء دو قسم پر ہے۔۱۔ابتداء کلی۔۲۔ابتداء جزئی

۱) ابتداء کلی: ابتداء ما من مکان ما الی مکان ما کوئی ابتداء ہو کہیں سے ہو (یعنی عام ہے لاہور سے ہو یا رائے ونڈ سے ہو یا کہیں اور سے ہو) کہیں تک (مکہ مکرمہ تک ہو یا مدینہ منورہ تک ہو۔)

۲) ابتداء جزئی: ابتداء من المکان الخاص الی المکان الخاص یعنی خاص جگہ سے ابتداء ہو کسی خاص جگہ تک من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی ، من البصرة الی الکوفه

ہم نے جو یہ کہا تھا کہ ابتداء اگر باب افتعال کی مصدر کا معنیٰ ہو تو یہ مستقل بالمفہوم ہے تو اس ابتداء سے مراد ابتداء کلی ہے یعنی اس ابتداء کو سمجھنے کے لیے ہم دوسرے کلمے کے ملانے کے محتاج نہیں ہیں اور اگر من جارہ کا معنیٰ ابتداء ہو تو یہ غیر مستقل بالمفہوم ہے اس ابتداء سے مراد ابتداء جزئی ہے یعنی اس خاص ابتداء کو سمجھنے کے

لیے ہم دوسرے کلمے کے ملانے کے محتاج ہیں۔
خلاصہ جواب کا یہ نکلا کہ ہم نے جس ابتداء کو مستقل بالمفہوم کہا ہے وہ ابتداء کلی ہے اور جس ابتداء کو غیر مستقل بالمفہوم کہا ہے وہ ابتداء جزئی ہے اجتماع نقیضین تو تب لازم آتا جب ہم ایک ہی ابتداء کو مستقل بالمفہوم بھی کہتے اور غیر مستقل بالمفہوم بھی کہتے۔

۲) واذا عرفت الخ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا۔ سوال کا حاصل یہ ہے مصنفؒ (صاحب کافیہ) نے ایضاح شرح مفصل میں فی نفسہ کی ہ ضمیر کو معنیٰ کی طرف راجع کیا ہے اور کافیہ میں فی نفسہ کی 'ہ' ضمیر کو ما دلّ یعنی کلمۃ کی طرف راجع کیا ہے جو ما سے عبارت (مراد) ہے۔ یہ بظاہر تعارض ہے۔
جواب کا حاصل یہ ہے کہ فی نفسہ کی ہ ضمیر کو چاہے معنیٰ کی طرف راجع کیا جائے چاہے ما دلّ یعنی کلمۃ کی طرف راجع کیا جائے اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ دونوں کا مقصود ایک ہے وہ معنیٰ کا مستقل بالمفہوم ہونا، معنیٰ کے مستقل بالمفہوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ معنیٰ اپنے تعقل (فہم) میں غیر (دوسرے معنیٰ) کا محتاج نہ ہو۔ جب معنیٰ مستقل بالمفہوم ہوگا تو وہ کلمہ جو اس معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے وہ مستقل فی الدلالت ہوگا۔ اور مستقل فی الدلالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلمۃ اپنے معنے پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج نہ ہو۔ مزید وضاحت کے لیے نقشہ ملاحظہ ہو۔

	کلمہ مستقل	معنیٰ مستقل
مثال:۔	رَجُلٌ	مرد
	کلمہ غیر مستقل	معنیٰ غیر مستقل
مثال:۔	مِنْ	از (سے)

اب پہلی مثال میں رجل کا معنیٰ مستقل بالمفہوم ہے تو رجل کا کلمہ بھی مستقل فی الدلالت ہے۔ اور دوسری مثال میں من کا معنیٰ غیر مستقل بالمفہوم ہے تو من کا کلمہ بھی غیر مستقل فی الدلالت ہے۔ جیسا کہ من النّاس میں من کا معنیٰ از (سے) غیر مستقل بالمفہوم ہے۔ یہ اپنے فہم میں دوسرے معنے (لوگ) کے ملانے کی طرف محتاج ہے۔ لہٰذا من کا کلمہ غیر مستقل فی الدلالت ہے یعنی یہ اپنے معنے پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمے (الناس) کی طرف محتاج ہے اور الناس کا معنیٰ (لوگ) مستقل بالمفہوم ہے لہٰذا الناس کا کلمہ بھی مستقل فی الدلالت ہے۔
فائدہ:۔ مستقل بالمفہوم ہونا یہ معنیٰ کی صفت ہے کبھی کبھی مجازاً اس کا اطلاق کلمے کے لیے بھی ہوتا ہے اور یوں کہہ دیا جاتا ہے کہ کلمہ مستقل بالمفہوم ہے

۳) ففي هذا الكتاب الخ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا۔ سوال کا حاصل یہ ہے کہ مصنفؒ نے کافیہ کے اندر في نفسہ کی ''ہ'' ضمیر کو معنیً اور ما دلّ یعنی کلمۃ دونوں کی طرف راجع کیا ہے یعنی دونوں کی طرف کر سکتے ہیں۔ بخلاف ایضاح شرح مفصل کے کہ اس میں في نفسہ کی ''ہ'' ضمیر کو صرف معنیً کی طرف راجع کیا ہے تو اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب کا حاصل یہ ہے کہ کافیہ کے اندر اسم کی تعریف (ما دلّ علی معنی في نفسہ الخ) میں في نفسہ کی ''ہ'' ضمیر معنیً کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے کیونکہ پہلے معنیً کا ذکر ہے اور ما دلّ یعنی کلمے کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے تا کہ ماقبل وجہ حصر کے ساتھ موافقت پیدا ہو جائے کیونکہ وجہ حصر (لانها انّما ان تدلّ علی معنیً في نفسها) میں ھا ضمیر کلمۃ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ کلمۃ کا مرجع لانها کی ھا ضمیر اور انّما ان تدلّ کی ھی ضمیر سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ بخلاف ایضاح شرح مفصل کے کہ اس میں اسم کی تعریف سے پہلے وجہ حصر کا ذکر نہیں ہے اس لیے صرف معنیً کی طرف لوٹایا ہے کلمۃ کی طرف نہیں لوٹایا۔

۴) بما سبق من التحقيق الخ یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا۔ سوال کا حاصل یہ ہے کہ آپ کی اسم کی تعریف یہ جامع نہیں ہے اپنے افراد کے لیے۔ کیونکہ یہ صادق نہیں آتی اسماء لازمۃ الاضافۃ پر یعنی ان اسماء پر جو ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں کیونکہ مضاف کا معنیٰ مضاف الیہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہیں آتا۔ جیسے قبل، بعد، فوق، تحت یہ اسمائے لازمۃ الاضافۃ میں سے ہیں اور ان کا معنیٰ مضاف الیہ ملائے بغیر سمجھ میں نہیں آتا جیسے فوق کا معنیٰ ہے اوپر اور تحت کا معنیٰ ہے نیچے اب جب تک انکے ساتھ مضاف الیہ ذکر نہ ہو تو انکا معنیٰ پوری طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ یعنی ہمیں معلوم نہیں ہوگا کونسی چیز کس سے اوپر اور کس سے نیچے ہے۔

جواب کا حاصل یہ ہے کہ اسماء لازمۃ الاضافۃ کے دو معنیٰ ہیں۔ ایک معنیٰ ہے کلی اور ایک معنیٰ ہے جزئی مثلاً فوق ہے۔ اس کا ایک معنیٰ کلی ہے۔ کہ ''شیء ما فوق شی ما'' کہ کوئی شی کسی شے کے اوپر ہو۔ اور فوق کا ایک معنیٰ جزئی ہے جیسے قرآن پاک میں ہے۔ ید الله فوق ايديهم۔ یہاں فوق کا معنیٰ جزئی ہے کہ اللہ پاک کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہ اس کا جزئی معنیٰ ہے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اسماء لازمۃ الاضافۃ یہ کلی معنیٰ کے اعتبار سے مستقل بالمفہوم ہیں (کسی دوسرے کلمے کے ملانے کے محتاج نہیں ہیں) اور جزئی معنیٰ کے اعتبار سے یہ غیر مستقل بالمفہوم ہیں (دوسرے کلمہ کے ملانے کے محتاج ہیں)۔ اب ہم نے جو اسماء لازمۃ الاضافۃ کو اسم کی تعریف میں داخل کیا ہے کلی معنیٰ کے اعتبار سے نہ کہ جزئی معنیٰ کے اعتبار سے لہٰذا اسم کی تعریف جامع ہے۔

﴿ترجمة العبارات﴾

الاسم ما دلّ ای کلمة دلت علی معنیً کائنٍ فی نفسه

قوله اسم ما دلّ ای کلمة دلت۔۔۔الخ۔۔۔اسم وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے (علی معنیً فی نفسه) ایسے معنے پر جو ثابت ہے کلمے کی ذات میں یا ثابت ہے باعتبار ذات اپنی کے

ای فی نفس ما دل یعنی الکلمة فتذکیر الضمیر بناءً علی لفظ الموصول قال المصنف فی الایضاح شرح المفصل الضمیر فی ما دل علی معنیً فی نفسه یرجع الی معنیً ای ما دل علی معنیً باعتباره فی نفسه وبالنظر الیه فی نفسه لا باعتبار امر خارج عنه کقولک الدار فی نفسها حکمها کذا ای لا باعتبار امر خارج عنها ولذلک قیل الحرف ما دل علی معنیً فی غیره ای حاصل فی غیره ای باعتبار متعلقه لا باعتباره فی نفسه انتهی کلامه

قوله ای فی نفس ما دلّ یعنی الکلمة۔۔۔الخ۔۔یعنی فی نفسه کی ہ ضمیر ما دلّ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ما دلّ میں ما سے مراد کلمہ ہے۔ پھر ضمیر کو مذکر لانا یہ موصول کے لفظ پر بناء کرنے کی وجہ سے ہے مصنف

(ابن حاجبؒ) نے ایضاح شرح مفصل میں کہا ہے کہ ضمیر ما دلّ علی معنیً فی نفسہ میں معنیً کی طرف لوٹ رہی ہے۔(اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا اسم وہ کلمہ جو دلالت کرے ایسے معنے پر جو ثابت ہے باعتبار ذات کے اور وہ ثابت ہے اپنی طرف نظر کرنے کے اعتبار سے نہ کہ امر خارج کے اعتبار سے جیسا کہ تیرا قول الدار نفی فسھا حکمھا کذا گھر کی باعتبار ذات کے قیمت اتنی ہے نا کہ امر خارج کے اعتبار سے۔ اسی وجہ (فی اعتبار کے معنیٰ میں ہے) سے کہا گیا ہے کہ حرف وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے ایسے معنے پر جو حاصل ہو باعتبار غیر کے۔ یعنی حاصل ہو باعتبار متعلق (دوسرا کلمہ) کے نہ باعتبار ذات اپنی کے۔ پوری ہوگئی مصنفؒ کی کلام (جو ایضاح شرح مفصل میں تھی)

ومحصولہ ما ذکرہ

بعض المحققین حیث قال کما ان فی الخارج موجودًا قائمًا بذاتہ وموجودًا قائمًا بغیرہ
کذلک فی الذہن معقول ہو مدرک قصدًا ملحوظًا فی ذاتہ یصلح ان یحکم علیہ وبہ ومعقول ہو
مدرک تبعًا وآلۃ لملاحظۃ غیرہ فلا یصلح لشئی منہما فالابتداء مستقلًا اذا لاحظہ العقل قصدًا
وبالذات کان معنی مستقلا بالمفہومیۃ ملحوظًا فی ذاتہ

قولہ ومحصولہ ما ذکرہ بعض المحققین ۔۔۔الخ۔۔۔اور حاصل اس کلام (بحث) کا جس کو مصنفؒ نے ایضاح شرح مفصل میں ذکر کیا ہے وہ ہے جس کو بعض محققین (میر سیّد شریفؒ) نے ذکر کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جس طرح ایک موجود قائم بالذات ہوتا ہے اور ایک موجود قائم بالغیر ہوتا ہے۔اس

طرح ذہن میں ایک معقول مدرک (معلوم) قصداً ملحوظ بالذات ہوتا ہے وہ معلوم محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اور ایک معقول مدرک تبعاً ہوتا ہے۔اور غیر کا لحاظ کرنے کے لیے آلہ ہوتا ہے۔پس (اس وقت) محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحت نہیں رکھتا۔پس ابتداء (بمعنی شروع کردن) مثلاً جس وقت اس کا عقل قصداً اور بالذات لحاظ کرے تو یہ معنی مستقل بالمفہوم اور ملحوظ بالذات ہوگا۔

ولزمہ تعقل متعلقہ اجمالاً وتبعاً

من غیر حاجۃ الی ذکرہ وہو بہذا الاعتبار مدلول لفظ الابتداء فقط فلا حاجۃ فی الدلالۃ علیہ الی ضم کلمۃ اخری الیہ لتدل علی متعلقہ وہذا ہو المراد بقولہم ان للاسم والفعل معنیٰ کائناً فی نفس الکلمۃ الدالۃ علیہ واذا لاحظہ العقل من حیث ہو حالۃ بین السیر والبصرۃ مثلاً وجعلہ آلۃ لتعرف حالہما کان معنی غیر مستقل بالمفہومیۃ ولا یمکن ان یتعقل الا بذکر متعلقہ بخصوصہ ولا ان یدل علیہ الا بضم کلمۃ اخری دالۃ علی متعلقہ

قولہ لزمہ تعقل متعلقہ اجمالاً وتبعاً ــــ الخ۔۔۔اور لازم ہے اس ابتداء (اسمی) کو متعلق (ما منہ الابتداء یعنی وہ چیز جس سے ابتداء ہو مثلاً بصرہ وغیرہ) اجمالاً بغیر حاجت طرف ذکر کرنے اس متعلق کے اور یہ ابتداء اس اعتبار سے کہ (باب افتعال کی مصدر) صرف لفظ ابتداء کا مدلول ہو اس اعتبار سے کہ اس معنے پر دلالت کرنے میں لفظ ابتداء کی طرف کسی دوسرے کلمے کو ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔تا کہ وہ اس کے متعلق پر دلالت کرے اور یہی مراد ہے نحویوں کے قول " اِنَّ للاسم والفعل معنیً کائناً فی نفس الکلمۃ الدالۃ علیہ "

(بے شک اسم اور فعل کے لیے ایسا معنیٰ ہے جو ثابت ہے اس کلمے کی ذات میں جو اس معنے پر دلالت کرنے والا ہے) سے۔اور جب لحاظ کرے اس ابتداء کو عقل اس حیثیت سے کہ وہ ایک حالت ہے مثلاً سیر اور بصرہ کے درمیان اور اس ابتداء کو آلہ بنایا ہے ان دونوں کے احوال (احوال سے مراد سیر کا مبتداء ہونا یعنی سیر کا شروع ہونا اور بصرہ کا مبتداء منھا ہونا یعنی اس سے سیر کا شروع ہونا) کو پہچاننے کے لیے تو یہ معنیٰ غیر مستقل بالمفہوم ہوگا اور خاص متعلق کو ذکر کیے بغیر اس معنے کا سمجھنا ممکن نہیں ہے اور نہیں ہے ممکن اس معنے پر دلالت کرنا مگر ایسے دوسرے کلمے کے ملانے کے ساتھ جو اس کے متعلق پر دلالت کرنے والا ہے۔

أنّ لفظ الابتداء موضوع لمعنیً کلّی ولفظة من موضوعة لکل واحد من جزئیاته المخصوصة المتعلقة من حیث انها حالات لمتعلقاتها وآلات لتعرف احوالها وذلک المعنی الکلی یمکن ان یتعقل قصدًا ویلاحظ فی حد ذاته فیستقل بالمفهومیة ویصلح ان یکون محکومًا علیه وبه واما تلک الجزئیات فلا تستقل بالمفهومیة ولا تصلح ان تکون محکومًا علیها وبها اذ لا بد فی کل واحد منها ان یکون ملحوظا قصدًا لیمکن ان یعتبر النسبة بینه وبین غیره بل تلک الجزئیات لا تتعقل الا بذکر متعلقاتها لتکون آلات لملاحظة احوالها وهذا هو المراد بقولهم انّ الحرف کلمة تدل علی معنیً فی غیرها

قوله والحاصل انّ لفظ الابتداء ۔۔۔الخ۔۔۔اور حاصل یہ ہے کہ لفظ ابتداء موضوع (وضع کیا ہوا) ہے

معنی کلی کے لیے اور لفظ من موضوع ہے جو جزئیات مخصوصہ میں سے ہیں جو سمجھی گئی ہیں اس اعتبار سے کہ وہ حالات ہیں اپنے متعلقات کے لیے اور آلات ہیں ان متعلقات کے احوال کو پہچاننے کے لیے۔ اور یہ معنی کلی ممکن ہے اس کو قصداً سمجھنا اور ملحوظ بالذات ہونا پس یہ مستقل بالمفہوم ہوگا اور محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت رکھے گا اور بہر حال وہ جزئیات (مخصوصہ) پس یہ مستقل بالمفہوم نہیں ہیں اور نہ محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس لیے کہ محکوم علیہ اور محکوم بہ میں سے ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ ملحوظ قصداً ہو تا کہ ممکن ہو نسبت کا اعتبار کرنا محکوم علیہ اور محکوم بہ میں سے ہر ایک کے درمیان اور اس کے غیر کے درمیان۔ بلکہ یہ جزئیات (مخصوصہ) نہیں سمجھی جاتیں مگر اپنے متعلقات کے ذکر کرنے کے ساتھ تا کہ ہو جائیں یہ (جزئیات مخصوصہ) آلات اور ذریعہ اپنے متعلقات کے احوال کا لحاظ کرنے کے لیے یہی مراد ہے نحویوں کے قول " **إنَّ الحرف كلمة تدلّ على معنىً في غيرها** " (بے شک حرف ایسا کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو باعتبار غیر کے حاصل ہو) سے۔

وَاِذا عرفت ہذا علمتَ انّ المراد بکینونۃ المعنیٰ فی نفسہٖ استقلالہ بالمفہومیۃ وبکینونۃ المعنی فی نفس الکلمۃ دلالتہا علیہ من غیر حاجۃ الی ضم کلمۃ اخرٰی الیہا لاستقلالہ بالمفہومیۃ فمرجع کینونۃ المعنی فی نفسہٖ وکینونتہٖ فی نفس الکلمۃ الدالۃ علیہ الی امر واحد وہو استقلالہ بالمفہومیۃ

قولہ واذا عرفت ھذا علمتَ ۔۔۔الخ۔۔۔ اور جب آپ نے یہ بات (بعض معانی ملحوظ بالذات ہوتے ہیں) پہچان لی تو اب آپ یہ بات جان لیں کہ مراد **کینونۃ المعنیٰ فی نفسہ** (ہونا معنے کا باعتبار

ذات اپنی کے، فی نفسہ کی ہ ضمیر معنی کی طرف لوٹ رہی ہے) سے اس معنے کا مستقل بالمفہوم ہونا ہے (معنے کے مستقل بالمفہوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ معنیٰ اپنے تعقل اور اپنی فہم اور سمجھنے میں کسی دوسرے مفہوم اور معنے کے ملانے کا محتاج نہ ہو جیسے "رجل" کا معنیٰ "مرد" یہ مستقل بالمفہوم ہے کیونکہ ہم اس معنے کے سمجھنے میں اس کیساتھ کسی اور مفہوم اور معنے (مثلاً بیٹھنا، کھڑا ہونا وغیرہ) کے ملانے کے محتاج نہیں ہیں)۔ اور مراد کینونۃ المعنیٰ فی نفس الکلمۃ (ہونا معنے کا کلمے کی ذات میں) سے کلمے کا مستقل فی الدلالت ہونا ہے یعنی کلمہ کی دلالت اپنے معنے پر دوسرے کلمے کے ملائے بغیر ہو۔ کیونکہ اس کلمے کا معنیٰ مستقل بالمفہوم ہے (جب معنیٰ مستقل بالمفہوم اپنے فہم اور سمجھنے کے اندر کسی دوسرے معنیٰ کا محتاج نہیں ہے تو جس کلمے سے یہ معنیٰ سمجھ میں آرہا ہے تو وہ کلمہ بھی اس معنیٰ پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمے کے ملانے کا محتاج نہیں ہے۔)۔ الغرض فی نفسہ کی ہ ضمیر کو معنیٰ کی طرف راجع کریں یا ما دلّ کی طرف راجع کریں جو کلمے سے عبارت ہے دونوں کی غرض ایک ہی ہے وہ یہ کہ معنے کا مستقل بالمفہوم ہونا۔

ففی ہذا الکتاب الضمیر المجرور فی نفسہ

یحتمل ان یرجع الی ما الموصولۃ التی ہی عبارۃ عن الکلمۃ و ہذا ہو الظاہر لیکون علی طبق ما سبق فی وجہ الحصر من کینونۃ المعنی فی نفس الکلمۃ و یحتمل ان یرجع الی المعنی و لذا ذکر الضمیر تنبیہا علی صحۃ ارادۃ کلا المعنیین و لکن عبارۃ المفصل ظاہرۃ فی المعنی الاخیر و ہو ارجاع الضمیر الی المعنی لعدم مسبوقیتہا بما یدل علی اعتبار کینونۃ المعنی فی نفس الکلمۃ و لہذا جزم المصنف رحمہ اللہ ہناک برجوعہ الی المعنی

قولہ ففی ہذا الکتاب الضمیر المجرور۔۔۔الخ۔۔۔پس اس کتاب (کافیہ) میں فی نفسہ کی ہ ضمیر مجرور ما موصولہ کی طرف لوٹنے کا احتمال رکھتی ہے جو کلمے سے عبارت ہے اور یہ ما موصولہ کی طرف ضمیر کو لوٹانے

والا احتمال ظاہر ہے (کیوں؟) تاکہ ماموصولہ کی طرف ضمیر کو لوٹانا (علی طبق ما) اس ضمیر کے لوٹانے کے مطابق ہوجائے جو وجہ حصر میں گذر چکی ہے۔اور وہ ضمیر کلمے کی طرف لوٹ رہی ہے اور کلمے کی طرف ضمیر لوٹانے کے بعد عبارت یوں بن جائے گی کینونة المعنٰی فی نفس الکلمة (ہونا معنے کا کلمے کی ذات میں)۔اور فی نفسہٖ کی ہٖ ضمیر مجرور معنیٰ کی طرف بھی لوٹنے کا احتمال رکھتی ہے۔(کیونکہ ماقبل معنیٰ کا ذکر ہے)۔اسی وجہ سے مذکر لایا ہے ضمیر کو واسطے تنبیہ کرنے اور صحیح ہونے ارادہ کرنے اُن دونوں معنوں کا۔ لیکن مفصل کی عبارت ظاہر ہے آخری معنیٰ میں اور وہ ضمیر کو لوٹانا ہے معنیٰ کی طرف بوجہ نہ مسبوق (پہلے) ہونے مفصل کی عبارت کے اس چیز کے ساتھ جو دلالت کرے کینونة المعنٰی فی نفس الکلمة (ہونا معنے کا کلمے کی ذات میں) کے اعتبار کرنے پر اسی وجہ سے مصنفؒ نے وہاں ایضاح شرح مفصل میں یقین کرلیا ہے ضمیر کے لوٹنے کا معنیٰ کی طرف۔

وبما سبق من التحقیق ظهر انه لا یختل حد الاسم جمعًا ولا حد الحرف منعًا بالاسماء اللازمة الاضافة مثل ذو وفوق وتحت وقدام وخلف الی غیر ذلک لان معانیها مفهومات کلیة مستقلة بالمفهومیة ملحوظة فی حد ذاتها لزمها تعقل متعلقاتها اجمالًا وتبعًا من غیر حاجة الی ذکرها لکن لما جرت العادة باستعمالها فی مفهوماتها مضافة الی متعلقات مخصوصة لانها الغرض من وضعها لزم ذکرها لفهم هذه الخصوصیات لا لاجل فهم اصل المعنی فهی دالة علی معانیها معتبرة فی حد نفسها لا فی غیرها فهی داخلة فی حد الاسم لا فی الحرف

قولہ وبما سبق من التحقیق۔۔۔الخ۔۔۔اور ماقبل تحقیق سے ظاہر ہوگئی یہ بات کہ نہیں خلل ناک ہوگی

یعنی نہیں نقصان پہنچے گا اسم کی تعریف کو جامع ہونے کے اعتبار سے۔ (تعریف جامع وہ ہوتی ہے جو معرف کے تمام افراد کو شامل ہو۔)۔ اور حرف کی تعریف کو مانع ہونے کے اعتبار سے۔ (تعریف مانع وہ ہوتی ہے جو غیر معرف کو معرف میں داخل ہونے سے منع کردے)۔ اسماء لازمة الاضافة کے ساتھ جیسے ذو، فوق، تحت، قدام، خلف وغیرہ۔ اس لیے ان کے معانی مفہومات کلیہ مستقل بالمفہوم ہیں۔ ملحوظ ہیں باعتبار ذات اپنی کے۔ لازم ہے ان کے متعلقات کا سمجھنا اجمالاً اور تبعاً بغیر حاجت طرف ذکر کرنے ان متعلقات کے۔ لیکن جب کہ جاری ہوئی ہے نحویوں کی عادت اِن کو مفہومات کلیہ میں استعمال کرنے کے اس حال میں کہ یہ مضاف ہوں متعلقات مخصوصہ کی طرف (یعنی زید، عمرو، بکر کی طرف مضاف ہوں) کیونکہ یہی (متعلقات مخصوصہ کی طرف مضاف کرنا) غرض ہے ان کی وضع سے۔ تو لازم ہے ان متعلقات کا ذکر کرنا ان خصوصیات کو سمجھنے کے لیے۔ نہ یہ کہ اصل معنی کو سمجھنے کے لیے (اصل معنی تو ان کا سمجھ میں آجاتا ہے یہاں خاص مضاف الیہ کو پہنچانے کے لیے ان کو مضاف کرتے ہیں۔) پس یہ دلالت کرنے والے ہیں۔ اپنے معانی پر دراں حال کہ وہ معانی معتبر ہیں باعتبار ذات اپنی کے نہ باعتبار غیر کے پس یہ داخل ہیں اسم کی تعریف میں نہ کہ حرف کی تعریف میں۔

دورۂ حل عبارت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حل عبارت کا آغاز شعبان المعظم کے مہینے میں وفاق المدارس کے امتحانات کے فوراً بعد ہوتا ہے یعنی اگر امتحانات جمعرات کو ختم ہوں تو ہفتہ کے دن سے دورے کا آغاز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ۲۸ شعبان المعظم تک جاری رہتا ہے اس دورے میں شرکت کے خواہش مند طلباء سے گذارش ہے کہ وہ اول دن سے ہی دورے میں شرکت کی کوشش فرمائیں کیونکہ اس مختصر دورے کے اندر ہر اگلے سبق کا پچھلے سبق سے ربط ہوتا ہے لہٰذا دورے میں ابتداء ہی سے شرکت تمام اسباق کے درمیان باہمی ربط اور تعلق برقرار رکھنے کا ذریعہ بنے گی۔

ابتدائی اساتذہ کرام کے ساتھ صرف ونحو اور دیگر ابتدائی کتب کی تعلیم کے طریقہ کار کے بارے میں مذاکرہ ،مشورہ اور تکرار رمضان کے پہلے عشرے میں جامعہ محمدیہ میں ہوا کرے گا (انشاء اللہ) اور اگر کسی استاذ محترم کے پاس پہلے عشرے میں فرصت نہیں ہے تو وہ خط کے ذریعے اطلاع فرمادیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لیے مذاکرے کا علیحدہ وقت مقرر کردیا جائے گا۔

جامعہ مدنیہ جدید

محمد آباد، تھہ شاپ رائے ونڈ روڈ لاہور

(۰۴۲) ۵۳۳۰۳۱۱

(۰۳۰۰) ۴۵۰۵۲۹۲

جامعہ محمدیہ

لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور

(۰۴۲) ۷۲۳۷۴۵۰

(۰۳۰۰) ۴۵۰۵۲۹۲

﴾ادارے کی دیگر کتب﴿

☆الصرف الکامل تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

صرف کی ایک مکمل کتاب جس میں صرف کے اہم قوانین اور ابواب بڑی تفصیل اور آسان انداز میں جمع کئے گئے ہیں۔

☆الترکیب الکامل (لشرح ماۃ عامل) تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

شرح مأۃ عامل کی نوع اول کی ایک بہترین شرح جس میں نوع اول کی ترکیب بمع فوائد مہمۃ بڑے احسن انداز سے بیان کی گئی ہے۔

☆الترکیب الکامل (لنظم ماۃ عامل) تالیف: حضرت مولانا قاضی عزیز اللہ قدس سرہٗ

نحو میر کے آخر میں دی گئی نظم مأۃ عامل کی ایک اعلیٰ شرح جس میں نحو کے کئی مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔

☆العلامات النحویہ تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور)

علم نحو کی ایک بالکل نئی اور انوکھی طرز پر لکھی گئی کتاب جس میں عربی تراکیب کو علامات کے ذریعہ آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆الصرف العزیز تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور)

علم صرف کی ایک بالکل نئی اور انوکھی طرز پر لکھی گئی کتاب جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ طلباء کا وقت کم سے کم لگے اور فائدہ زیادہ سے زیادہ ہو۔

☆توضیح النحو باجراء قواعد النحو تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور)

نحو کے اجراء، تراکیب مفیدہ، فوائد متفرقہ اور شرح مائۃ عامل کی نوع اول کی ترکیب بمع حروف جارہ کے معنی اور مختصر تشریح پر مشتمل مدرسین کے لئے خاص تحفہ

☆الشرح المقبول لتسهيل درس الحاصل والمحصول تالیف: مولانا محمد حسن صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور)

شرح جامی کی مشہور بحث الحاصل والمحصول کی آسان ترین وجامع شرح جس میں اس بحث کو بہت ہی آسان طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔

ادارۂ محمدیہ

فون: ۷۲۳۷۴۵۰ (۰۴۲)

۴۵۰۵۲۹۲ (۰۳۰۰)

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
انک حمید مجید